رویداد مناظرہ شیعہ و سنی
امروہہ ضلع مراداباد

فانظروا یا اولی الالباب بالصدق والانصاف

روئداد مناظرہ سنی و شیعہ

یعنی

امروہہ کے شاندار مناظرہ کی کارروائی

جسمیں

وجوہات مناظرہ شرائط مناظرہ فریقین کے سوالات
فریقین کے مناظرین کی لفظ بلفظ تقریریں اور وہ تمام
اشتہارات جو فریقین کیجانب سے اس وقت تک شائع ہوئے

درج ہیں

جسکو

احقر سید مجاہد حسین جوہر نے ترتیب دیکر مطبع جوہر پریس
امروہہ میں چھاپا اور شائع کیا

مناظرہ کی وجوہات

امروہہ قدیم سے سادات کی بستی مشہور ہے۔ یہاں پنتالیس ہزار کی
مردم شماری میں چونتیس ہزار مسلمان شمار کئے جاتے ہیں جن کے عادات
اور خصائل شریفانہ اور طرز عمل دوستانہ اور مخلصانہ رہا ہے اور اگرچہ
بعض اوقات مذہبی جھگڑے اور مقدمہ بازی بھی ہوئی لیکن اس کا اثر
تعزیہ داری پر ایسا نہ پڑا تھا جیسا کہ اب تین سال سے ظہور میں آیا۔
تیسرا سال ہے کہ سنیوں میں تعزیہ داری کے خلاف جلسے منعقد کئے گئے
اور عوام میں عزاداری کے خلاف اسپرٹ پیدا کی گئی۔ لوگوں پر ہر طرح
زور ڈالا گیا اور انھیں طرح طرح کے خوف دلائے گئے۔

یہاں تیسری محرم سے نویں محرم تک روزانہ علم اٹھائے جاتے ہیں
ان علموں میں رکاوٹیں پیدا کی گئیں پیشہ وروں کو باجہ بجانے سے اور دوسرے
کام کرنے سے روکا گیا جس کی وجہ سے شیعوں کی نوجوان پارٹی کو خود
گلے میں تاشے اور ڈھول ڈالکر ان خدمات کو انجام دینا پڑا۔ اسیطرح
اور اور باتیں اسی قسم کی پیش آئیں کہیں تخت کو امام باڑہ میں جانے سے
روکا گیا تو کسی کے مکان میں غلاظت پھینکی گئی۔ غرض ان حضرات نے حتی الامکان
کوئی کوشش اٹھا نہ رکھی۔ اس سال کوئی سنی تعزیہ داری میں شریک
نہوا اور خود تعزئے بند رکھے حتی کہ دیہات سے جسقدر تعزئے عشرہ کے

روز آتے تھے وہ بھی بند رہے غرض ان واقعات سے پولیس کے کاغذات
بھرے پڑے ہیں اور عشرہ محرم کی مثل اسکا پورا ثبوت دے سکتی ہے۔
اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے امروہہ کے مسلمان بھائیوں نے یکلخت ایسی
طرز عمل کیوں اختیار کیا اگرچہ اسکی وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ چونکہ شیعہ حضرات
مجالس اربعین میں واعظین اور ذاکرین نے بجائے فضائل و مناقب ائمہ اظہار بیان
کرنیکے مناظرہ کی صورت اختیار کرلی ہے جس سے ہماری دل آزاری ہوتی
ہے لہذا ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اپنے سنی بھائیوں کو ایسی مجلسوں کی شرکت
سے روکیں لیکن اسی کے ساتھ یہ امر بھی غور طلب ہے کہ اس وعظ و ہدایت میں کئی
علماء اور واعظین کے ہوتے ہوئے میونسپل کمشنران کو اس میدان میں قدم
بڑھانیکی ضرورت کیوں پڑی۔ اصل یہ ہے کہ چند سال سے ہمارے
میونسپل بورڈ میں پارٹی فیلنگ کے اثرات غالب ہیں اور ہمارے سکریٹری
میونسپل بورڈ نے جو ہندو مذہب ہیں پارٹی فیلنگ کو اپنی اغراض کی
کامیابیوں کا اعلیٰ ترین مقصد قرار دے رکھا ہے۔
یہاں بیشتر بورڈ میں ہندوؤں کی دو پارٹیاں کردی گئی تھیں اور اب اس الیکشن کے
بعد جبکہ شیعہ اور ہندو متحد ہوگئے تو سنیوں کی پارٹی مغلوب ہوگئی۔
میونسپل بورڈ کی کشمکش اور سکریٹری صاحب [illegible] واقعات پر ہم
اخبار اتحاد میں بارہا مضامین لکھ چکے ہیں لیکن محرم کے واقعات کے متعلق
جو مضمون ہم نے لکھا تھا اسکے جواب میں سنی صاحبان نے ایک طولانی
پمفلٹ ۱۹ صفحہ میں [illegible] چھپوا کر تقسیم کرتے ہوئے ہم نے [illegible] اخبار ۲۴

کی اشاعت میں یعنی آج سے سوا برس قبل ایک تفصیلی مضمون لکھا جسکا
اقتباس اس موقع پر مناظرہ کی اصلی وجہ تک پہنچنے میں ناظرین کو آسانی پیدا کریگا
ہم ذیل میں اسکا اقتباس درج کرتے ہیں جو سنی صاحبان کے پمفلٹ میں تحریر ہوا

مضمون پمفلٹ اہل سنت

ایڈیٹر صاحب کا یہ خیال کہ سکریٹری میونسپل بورڈ اگر چاہیں تو سنی شیعہ کے موجودہ نفاق
کو قطع کرنا ممکن ہے اگر اسکا مقصد وہ عارضی نااتفاقیاں ہیں جو آئے دن بورڈ میں
پیش آیا کرتی ہیں تو ہمیں بھی اس سے اتفاق ہے ضرور سکریٹری صاحب کی ذات شریف
ایسی با اثر ہے کہ اگر وہ چاہیں تو بورڈ میں اختلاف ہو اور ممبران بورڈ کے پارٹی اختلافات
میں جسکا نتیجہ امروہہ کا نان آفیشل چیرمین سے محروم رہنا ہے ہم مانتے ہیں کہ سکریٹری
صاحب کو پورا دخل ہے جسکے واسطے وہ ہمیشہ گروہ بندی کے حامی رہتے ہیں
ہندو پارٹی میں دو فریق کر دینا خاص انھیں کا ادنیٰ کرشمہ تھا۔
شیعہ سنی ممبران کو متفق نہ ہونے دینا اس سے زیادہ آسان ہے کہ شیعہ ممبران
عموماً اور سید محمد حسین خصوصاً ہر معاملہ میں سکریٹری صاحب کے زیر اثر رہتے ہیں
اس پمفلٹ کے ان فقرات کے جواب میں ہمنے اخبار ادیب ۲۴ دسمبر ۱۵ء کی اشاعت میں
عرض کیا تھا کہ آپکو بجائے مذہبی منافرت پھیلانے کے بورڈ کی اصلاح کی جانب توجہ کرنا چاہیے
سید محمد حسین کی جو شکایت کیجاتی ہے وہ ایک حد تک بجا ہے لیکن شیعوں نے انھیں اپنی
طرف سے ممبر منتخب نہیں کیا بلکہ حکام نے محض اس وجہ سے کہ بورڈ میں
شیعوں کی تعداد کم رہی جاتی ہے انھیں سرکاری طور پر ممبر مقرر کر دیا ہے لہذا
انکا کوئی فعل شیعوں سے منسوب نہیں ہو سکتا۔ نیز حکام کا یہ عمل بھی نیک نیتی پر مبنی تھا
انھیں کیا معلوم تھا کہ سید محمد حسین اور سکریٹری میونسپل بورڈ ایک جان دو قالب ہیں
اور محمد حسین کے ممبر ہونے سے سکریٹری کی قوت بڑھکر بورڈ کے ممبروں کو ٹون ہال
سے باہر لیجائیگی۔ غرض ہمارا یہ مضمون ایک تفصیلی مضمون تھا اور ہم نے ہر پہلو سے
تمام باتیں حکام کے گوش گزار کر دی تھیں چنانچہ مسٹر جے ایم چارلس حاکم پرگنہ

شرائط مجوزہ و مسلمہ برائے مناظرہ میان اہلِ تشیع و اہلِ تسنن واقع امروہہ ضلع مُرادآباد

(۱) جلسہ مناظرہ حسب ضرورت پندرہ یوم تک منعقد رہے گا۔ اگر اِن ایام میں کوئی مسئلہ کسی فریق کی جانب سے باقی رہجائے گا تو اُس کے لئے توسیع میعاد بتراضی طرفین ہوسکتی ہے۔

(۲) فریقین نے یکم دسمبر ۱۹۲۰ء تاریخ مناظرہ مقرر کرلی اور تحریرات بابت تنظیم مناظرہ فریقین نے حاصل کرلیں۔

(۳) فریقین کی تعداد شرکار جلسہ چار ہزار معیّن ہے جس میں جملہ اقوام مسلم و غیر مسلم کے افراد شامل ہیں۔

(۴) مقام مناظرہ سید سبط رسول صاحب کا مکان تجویز و منظور ہوچکا ہے۔

(۵) فریقین کی جانب سے زائد از زائد دس دس منتظم مقرر ہوں گے۔

(۶) کسی شخص کو دوران مناظرہ میں مناظر سے بولنے کی بہ استثنائے معاونین اجازت نہیں۔ آپس میں شرکار جلسہ طرح گفتگو کرسکتے ہیں کہ شور و غل نہو۔ اور کسی مسئلہ کے موافق یا مخالف طے ہونے پر ایسے کنایات و الفاظ جو دوسرے فریق کی دل آزاری کے باعث ہوں استعمال کرنے کی طرفین سے لئے سخت ممانعت ہے۔ اگر کوئی شخص اِس شرط کے خلاف ورزی کرے گا تو اُس کو اُس فریق کا منتظم جلسہ سے علیحدہ کردے گا اگر علیحدہ نہ کرے گا تو مناظرہ بند۔ اور اُس فریق کی شکست متصور ہوگی۔

(۷) فریقین کی جانب سے تقریریں قلمبند ہوا کریں گی اور محرران فوراً بعد مقابلہ تحریرات ان پر مناظرین طرفین کے دستخط بعد ختم مناظرہ لیکر روزانہ ۸ بجے شب تک مناظرین کے سپرد کردیا کریں گے۔ اگر تحریر حوالہ نہ کی جائے گی تو اس فریق کی ہار متصور ہوگی۔

(۸) اگر سائل کے جواب دینے میں کسی فریق کو مہلت لینے کی ضرورت ہو تو زائد از زائد تین مرتبہ کل مدت مناظرہ میں مہلت دیجا سکتی ہے۔ حصول مہلت کے لئے مناظر کی دستخطی تحریر فریق مقابل کو دیجائے گی۔ اس مہلت کی میعاد ایک یوم ہوگی اگر دوسرے دن جواب نہ دیا جائے گا تو اس فریق کی ہار متصور ہوگی اور مہلت لینے والا فریق اپنا سوال پیش نکر سکے گا بلکہ سائل اول ہی دوسرا سوال اسی جلسہ میں پیش کرے گا۔

(۹) سوال اول اہل سنت کی جانب سے ہوگا اور بعد طے ہو جانے اس سوال کے دوسرا فریق سوال پیش کرے گا اور تا اختتام مناظرہ یہی طریقہ جاری رہیگا۔

(۱۰) یوم مناظرہ سے پانچ روز قبل سوالات فریقین ایک دوسرے کے حوالے کردیں گے اور دستخطی رسید بانیان مناظرہ ایک دوسرے حاصل کرلینگے۔

(۱۱) وقت مناظرہ صبح کے ۸ بجے سے ایک بجے تک مقرر کیا گیا ہے اور منتظمین حضرات کو نصف گھنٹہ قبل پہنچنا ضروری ہے۔

(۱۲) غیر مذہب کا ایک شخص مسلمہ فریقین صدر جلسہ عربی کا سند یافتہ مقرر کیا جائے گا جسکا بہم پہنچانا فریق شیعہ کے ذمہ ہے اور جسکے فرائض حسب ذیل ہونگے اور جسکے دستیاب ہونے پر فریق ثانی کو تسلیم کرنا ہوگا اور اگر دستیاب نہ ہوگا تو بغیر اس شرط کے فریقین کو مناظرہ

فرائض صدر جلسہ

(۱) تمام شرائط مناظرہ مسلمہ فریقین کی فریقین سے پابندی کرائے
(۲) کسی مسئلہ کے جواب میں تکرار عبث کے مرتکب مناظر سے ایک تحریری اقرار عجز ومغلوبیت کا لے کر دوسرا مسئلہ شروع کرائے۔
(۳) صدر جلسہ کی فروگزاشت پر منتظمین فریقین کو حق ہے کہ اس کو متنبہ کریں۔
۳ ہر فریق کی جانب سے ایک مستند ومشہور مناظر ہو گا جس کے مستند و مشہور ہونے پر چند معززین شہر کے دستخط ہوں گے اور اس کی شکست و فتح فریقین کے مذہب کی شکست و فتح ہو گی اور مناظر اپنے معاونین سے جن کی تعداد پانچ سے زائد نہ ہو گی مدد لے سکتا ہے۔
(۴) تاوقتیکہ مسئلہ زیر بحث طے نہ ہو جائے دوسرا مسئلہ خلاف زیر بحث پیش نہ ہو سکے گا اگر مناظر صاحب ایسا کریں گے تو انکی شکست متصور ہو گی
(۵) مناظر صاحب کا دس بجے تک انتظار کیا جائے گا وہ بھی احتیاطاً واتفاقاً بعد دس بجے کے جلسہ مناظرہ اس روز برخاست ہو جائے گا اور اُن کی شکست خیال کیجائے گی۔ البتہ اگر کوئی مناظر صاحب کسی خاص معذوری کی وجہ سے تشریف نہ لا سکیں تو اپنا قائمقام مثل اپنی مستند ومشہور مناظر پیش کریں جس کے لئے ایک یوم کی مہلت ہے اور قبل از وقت جلسہ مناظر صاحب کو اپنی معذوری کی وجہ بذریعہ منتظم تحریری دینی ہو گی جس پر ان کے دستخط ثبت ہوں گے
(۶) اگر کوئی ایسا سوال پیش کیا جائے گا جو فریقین میں جائز ہو تو بعد جواز

ثابت کر دینے کے وہ سوال مناظر کی ناواقفیت پر محمول کر کے مسترد کر دیا جائیگا

(۱۷) قرآن شریف کی تفسیر بالرائے نہ ہوگی۔

(۱۸) احادیث مراسل و ضعاف سے احتجاج نہ کی جائے گی اور بتصریح علمائے فریقین باب عقائد ضروریہ میں اخبار احاد سے کلیۃً احتجاج ناجائز ہے گو وہ مرسل نہیں بلکہ متصل اور ضعیف نہیں بلکہ صحیح و اصح بلکہ معمول بہا ہوں۔

(۱۹)۔ مرویات مستندہ سے من طریق روایت استدلال ہوگا۔

(۲۰) اقوال علماء کے مذہب سوائے قول مجتہد و حافظ الحدیث و محدث معتبر معتبر ہونگے۔

(۲۱) اعتراضات بہ نہج شرعی ثابت کرنے ہوں گے نہ بنا بر مطاعن عرفی و طبعی کے اور عذر الحاق عبارت کا صحیح نہ ہوگا۔

(۲۲) ہر مسئلہ میں پہلی تقریر کے لئے آدھ آدھ گھنٹہ اور اس کے بعد جبتک بحث ختم نہ ہو دس دس منٹ بہ ضرورت بتراضی طرفین اس میں اضافہ ہو سکے گا۔

(۲۳) بعد ان طے شدہ شرائط کے کوئی شرط جدید پیش کرنے کا کسی فریق کو حق نہیں ہے۔

العبد سید محمد عبد الرؤف بقلم خود۔ العبد سید سبط رسول بقلم خود۔

شرائط مندرجہ بالا چھاپکر شایع کی گئیں چونکہ ان شرائط میں جلسہ مناظرہ کی ابتدا یکم دسمبر سے تھی اور یوم مناظرہ سے پانچ روز قبل ایک دوسرے کو اپنے اپنے سوالات دیدینے کی شرط طے ہو چکی تھی لیکن اہل سنت حضرات نے اپنے سوالات دینے کے لئے ایک روز کی مہلت مانگی اور وہ شیعوں کی طرف سے منظور کر لی گئی لیکن دوسرے روز بھی باوجود تاکید اور یاد دہانیوں کے شام تک سوال وصول نہ ہوئے اور پھر شام کو بھی یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ چند سوال

لکھکر بھیجدئے گئے اور بقیہ سوالات کی بابتہ یہ کہا گیا کہ ہمارے فلاں رسالہ میں ہمارے سوالات موجود ہیں حالانکہ یہ بالکل بیقاعدہ تھا انھیں اپنے سوالات ایک علیحدہ کاغذ پر لکھکر اور اُنپر دستخط کرکے دیدینا چاہئیں تھے لیکن ایسا نہیں ہوا بالآخر ۲۷ نومبر کی شام کو بہت سی تاکید اور یاددہانیوں کے بعد اُن کے یہاں سے سوالات وصول ہوئے اب ہم ذیل میں فریقین کے سوالات درج کرتے ہیں۔

سوالات منجانب شیعہ پارٹی

(۱) حدیث ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ الخ میں دو قول ہیں امام مالک منع کرتے ہیں اور امام ذہبی ظاہر معنی پر صحیح فرماتے ہیں تمہارا کیا قول ہے الخ

(۲) خدا قدیم ہے یا حادث اپنی دلیل سے ثابت کرو۔ الخ

(۳) خدا زمین پر آسمان سے اُترتا ہے یا نہیں مع دلیل بتاؤ۔ الخ

(۴) خدا اصحاب نار سے ہے یا نہیں مع دلیل ثابت کرو۔ الخ

(۵) خدا مجسم حقیقی ہے یا نہیں مع دلیل ثابت کرو۔ الخ

(۶) خدا بغیر گناہ کے کسی بندہ کو سزا دیکر عادل رہ سکتا ہے یا نہیں مع دلیل ثابت کرو۔ الخ

(۷) خدا سے من طریق المسافت قرب و بعد حسی ہے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۸) غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۹) نماز رو بقبلہ پڑھنی بھی جائز ہے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۱۰) نماز بغیر وضو جائز ہے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۱۱) عدل باریتعالیٰ کے کیا معنی ہیں اور وہ عادل ہے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۱۲) نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نسب میں کوئی نقصان یا خرابی تو نہیں ہے مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۱۳) نبی قبل نبوت مشرک تھے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۱۴) نبی اپنے کام کی پرواکرتے تھے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۱۵) بعد نبوت نبی نے اصنام کی عبادت کی ہے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۱۶) نبی اپنے حلف سے پھر جاتے تھے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

۱۷ فدک وعوالی مدینہ رسول نے جناب سیدہ کو دیا یا نہیں مع دلیل بیان کرو الخ

(۱۸) حالت جنابت میں رسول نماز پڑھتے تھے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۱۹) زمانہ حیض میں آنحضرتؐ اپنی ازواج سے مباشرت کرتے تھے یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۲۰) آنحضرتؐ اور صحابہ کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے یا نہیں مع دلیل بیان کرو الخ

(۲۱) آنحضرتؐ کی خشک منی کو کپڑے سے مل کر صاف کرنے پر حضرت عائشہ اکتفا کرتی تھیں یا نہیں مع دلیل بیان کرو۔ الخ

(۲۲) حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ صحیح مرقوم ہے یا نہیں۔

(۲۳) کیا پیغمبر وہ کلام بھی کیا کرتے تھے کہ اگر وہی کلام غیر کرے تو معیوب سمجھا جائے۔

(۲۴) نبی نے اپنا خلیفہ بنایا یا نہیں۔

(۲۵) شرائط امامت وخلافت کیا ہیں بہ نص شرعی بیان کیجئے۔

(۲۶) حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ الخ صحیح و محتج بہ ہے یا نہیں۔

(۲۷) حدیث الائمہ اثنا عشر متواتر ہے یا مستفیض اور وہ بارہ کون ہیں۔

(۲۸) اجماع سابق اولیٰ ہے اس اجماع سے جو پہلے کا منافی ہے یا یہ منافی اجماع مع دلیل بیان کرو۔

(۲۹) اجماع کیا چیز ہے اور وہ حجت ہی یا نہیں اس میں دلیل شرعی کیا ہے۔

(۳۰) ایمان کم وبیش ہوتا ہے یا نہیں۔

(۳۱) امام حسین کا قاتل اور قتل کا حکم دینے والا کافر ہے یا نہیں۔

(۳۲) تمام اولیا اوصیا کو موت علی الایمان پر یقین کیونکر ہو سکتا ہے۔

(۳۳) شراب نبیذ کو جو شخص حلال کر دے وہ کافر ہے یا نہیں۔

(۳۴) منکر خبر احاد کافر ہے یا مسلمان مع دلیل بیان کرو۔

(۳۵) حدیث بشارت مبشر بالجنۃ خبر احاد ہے یا نہیں۔

(۳۶) اعملوا ما شئتم خبر احاد ہے یا نہیں۔

(۳۷) محارم سے بعد نکاح کے زنا کرنے پر حد شرعی کیا ہے اور امام ابو حنیفہ کا کیا قول ہے۔

(۳۸) دطی موضع مکروہ زنا اور قوم لوط کا عمل کرنے والے کو سزا دیجائیگی یا نہیں۔

(۳۹) بیعت جائزین یقیناً جائز ہے یا نہیں

(۴۰) گناہ صغیرہ و کبیرہ بغیر توبہ کے معاف ہو سکتا ہے یا نہیں اور کیوں۔

(۴۱) اعمال صالح پر ثواب و اجر موقوف ہے یا نہیں۔

(۴۲) ضب یعنی گوہ کے کھانے کی اجازت شارع نے دی ہے یا نہیں۔

(۴۳) نبی نے مصلین اہل قبلہ پر لعنت کرنے کا کیا حکم فرمایا ہے۔

(۴۴) سور کی چربی حلال ہے یا نہیں۔

(۴۵) نقض سنت نبی جائز ہے یا نہیں۔

(۴۶) برائے اور اجتہاد سے سنت کی اصلاح کرنا جائز ہے یا نہیں اور کیا دلیل ہے

(۴۷) جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور قبل مواقعت مر جائے پس وہ اس کی زوجہ ہے یا نہیں۔

(۴۸) احراق قرآن جائز ہے یا نہیں اور سنت خلفا ہے قرآن مسلمانوں کو جلانا جائز ہے یا نہیں۔

(۴۹) اجتہاد صحابہ باعیانہم اذن شارع سے ہے یا امر اختراعی ہے اور دلیل کیا ہے۔

(۵۰) مسئلہ قیاس میں کوئی دلیل سمعی ہے۔

(۵۱) تفضیل صحابہ امر ظنی ہے یا عقلی یا سماعی۔

(۵۲) مسئلہ عدالت صحابہ کلہم من جہتہ النص ہے یا محض حسن ظن۔

(۵۳) افضل الاعمال ایمان کے بعد کیا ہے اور اس کے منحرف کے لیئے کیا حکم ہے مع دلیل بیان کرو۔

(۵۴) مجاہد کے لیئے محض لشکر میں شامل ہونا ہی کافی ہے یا تلوار سے جہاد کرنا بنفسہ اسکی کیا دلیل ہے۔

(۵۵) عسب الفحل کی بابتہ کیا نہی وارد ہوئی ہے اس کا جواز بنا بر فتوی جائز ہے یا نہیں

(۵۶) گتے اور بلی کی قیمت شرعاً جائز ہے یا نہیں یا بنا بر فتوے کے جائز ہوسکتی ہے

(۵۷) جو زنا پر مجبور کیا جائے اس پر شرعاً حد جاری ہوگی یا نہیں۔

(۵۸) بوریہ کی سجدگاہ پر نماز جائز ہے یا نہیں اور اس کے خلاف اپنی رائے سے عمل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۵۹) اجتہاد کا جواز خلاف نص کے ہے یا جواز اس کا یہ نص ہے۔

(۶۰) چوری کرنا مال غیر کا کسی خاص صورت میں جائز ہے یا نہیں تشریح کیجئے۔

(۶۱) جنگ صفین و جمل میں بمقابل علی ابن ابیطالب کے خروج کرنا موجب بغاوت ہے یا نہیں۔

(۶۲) حکم رجم کا مجنونہ زانیہ پر بغیر علم شریعت کے داخل اجتہاد ہے یا نہیں اور حاکم اس کا مجتہد ہوگا یا نہیں۔

(۶۳) رسول صلعم کو گالیاں دینے والے کافر ذمی کا عہد ٹوٹ جائیگا یا نہیں۔

(۶۴) آپ خلفا ثلثہ کو خلفاء راشدین کسی دلیل سمعی سے ثابت کرسکتے ہیں یا نہیں

سے اگر کر سکتے ہیں تو کیجیے۔

(۶۵) جناب فاطمہ کو رسول اللہ کا ورثہ کس بنا پر نہیں دیا گیا۔

(۶۶) اُمّ المومنین عائشہ حضرت عثمان کی نسبت اقتلو نعثلا قتل اللہ نعثلا فقد کفر جو فرماتی تھیں آیا حضرت عثمان اس قابل تھے یا وہ صدیقہ نہ تھیں۔

(۶۷) طلحہ و زبیر اور حضرت عثمان تینوں کو عشرہ مبشرہ میں شمار کیا جاتا ہے اور طلحہ و زبیر دونوں قتل عثمان میں کمال کے ساعی تھے آیا یہ دونوں آیۃ من قتل مومنا متعمدا الخ کے مصداق ہوئے یا نہیں۔

(۶۸) اگر عورت منتہائے مشرق اور مرد منتہائے مغرب میں ایک سال کی مسافت پر رہتے ہوں اور بذریعہ وکلا ان کا نکاح پڑھا دیا جائے اور چھٹے مہینے میں اس عورت کے بچہ پیدا ہو جائے تو وہ حلالی ہے یا حرامی۔

(۶۹) نکاح ہو گیا اور رخصتی ابھی نہیں ہوئی (یعنی زن و شوہر نے ایک دوسرے کی صورت تک نہیں دیکھی) اور یہاں بچہ پیدا ہو گیا تو وہ بچہ حلالی ہے یا حرامی۔

(۷۰) اگر انگلی پر گندگی یعنی نجاست لگ جائے تو تین مرتبہ چاٹ لینے سے پاک ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(۷۱) جناب خلیفہ ثانی بعد حرمت خمر شراب پیتے رہے یا نہیں۔

(۷۲) اگر شراب کی تیزی کسی قدر پانی ملا کر کم کر دی جائے تو اسکا پینا جائز ہے یا نہیں اور حضرت عمر اس طرح تیزی کم کر کے شراب پیتے تھے یا نہیں۔

(۷۳) قرآن کو پیشاب یا خون سے جلد میتہ یعنی مردار کی کھال پر بنظر شفا لکھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۷۴) کسی چوپایہ یا زن خفتہ یا مردہ سے مجامعت کیجائے اور انزال نہو تو غسل واجب ہے یا نہیں۔

(۷۵) خلافت منصوصہ زیادہ باوقعت ہے یا وہ خلافت جو دو چار آدمیوں کے اجماع سے ہو۔

(۷۶) زانیہ عورت کی خرچی حلال ہے یا نہیں۔

(۷۷) اگر کوئی شخص کسی کی عورت کو لے بھاگے اور قاضی کے سامنے دو جھوٹے گواہ پیش کر دے اور قاضی اُس کے حق میں یعنی لے بھاگنے والے کے حق میں فیصلہ کر دے تو وہ عورت ظاہر و باطن میں اُس بھگانے والے پر حلال اور شوہر اصلی پر حرام ہو جائے گی یا نہیں۔

(۷۸) اگر عضو مخصوص پر کپڑا لپیٹ کر حالت صوم میں مجامعت کیجائے اور انزال نہو تو روزہ ٹوٹے گا یا نہیں اور غسل واجب ہوگا یا نہیں۔

(۷۹) اگر نماز میں بجائے سلام کے ارادۃً گوز صادر کریں تو نماز ہوگی یا نہیں اور اگر بلا ارادہ گوز صادر ہو جائے تو اُس کے لئے کیا حکم ہے۔

(۸۰) پیش نماز یا امام جماعت بننے کے جب کئی شخص دعویدار ہوں تو اُن کے انتخاب میں کن کن باتوں کا لحاظ کیا جائے گا۔

(۸۱) رسول اللہ صلعم نے حضرت شیخین کو اسامہ بن زید کی ماتحتی و سپہ سالاری میں جیش اسامہ پر جانیکا حکم دیا تھا یا نہیں یہ حضرات اسامہ کی ماتحتی میں گئے یا نہیں

(۸۲) حضرت شیخین رسول اللہ صلعم کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ میں شریک ہوئے یا نہیں۔

(۸۳) کیا ضرورت واقع ہوئی کہ حضرت عمر جناب حذیفہ سے پوچھا کرتے تھے کہ رسول اللہ نے میرا نام تو اُن منافقوں میں نہیں لیا جنھوں نے عقبہ کے موقع پر رسول اللہ کے اونٹ کو بھڑکایا تھا۔

(۸۴) مکرر سہ کرر فرار کرنے کے بعد جن لوگوں نے رسول اللہ صلعم کے ہاتھ پر خاص اسی امر پر بیعت کی تھی کہ اب نہیں بھاگیں گے اور وہ پھر بھاگے تو وہ کس حکم میں ہیں۔

(۸۵) مذہب حنفی میں کسی موقع پر جھوٹ بولنا جائز ہے یا نہیں۔

(۸۶) کیا لعن و تبرا کے معنی گالیاں دینے کے ہیں اگر نہیں تو لعن و تبرا کے کیا معنی ہیں اور کسی مجرم پر لعنت کرنا یا اس سے تبرا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۸۷) کیا حضرت ابوبکر گلیر (یعنی گالی دینے والے) تھے یعنی وہ لوگوں کو گالیاں بہت دیا کرتے تھے۔

(۸۸) صحیح مسلم میں جو لکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حذیفہ سے فرمایا کہ میرے بعد ہی شیاطین مالک شریعت کے مالک بنجائیں گے جو لوگوں کو راہ راست سے بھٹکا کر ضلالت میں پھنسائیں گے آیا وہ شیاطین مالک شریعت کے مالک ہوئے یا نہیں اگر ہوئے تو وہ کون تھے (نام بتاؤ) نیز حذیفہ نے حضرت رسولؐ سے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ہم شر میں تھے اس کے بعد خدا نے ہمیں خیر عطا فرمائی کہ حضور کا زمانہ آیا اس خیر کے بعد بھی شر ہے حضرت نے فرمایا ہاں اس خیر کے بعد شر ہے پس بتایا جائے کہ حذیفہ کی حیات میں رسول اللہ صلعم کے بعد کونسا زمانہ شر کا ہوا۔

(۸۹) سورۂ تحریم میں جن دو عورتوں پر عتاب نازل ہوا ہے وہ کون ہیں۔

(۹۰) مشارق الانوار میں صحیحین یعنی بخاری و مسلم سے لکھا ہے کہ مومن کو مومن سے تین دن سے زیادہ مہاجرت نہیں کرنی چاہئے اور جناب فاطمہؑ نے جبکہ حضرت ابوبکر سے ناراض ہوئیں تادم انتقال جو بروایت بخاری چھ ماہ بعد ہوا کلام نہیں کیا اور مہاجرت اختیار کی تو دونوں میں کون مومن رہا۔

(۹۱) رسول اللہ صلعم کا ابوبکر سے فرمانا کہ اے صدیق تم میں شرک چیونٹی کی چال کی طرح مخفی ہے کیا معنی رکھتا ہے۔

(۹۲) ذکر امام حسنؑ و امام حسینؑ علیہم السلام سے بغض صحابہؓ ہوتا ہے یا نہیں اور کیوں۔

سوالات منجانب اہل سنت

(١) کیا حضرات شیعہ کا ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے۔

توضیح:- ایمان بالقرآن کے دو مطلب ہیں اور دونوں مُراد ہیں۔ دونوں کا ثبوت مطلوب ہے۔

(أ) اس بات پر ایمان کہ قرآن نام کی کوئی کتاب خدا کے یہاں سے اتری تھی۔

(ب) اس بات پر ایمان کہ قرآن موجودہ بے کم وکاست بے تغیر و تبدل وہی قرآن ہے جس کو حضرت محمد صلعم کتاب اللہ فرماتے تھے۔

(٢) کیا شیعوں کا ایمان حضرت محمد صلعم کی نبوت و رسالت پر ہے یا ہو سکتا ہے

(٣) کیا شیعہ اپنے اصول مذہب اور اپنی کتاب معتبرہ کی رو سے بتا سکتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفٰے نے کس دین کی تعلیم دی اور یہ کہ وہ دین مذہب اہل سنت تھا یا مذہب شیعہ۔

(٤) کیا شیعہ اپنے مذہب کی رو سے یہ بتا سکتے ہیں کہ حضرت علی کا خصوصًا اور باقی ائمہ کا عمومًا کیا مذہب تھا اور یہ کہ انھوں نے خلق اللہ کو کس دین کی تعلیم دی تھی۔

(٥) کیا شیعہ کسی دلیل عقلی و نقلی سے یہ بتا سکتے ہیں کہ آل رسول اور اہل بیت رسول کون تھے اور نہ بتا سکنے کی صورت میں کیا وہ محب اور پیرو اہل بیت و آل رسول کہے جا سکتے ہیں۔

(٦) کیا شیعہ اپنی کتب کی رو سے اپنا محب آل رسول ہونا ثابت کر سکتے ہیں اور کیا ان کے علماء معتبرین نے آل رسول۔ حضرت نبی کی دشمنی کا اقرار نہیں کیا۔

(۷) کیا قاتلان حسین شیعہ و شیعوں کے پیشوا نہ تھے۔ کیا اُن کی کتب میں اس کا کافی ثبوت نہیں ہے۔

(۸) کیا شیعوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ خدا کو جاہل ماننا ضروریات مذہب شیعہ سے ہے اور کیا عقیدہ بداء کے مستلزم جہل باری تعالیٰ ہونے کی تصریح اُن کے مجتہد صاحب نے نہیں کی۔

(۹) کیا جھوٹ بولنا اور وہ بھی بے ضرورت مذہب شیعہ میں عبادت عظمیٰ اور فریضہ کبرے نہیں ہے۔

(۱۰) کیا کتب معتبرہ شیعہ میں حضرت علی مرتضےٰ پر دیوثیت کا الزام نہیں لگایا (معاذاللہ)

(۱۱) مومنین کی صف اوّل کے مجروح ہو جانے اور قرن اوّل میں تقیہ مفروضہ شیعہ کا وجود تسلیم کرنے کے بعد دوسرے لوگوں تک اسلام پہنچنے کا باوثوق ذریعہ کونسا رہا۔

(۱۲) جناب امیرؓ اور ائمہ مابعد کا ایمان قرآن و رسولؐ پر بروایت شیعہ حسب اصول شیعہ کس طرح ثابت ہو سکتا ہے۔

(۱۳) جناب امیرؓ کی خلافت بلافصل ایسی قطعی دلیل سے ثابت ہونے کی ضرورت ہے کہ اُس کو داخل ایمان تسلیم کیا جائے۔

(۱۴) جناب امیرؓ کے مجموعہ اقوال سے حقیت مذہب سنت ثابت ہوتی ہے یا حقیت مذہب شیعہ۔

واقعہ یکم دسمبر ۱۹۳۰ء امروہہ

یکم دسمبر کو صبح کے ۷ بجے سے سید سبط رسول صاحب کے مکان میں لوگوں کی آمد شروع ہو گئی۔ یہ مکان نہایت وسیع ہے۔ اس کا ایک وسیع چبوترہ مناظرین اور عام لوگوں کی نشست کے لئے ترتیب دیا گیا تھا۔

شرق و غرب میں ایک دوسرے کے سامنے چوکیو نپر فرش تھا اور

اسپر فریقین کے علما و مناظرین اپنی اپنی سمت میں فروکش تھے۔ چبوترہ پر

اور اس کے نیچے صحن میں بھی فرش موجود تھا جسپر عام لوگ بیٹھے تھے

ان دونوں فریق کی شناخت کے لیے ایک حد درمیان میں رسیاں باندھکر

قائم کردی گئی تھی تاکہ جس فریق کا کوئی شخص جلسہ میں آئے وہ اپنے فریق میں بیٹھ سکے

اہل ہنود کی ایک جماعت بھی مناظرہ میں تشریف لائی تھی اور انکی نشست کیلئے

دونوں فریق کے درمیان کی جگہ ان رسیوں کے درمیان مقرر کی گئی تھی اور یہ

حضرات اسی مقام پر فروکش تھے۔

چبوترہ کے وسط میں ایک چھوٹی سی میز اور اس کی برابر کرسی صدرنشین صاحب کی

نشست کے لیے رکھی گئی تھی اور صدرنشین صاحب اپنی جگہ پر فروکش تھے

آج کے جلسہ میں فریقین کی مجموعی تعداد تخمیناً ڈیڑھ ہزار کے قریب تھی جس میں

پانسو شیعہ اور باقی اہل سنت حضرات تھے۔ فریقین کے بڑے ہوئے چیدہ

علما و مناظرین میں حسب ذیل حضرات قابل ذکر ہیں۔

اہل سنت حضرات کے علما و مناظرین

مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی۔ مولانا حافظ عبد الرحمن صاحب مدرس اعلےٰ

مدرسہ اسلامیہ عربیہ۔ مولانا فخر الدین صاحب مرادآبادی۔ مولانا اعظم علی صاحب

مرادآبادی۔ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری۔ مولانا عبد الحکیم صاحب لکھنوی۔

شیعہ علما و مناظرین

جناب مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ ممتاز الافاضل صدر الافاضل۔ مولانا الحاج حکیم

سید مقبول احمد صاحب دہلوی۔ مولانا محمد سجاد صاحب لکھنوی۔

ان کے علاوہ مولانا سید محمد رضا صاحب بھی تشریف لے آئے تھے لیکن بوجہ علالت جلسہ میں شریک نہ ہو سکے۔

۹ بجے کے قریب حکیم اسرار الحق صاحب نے اہل سنت حضرات کی جانب سے مولانا خلیل احمد صاحب کو اپنے فریق کے لئے اپنا صدر منتخب کرکے اُسکا اعلان کیا اور شیعہ حضرات سے درخواست کی کہ آپ بھی اپنے لئے اپنوں میں سے کسی صاحب کو صدر منتخب فرمائیے چنانچہ جناب صدر الافاضل مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ شیعوں کی طرف سے صدر مقرر کیے گئے۔ اس کے بعد حکیم اسرار الحق صاحب نے اہل سنت حضرات کی جانب سے تقریر کی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ اعلان مجوزہ و مسلمہ فریقین کی رو سے ایک غیر مذہب کا شخص صدر جلسہ ہونا چاہیے تھا جسکا فراہم کرنا شیعہ حضرات کا فرض تھا لیکن وہ اس وقت تک کسی ایسے شخص کو دستیاب نہیں کر سکے لہذا بغیر حکم اور صدر کے مناظرہ کا افتتاح کیا جاتا ہے حالانکہ یہ واقعہ بالکل غلط تھا۔

مولوی کالیچرن صاحب ساکن بلند شہر اپنی اُس جگہ پر جو صدر کے لئے مقرر کی گئی تھی کرسی پر رونق افزا تھے اور یہ اک ایسی عام کھلی ہوئی جگہ وسط چبوترہ میں تھی کہ ہر شخص انکو دیکھ رہا تھا۔ گویا وہ فریقین کے بہت قریب اپنی کرسی پر موجود تھے۔ البتہ یہ ضرور تھا کہ اہل سنت حضرات کو ان کی صدارت کے لئے کوئی اطلاع باضابطہ اس وقت نہیں دی گئی تھی۔

اس تقریر پر سید مسیح الحسن صاحب وکیل نے شیعوں کی طرف سے تقریر کی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ مولوی کالیچرن صاحب جو اس وقت سب کے سامنے بیٹھے ہیں عربی کے سند یافتہ ہیں اور غیر مذہب ہیں اور یہی صدر ہیں۔ جس کے جواب میں حکیم اسرار الحق صاحب نے اُن کی صدارت تسلیم کرنے سے انکار کیا اور قواعد

مقررہ کی دفعہ ۱۲ پڑھکر سُنائی جو یہ ہے۔

دفعہ ۱۲ - غیر مذہب کا ایک شخص مسلمہ فریقین صدر جلسہ عربی کا سند یافتہ مقرر کیا جائے گا۔ جسکا بہم پہنچانا فریق شیعہ کے ذمہ ہے اور جس کے فرائض حسب ذیل ہوں گے اور جس کے دستیاب ہونے پر فریق ثانی کو تسلیم کرنا ہوگا اور اگر دستیاب نہ ہوگا تو بغیر اس شرط کے فریقین کو مناظرہ کرنا ہوگا۔

اس بحث نے بہت طول پکڑا۔ اہل سنت حضرات کی جانب سے کہا جاتا تھا کہ موجودہ صاحب اس وجہ سے پریسیڈنٹ نہیں ہو سکتے کہ وہ مسلمہ فریقین نہیں ہیں۔ شیعوں کی طرف سے اسکا جواب یہ دیا جاتا تھا کہ دفعہ ۱۲ کی رو سے ہمارا یہ فرض تھا کہ ہم صدارت کے لئے کسی ایسے شخص کو دستیاب کریں جو غیر مذہب ہو اور عربی کا سند یافتہ بھی ہو۔ اب اس دفعہ کی رو سے جیسا کہ اس میں طے ہوا ہے کہ ایسے شخص کے دستیاب ہونے پر فریق ثانی کو تسلیم کرنا ہوگا اور جب آپ تسلیم کرلیں گے تو وہی مسلمہ فریقین ہو جائے گا۔

اہل سنت حضرات کی طرف سے مسلمہ فریقین پر زور دیا جارہا تھا اور ادھر سے یہ کہا جاتا تھا کہ ہم جس شخص کو بھی آپ کے سامنے پیش کریں گے اس سے آپ برابر انکار کرتے رہیں گے اور ہمارا ہزار ہا روپیہ اس تلاش میں خرچ ہوتا رہیگا

سید سبط الحسن صاحب نے اس موقع پر نہایت عمدگی سے اس امر کو ثابت کیا کہ اس دفعہ میں اس شق کے لگانے کی کیا ضرورت تھی کہ فریق ثانی کو تسلیم کرنا ہوگا اس دفعہ کا یہی مطلب ہے کہ شیعہ حضرات ایک ایسے شخص کو دستیاب کریں اور جب وہ دستیاب ہو جائے تو اہل سنت کو اسے صدر تسلیم کرنا ہوگا۔ اور تسلیم کرنے پر وہ مسلمہ فریقین ہو جائے گا۔

سید سبط الحسن صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ اصل واقعہ بھی یہی ہے چنانچہ سید

سبط رسول صاحب جنھیں مناظرہ کی دعوت دی گئی تھی اسٹیج پر کھڑے ہوئے اور انھوں نے فرمایا کہ سید معظم حسنین و مولوی سید عبدالرؤف صاحبان اور شیخ ثمرالدین صاحب موجود ہیں ان سے دریافت کیا جائے ۔

یہی واقعہ ہے اور اسی وجہ سے ضابطہ میں میں نے یہ فقرے لکھا بھی لئے تھے کیونکہ جب میں نے صدر کے لئے زیادہ زور دیا تو انھوں نے فرمایا کہ صدر کو اگر آپ دستیاب کر سکتے ہیں تو آپ دستیاب کریں اس کا بار آپ پر ہوگا لیکن جب میں نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ میں خرچ کثیر کرکے کسی ایسے شخص کو تلاش کر بھی لایا اور پھر آپ نے اس سے انکار کر دیا تو میں اپنا ہزار ہا روپیہ اسی طرح خرچ کرتا رہونگا جس کے جواب میں ان حضرات نے فرمایا تھا کہ نہیں ہم اسے تسلیم کریں گے اور وہی شخص مسلمہ فریقین ہوگا چنانچہ میں نے اسی وجہ سے دفعہ ۱۲ الکھ کر ان سے دستخط کرا لئے تھے اب ایسی حالت میں انکار کرنا اقرار کے خلاف ہے ۔

میں ان حضرات کے سامنے یہ بھی کہتا ہوں کہ جب صدر کی تلاش کے لئے ان سے ساتھ چلنے کو کہا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ ہم اسٹیشن پر مل جائیں گے لیکن یہ اسٹیشن پر نہ پہنچے ۔

سید سبط رسول صاحب کے ان فقروں کا کوئی جواب ثمرالدین و مولوی سید عبدالرؤف صاحبان کی طرف سے نہیں دیا گیا بلکہ ان فقروں پر بالکل خاموشی اختیار کی گئی ۔ سید معظم حسنین صاحب نے بعض فقروں کو تسلیم کیا اور بعض سے لاعلمی ظاہر کی غرض یہی بحث ہوتی رہی ۔ سید مسیح الحسن ہر طرح دفعہ ۱۲ کا مطلب سمجھا سکتے تھے مگر دوسری طرف سے وہی جواب ملتا تھا ان دونوں حضرات کی تقریروں کا خلاصہ کا اہم یہ تھا ۔

حکیم اسرار الحق صاحب:۔ چونکہ آپ مسلمہ فریقین کسی شخص کو نہیں لائے لہذا ہم انھیں صدر نہیں بنا سکتے۔

سید مسیح الحسن صاحب:۔ ہمارا فرض تھا کہ ہم شرط کی موافق اپنے فرض کو ادا کریں۔ ہم نے یہ خرچ بھی برداشت کیا اور صدر کو دستیاب کر کے اسے پیش کر دیا اب آپ کو شرط کی پابندی کرنا چاہئے۔ لفظ ہو گا سے مراد یہی ہے کہ ایسے شخص کے دستیاب ہونے پر آپ کو تسلیم کرنا ہو گا۔

حکیم اسرار الحق صاحب:۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اخراجات کے ساتھ تمام کوششیں بھی آپ کے ذمہ تھیں جنہیں پوری طرح آپ نے ادا کیا لیکن

سید مسیح الحسن:۔ اس بحث میں بہت طوالت ہو رہی ہے اس وقت غیر مذہب کے بہت سے حضرات موجود ہیں اُن سے اس معاملہ میں دریافت کیجئے۔ علاوہ بریں جب ہم نے کہا تھا کہ ہم صدر کی تلاش کے لیے جاتے ہیں آپ بھی ہمارے ساتھ چلئے تو آپ کیوں نہ گئے حالانکہ سید معظم حسین صاحب نے اسٹیشن پر پہنچنے کے لئے کہہ دیا تھا۔

حکیم اسرار الحق:۔ چونکہ یہ طریقہ بالکل خلاف ہے۔ بارھویں شرط میں یہ الفاظ نہیں ہیں جبکہ ہمیں انھیں صدر بنانا منظور نہیں ہے پھر کیوں دوسروں سے پوچھا جائے لہذا بلا صدر کے مناظرہ ہو گا۔

سید مسیح الحسن:۔ جبکہ صدر دستیاب کر دیا تو بلا صدر کے مناظرہ کسطرح ہو سکتا ہے اگر آپ جلسہ کو ملتوی کرنا چاہتے ہیں تو اپنی تحریر دیجئے آج کا جلسہ ملتوی کیا جائے۔ ہم نے بڑا بار دستیابی کا اپنے ذمہ لیا تھا ہم اگر دس آدمیوں کو دستیاب کر کے لائیں گے تو آپ اُن سب سے انکار کرتے رہیں گے یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ صدر کے واسطے دو شرطیں تھیں کہ ایک تو وہ غیر مذہب ہو

دوسرے عربی کا سند یافتہ ہو جب دونوں شرطیں پوری ہیں تو پھر کسطرح آپ اُسے منظور نہیں کرتے۔

حکیم اسرار الحق:- جب آپ دس کو لاتے تو کیا ہمیں اُن دسوں کو تسلیم کرنا پڑتا۔

سید مسیح الحسن:- غرض ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا اب آپ اپنا فرض ادا نہیں کرتے۔

حکیم اسرار الحق:- چونکہ آپ مسلمہ فریقین کسی شخص کو نہیں لائے لہذا اس صدر کو ہم تسلیم نہیں کرتے۔

بالآخر یہ قرار پایا کہ دونوں فریق کے صدر اس معاملہ کو آپس میں بیٹھکر طے کرلیں۔ چنانچہ جناب مولانا السید سبطِ حسن صاحب قبلہ اہل سنت حضرات کے اسٹیج پر تشریف لے گئے اور وہاں گفتگو ہوتی رہی لیکن معاملہ طے ہونا تھا نہ ہوا۔ مولانائے ممدوح واپس آئے اور اب یہ کہا گیا کہ سید سبط رسول صاحب و سید معظم حسین صاحب نے باہم یہ طے ہوا ہے کہ یہ مناظرہ نتیجہ خیز ہو لہذا معاملہ کو طے کرنا چاہئے اور آخر کار باہم مندرجہ ذیل تحریر لکھی گئی۔

صدر جلسہ کو حسب شرط مطبوعہ شرائط کے نتیجہ میں حق و باطل کے فیصلہ کرنیکا کوئی حق نہ ہوگا البتہ کسی خاص بحث پر کسی مناظر کے تکرار عبث پر عجز و مغلوبیت کا اقرار تحریری لینے کا اختیار ہوگا۔

چنانچہ اس تحریر کی تین نقلیں کی گئیں اور تینوں پر فریقین کے دستخط اور صدر صاحب کے دستخط ثبت ہو گئے اور ان میں سے ایک فریق شیعہ کو اور ایک فریق اہل سنت کو اور ایک مولوی کاظم حسین صاحب صدر کو دی گئی گویا تمام کارروائی مکمل ہو گئی۔

اس وقت ہر شخص کے چہرہ سے خوشی کے آثار نمایاں تھے کہ اب مناظرہ شروع

ہو جائے گا۔ کہ صدر نشین صاحب سے اہل سُنّت حضرات نے اُن کی سند طلب کی یہ سند مدرسۃ العلوم لاہور کی دی ہوئی اور چھپی ہوئی تھی لیکن اس کی جانچ پڑتال میں اہل سُنّت حضرات نے بہت بڑا وقت لیا اور بالآخر پھر وہی مسئلہ جو طے ہو کر تحریر ہو گیا تھا اور جس پر فریقین نے اپنے دستخط کر کے ایک دوسرے کو دیدیا تھا اور ایک نقل صدر صاحب کو بھی دیدی گئی تھی پھر بحث میں لایا گیا اور کہا گیا کہ ہم ان صدر صاحب کو تسلیم نہیں کرتے اور اب ان کی بابت یہ عذر پیش ہوا کہ چونکہ صدارت کی قابلیت ان میں نہیں ہے کہ ہمارے معاملات پر فیصلہ دے سکیں یا ہمارے معاملات کو سمجھ سکیں لہٰذا ہم انھیں صدر تسلیم نہیں کر سکتے۔ البتہ جب صدر صاحب اپنی سند کی عبارت پڑھیں عربی سے ترجمہ کر کے سنا دیں۔ اس کے جواب میں صدر صاحب نے خود اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر بیان کیا کہ چونکہ میرا امتحان لیا جاتا ہے میں اس شرط پر امتحان دینے کے لئے آمادہ ہوں کہ امتحان لینے والوں میں سے ایک صاحب میرے سامنے آئیں اور وہ اپنی عبارت مجھے دیں میں اس کا عربی ترجمہ کروں گا اور سب کو سناؤں گا میں انھیں ایک اُردو کی عبارت لکھ کر دیتا ہوں وہ اسکا عربی میں ترجمہ لکھکر سنا دیں۔ اس پر اہل سُنّت حضرات کی طرف سے کہا گیا کہ اس کی ضرورت نہیں ہے لیکن صدر صاحب نے فرمایا کہ اس وجہ سے اس کی ضرورت ہے کہ میں بھی تو سمجھ لوں کہ جو صاحب میرا امتحان لینا چاہتے ہیں اُن میں خود بھی عربی ترجمہ کرنے کی اور عربی سمجھنے کی قابلیت موجود ہے یا نہیں۔

غرض پھر اسی سبجکٹ پر بحث شروع ہو گئی اور پھر اہل سُنّت حضرات کی طرف سے مولوی ناظم علی صاحب نے ایک تقریر کی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب مراد آباد۔ دہلی۔ لاہور۔ دیوبند۔ لکھنؤ۔ میرٹھ وغیرہ وغیرہ میں عربی کے

اسکول موجود ہیں تو اس خاص مدرسے کے سند یافتہ کا دستیاب کر لینا اور ایسے
شخص کا دستیاب کر لینا جو اپنی عربی کی سند بھی نہیں پڑھ سکتا کیا معنی رکھتا
ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ کوئی ایسا شخص ہونا چاہیئے تھا جو فریقین کے مناظرین سے
اعلیٰ قابلیت رکھتا ہوتا۔ جس کے جواب میں سید مسیح الحسن صاحب نے
فرمایا کہ شرائط مقرر کرتے وقت کیوں نہیں ایسا قرار دیا گیا کہ صدر جلسہ
ایسا شخص ہونا چاہیئے جو مناظرین سے زیادہ قابلیت رکھتا ہو نیز ان مدرسوں کا
پاس شدہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے اور نہیں ملا اگر ملتا تو پیش کیا جاتا۔

مولوی معظم علی صاحب۔ میرا یہ مطلب نہ تھا کہ ایسی قابلیت کا شخص ہو جو مناظرین سے
زیادہ قابل ہو بلکہ اتنا تو ہو کہ ان کے مطالب کو سمجھ سکے۔

سید مسیح الحسن صاحب۔ امتحان لینے کی شرط کب تھی۔

مولوی معظم علی صاحب (خلاصہ تقریر یہ) یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے
کہ اک ایسے شخص کے ہاتھ میں باگ دیدی جائے جو شریعت اسلامیہ کے
دائرہ سے باہر ہو۔

سید مسیح الحسن صاحب۔ میں آپ کے سامنے اس وقت لکھنؤ کے مناظرہ
کا چھپا ہوا رسالہ جو مولوی عبد الشکور صاحب اور وہاں کے شیعوں سے ہوا تھا
پیش کرتا ہوں اس کو ملاحظہ فرمایئے چھپا ہوا ہے۔ اس مناظرہ میں جگت پرشاد
صاحب صدر تھے جو ہندو تھے اور باوجود اس کے کہ عربی بالکل پڑھے ہوئے نہ تھے
صدر تجویز کئے گئے۔ بہر حال جو ہمارا فرض تھا ہم نے اسے انجام دیا اور
اس سے سبکدوش ہو گئے۔ یہ ٹھیک نہیں ہے کہ بلا صدر کے جلسہ ہو۔

مولوی معظم علی صاحب۔ آپ رات تک اور کوشش کیجئے اگر رات تک صدر
دستیاب نہ ہو گا تو بغیر صدر کل مناظرہ ہو گا۔

سید مسیح الحسن صاحب:۔ آپ ان صدر کو تسلیم نہیں کرتے تو ایک تحریر اسی مضمون کی دیدیجئے۔

اس کے بعد جلسہ ساکت رہا اور سید معظم حسین صاحب داعیٔ مناظرہ اپنے علما کے مشورہ سے ایک تحریر لکھکر لائے لیکن اس کے قبول کرنے سے شیعہ حضرات کو اس وجہ سے عذر رہوا کہ اس میں مجمل عبارت تھی اور اس طرف سے یہ خواہش کی گئی کہ جلسہ کی خلاصہ حالت کہ کس وجہ سے ان صدر کو منظور نہیں کیا جاتا اور جو کیفیت پیش آئی ہے وہ لکھدیجئے تاکہ صدر نشین صاحب کی ذات پر جو حملہ ہوا ہے وہ بھی صاف ہو جائے اور ہر وہ شخص جو اس جلسہ میں موجود نہیں ہے آپ کی اس عبارت کا مطلب سمجھ سکے کہ یہ کس موقعہ پر اور کس مصلحت سے لکھی گئی تھی لیکن سُنی حضرات کی طرف سے انکار رہوا۔

اس تحریر کا مطلب یہ تھا کہ جو صاحب صدر تجویز کئے جا رہے ہیں اُن کی سند اصلی معلوم نہیں ہوتی اس کے جاننے کے لئے یہ مناسب تھا کہ وہ خود آگے پڑھکر سُنادیں جس کے لئے وہ تیار نہیں ہیں۔

اس تحریر کی بابت اول تو صدر نشین صاحب کے نام کے اضافہ کو کہا گیا جسے سُنی حضرات نے تسلیم کر لیا لیکن اس کے متعلق واقعات کے اندراج سے انھوں نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد مولانا سید محمد سجاد صاحب لکھنوی نے تقریر کی جو تمام باتوں پر حاوی تھی اور جس سے عام حاضرین کے قلب پر عجیب اثر کیا لیکن اہل سنت حضرات کی طرف سے وہی جواب دیا گیا۔ اب صدر نشین صاحب خود کھڑے ہوئے اور انھوں نے فرمایا کہ اہل سنت حضرات کی طرف سے حق کو بالکل چھپایا جا رہا ہے میں نے جو اُن سے فیصلہ دینے کے متعلق عرض کیا تھا وہ اس کو نہیں بیان کرتے بلکہ اس کے خلاف تقریریں

کر رہے ہیں بعدہ مولانا سید محمد سجاد صاحب نے پھر تقریر کی۔ غرض یہ تمام بحث و مباحثہ اس طرح ختم ہوا کہ سید سبط الحسن صاحب جناب نے فرمایا کہ اچھا ہم منظور کرتے ہیں کہ پانچ پانچ اشخاص فریقین کے بیٹھ کر آج شام تک صدر کے لئے کوئی تجویز کرلیں۔ مناظرہ ہوگا اور ضرور ہوگا۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر مناظرہ بند کرکے کسی ایک فریق کا فرار دکھایا جائے۔ اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

۲ر دسمبر ۱۹۳۲ء

کل جلسہ کے بعد فریقین کی اُس کمیٹی نے جو پانچ پانچ اشخاص کی بیٹھی تھی یہ طے کیا کہ بابو رگھبیر سرن صاحب بی اے ایل ایل بی رئیس امروہہ صدر جلسہ مقرر کئے جائیں اور شرائط کے موافق وہ تکرار عبث پر مغلوبیت وغیرہ کے احکام فریقین پر صادر کرسکتے ہیں چنانچہ ٹھیک ۹ بجے مناظرہ کا افتتاح ہوا۔

بابو رگھبیر سرن کی صدارت کے لئے ایک طرف سے تحریک ہوکر دوسری طرف سے تائید کی گئی اور وہ کرسیِ صدارت پر تشریف لے گئے۔

جلسہ کا افتتاح تلاوت کلام مجید سے کیا گیا پہلے اہل سنن حضرات کے اسٹیج پر تلاوت کلام مجید کی گئی اور پھر اسی طرح شیعہ حضرات کے اسٹیج پر تلاوت ہوئی اس کے بعد مولوی عبدالشکور صاحب نے خطبہ پڑھا اور ایک تقریر جو خطبہ کے ساتھ لکھی ہوئی تھی پڑھکر سُنائی۔

اس تقریر میں مولانائے موصوف نے اپنے سوال کو بیان فرمایا اور شیعہ حضرات سے جواب طلب کیا وہ سوال یہ ہیں۔

(۱) کیا حضرات شیعہ کا ایمان قرآن پر ہے یا ہوسکتا ہے۔

توضیح:۔ ایمان بالقرآن کے دو مطلب ہیں اور دونوں مراد ہیں دونوں کا ثبوت مطلوب ہے

(ا) اس بات پر ایمان کہ قرآن نام کی کوئی کتاب خدا کے یہاں سے اُتری ہے

(ب) اس بات پر ایمان کہ قرآن موجودہ بے کم و کاست و بے تغیر و تبدیل وہی قرآن ہے جس کو حضرت محمد صلعم کتاب اللہ فرماتے تھے۔

اسکا جواب جناب صدر الافاضل مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ نے اسطرح دیا۔

تقریر مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ

خطبہ:- اگرچہ حقیر کبھی نہ ان اقوال کی طرف متوجہ ہوا اور نہ ذی فہم مخاطب کی تقریر کو کبھی سُنا تھا۔ اگرچہ آپ کے دعوے اور براہین بقول خود شائع ہو چکی ہیں اور اب مرتب کر کے لائے ہیں۔ حاضرین بزم نے اس کو خوب سُنا جسکا نتیجہ یہ ہے کہ قرآن پر ہمارا ایمان نہیں ہے۔ جو عالم ہوگا وہ اسے سمجھتا ہوگا۔
ایمان کا تعلق قلب سے ہے اور امور قلبی پر غیر از خدا کوئی مطلع نہیں ہو سکتا۔ خداوند عالم ہی خطرات قلب کو خوب جانتا ہے۔ اسپر واقعی نہایت تعجب کی بات ہے کہ کوئی ایک شخص یہ دعویٰ کرے کہ کسی فرقہ کا یا فرقہ شیعہ کا ایمان قرآن پر نہیں ہے۔

ہمارا اقرار ایمان کے متعلق کافی ہے اس لئے کہ سلف صالحین نے بھی زبان ہی سے اقرار کیا ہے اور زبان ہی کے اقرار کو معتبر سمجھا گیا ہے۔

مولوی عبد الشکور صاحب کی زیارت آج خداوند کریم نے مجھے کرائی ہے اور آج ہی میں نے پہچانا ہے کہ عبد الشکور صاحب آپ ہیں۔

ہمارا یہ عرض کرنا ہوگا کہ علماء شیعہ نے آپ کے کلمات پر کبھی اعتنا نہیں کی پھر جو یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ہمارا ایمان قرآن پر نہیں ہے جس کو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ عقدہ لاینحل ہے۔ باوجودیکہ اس معاملہ پر میں نے نہ پہلے غور کیا ہے

اور نہ یہ معلوم تھا کہ یہ سوال ہوگا (مولانائے ممدوح تین سال سے بیمار رہیں
جس کو انھوں نے جلسہ میں خود ظاہر کر دیا تھا اور وہ ۳۰ نومبر کے بعد شب میں
تشریف لائے تھے) تاہم میں جواب دینے کے لئے حاضر ہوں۔
مجھے یہ بتلا کر مطمئن کیا جائے کہ ۷۳ فرقوں میں ہمارے فرقہ کا بھی شمار ہے یا نہیں
(یہاں رسولِ خدا کی تہتر فرقے والی حدیث پڑھی) مولوی عبدالشکور صاحب
نے جواب میں فرمایا کہ میں اس کا جواب بعد آپ کی تقریر کے دوں گا)
اگر وہ شمار میں رکھیں تو ظاہر ہے کہ ہم پر مسلم کا اطلاق ہوتا ہے اور جو مسلم ہے وہ
وہ مومن بالقرآن ہے اس لئے کہ قرآن کے ایک حصہ کا انکار بھی کفر ہے۔
قرآن جو معجزۂ باہرہ رسول ہے اور فصحائے عرب کو جس نے اپنی قوت قاہرہ
سے مغلوب و مقہور کر دیا تھا اس پر ایمان نہ ہونا کیا معنی۔
اگر ہمارا فرقہ اس سے خارج ہے تو اسلام سے خارج اور اگر نہیں تو آپ نے
خود تسلیم کر لیا کہ ہم اسلام میں ہیں جس کے ذریعہ سے ہم ایمان لائے ہیں۔ اگر
آپ نے اقرار کیا تو آپ نے ہمیں اسلام میں شامل رکھا۔
دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ بات جو بیان کی گئی ہے کہ شیعوں کا ایمان قرآن پر
ہے یا ہو سکتا ہے تو یہ یوں ہونا چاہئے تھا کہ شیعوں کا ایمان قرآن پر ہو سکتا ہے
یا ہے یعنی اردو محاورات کے لحاظ سے آپ کی ترتیب غلط ہے۔ اب یہ سوال ہے
یہ بتلانا ہے کہ قرآن پر ایمان لانا محال ہے یا ممکن۔ اگر محال ہے تو خدا نے محال
کی تکلیف دی حالانکہ وہ خود فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا
اور اگر ممکن ہے تو دونوں کے لئے اور اگر نہیں تو دونوں کے لئے۔ محال پر تکلیف دینا
نہیں ہے اگر معاذ اللہ قرآن پر ایمان لانا ناممکن ہے تو وہ ایسی تکلیف نہیں دے سکتا
اور اگر ایمان کے لئے اقرار کافی ہے تو ہمارا یہ کہنا کافی ہے کہ ہم مومن ہیں اور

اگر ممکن نہیں تو اُن کے بڑے بڑے لوگ جو زبان ہی سے ایمان لائے ہیں اُن
ایمان بھی ویسا ہی رہا اور نہ وہ نشانی اور علامت دکھائی جائے جس سے اُن کا
ثابت ہوتا ہو اور ہمارا ثابت نہ ہوتا ہو۔ ہم کُھلا اقرار کرتے ہیں کہ اس قرآن مجید پر
ہم ایمان لائے ہیں (اب یہاں سے برہان شروع کرتا ہوں) ہم قرآن کو خدا کی
اس وجہ سے کہ آسمان سے نازل ہوا یا نبی پر نازل ہونے کی وجہ سے کتاب اللہ
نہیں مانتے بلکہ وہ اخبار غیبیہ پر بھی مشتمل ہے یعنی آئندہ کے حالات گذشتہ
حالات اور حال کے حالات سب صحیح ثابت ہوئے۔ یہ وہ کتاب ہے کہ جس
رسول نے کفار سے اس کا مثل بھی طلب کیا مگر وہ نہ لا سکے۔ وہ فصحائے عرب
شعروں کو اپنی فصاحت کی قوت سے بھرا دیتے تھے وہ ایک سورہ کا مثل بھی
نہ لا سکے بلکہ ایک آیت کا بھی۔ انہوں نے لڑنا۔ مغلوب ہونا۔ قتل ہونا سب
گوارا کر لیا۔ اگر مثل لا سکتے تو ضرور لاتے۔ یہ اعجاز ہی ہے جو قرآن کو منزل من اللہ
ثابت کرتا ہے اور [illegible] کرنے والوں سے ہوتا ہے۔ جب شعاع آفتاب
دیکھئے تب ہی معلوم ہو جائیگا کہ آفتاب طالع ہوا۔ اگر قرآن کے متعلق یہ دلیلیں
قطعی اور یقینی ہیں تو ثابت ہو گیا کہ وہ منزل من اللہ ہے اور جب یہ دلائل قطعی ہیں
تو آپ کو ماننا پڑیگا کہ یہ سب قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے پر دلالت کرنے والی
ہیں اور جو ان دلیلوں کو بیان کرتا ہے وہ دل سے ان کا معتقد ہے اور قرآن پر
ایمان رکھتا ہے اب اگر کوئی شخص باوجود دل سے ایمان رکھنے کے زبان سے
کرے تو وہ اس حد میں آجاتا ہے جنکے لئے ارشاد ہے وجحدوا بها واستيقنتها
انفسهم ظلماً اور انہوں نے انکار کیا حالانکہ اُن کے نفوس اُس کا یقین رکھتے تھے
اب غور فرمائیے کہ دلوں میں تو یقین ہونا ثابت کر دیا اب زبان سے بھی ہم اقرار
کرتے ہیں تو تکمیل ایمان ثابت ہو گئی اب رہی یہ بات کہ کس حیثیت سے کہا جاتا ہے

...تمہارا ایمان قرآن پر نہیں ہے تو آیا یہ مطلب ہے کہ جو قرآن حضرت عثمان
نے جمع کیا اُسپر ہمارا ایمان نہیں ہے تو یہ نئے معنی بات ہے اس لئے کہ ہمارا
ایمان تو اُس قرآن پر ہے جسپر جناب رسولِ خدا کا ایمان تھا۔ جسپر شہدائے بدر کا ایمان
تھا جسپر شہدائے احد کا ایمان اور جسپر ان کل شہدا کا ایمان تھا جو زمانۂ
رسولِ خدا میں شہید ہو گئے۔ نیز اس قرآن پر ہمارا ایمان ہے جسپر بقول آپ کے
حضرت ابوبکر کا ایمان تھا اور حضرت عمر کا ایمان تھا۔ اب آپ ہی بتلا دیجئے
جن حضرات کا میں نے ذکر کیا آیا یہ حضرات عثمان کے مرتبہ قرآن پر ایمان
رکھتے تھے یا وہ قرآن کوئی دوسرا قرآن تھا اگر ہم سے پوچھیے تو یہ قرآن وہی قرآن
ہے صرف ترتیب کا فرق ضرور ہے۔

اگر بحیثیت جمع کرنے کے یہ قرآن عثمان کا قرآن قرار دیا جاتا ہے تو صریح غلط
ہے قرآن مجید خدا کا قرآن ہے جسکو عثمان نے بہت سے دوسروں کے قلوب
سے لیکر جمع کیا ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ قرآن مجید پہلے سے تھا اسی پر ہمارا
ایمان ہے۔ یہ کتاب وہ ہے جو جمع سے پہلے تھی اور بعد میں بھی وہی رہی گو ترتیب کا
...ل ہے۔ ہم اس قرآن کو اُسی طرح قرآن مانتے ہیں جسطرح نولکشور کے مطبع میں
چھپے ہوئے قرآن مجید کو قرآن مانیں گے جیسے نولکشور کا چھاپنا قرآن کو قرآن
ہونے سے خارج نہیں کرتا اسی طرح عثمان کے جمع کرنے نے قرآن کے قرآن ہونے
میں کچھ اثر نہیں ڈالا۔

رہی یہ بات کہ ہم حضرت عثمان کو اچھا نہیں جانتے یا غاصب سمجھتے ہیں تو اس
سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن اُن کا قرآن ہو گیا۔

قرآن مجید خدا کا کلام ہے جسکو انہوں نے اس شان سے جمع کیا ہے کہ
... سے اصحاب جمع کرنے کے کام پر بٹھا دیئے جنہوں نے حافظوں کے قلوب

اور اصحاب کی یادداشت سے اور دوسرے قرآنون سے آیات اخذ کر
قرآن مرتب کیا کچھ حضرت عثمان نے اپنے دل سے جمع نہین کیا۔ بعد جمع ہو
اس قرآن مجید کے پہلے بزرگون کے سب قرآن جلادیئے گئے اگر وہ مصاحف
نہ جلادیئے گئے ہوتے یعنے وہ جو جلادیئے گئے موجود ہوتے تو کم ازکم یہ تو معلوم
ہوجاتا کہ جلادینے کی وجہ کیا تھی۔

قرآن مجید کے متواتر ہونے پر شیعہ و سُنی دونون متفق ہین۔

قرآن مجید کا وجود ہم ثابت کرچکے یعنی قرآت نہین ہے اب اِس مین
گھٹانا بڑھانا یا تغیر و تبدل ہونا کہین نہین لکھا۔ یعنی عثمان کے مرتبہ قرآن مین
کمیشی نہین ہوئی اس سے پہلے زیادتی یعنی بڑھانا ناممکن۔ اس لئے کہ انسان
کے کلام مین اگر کوئی دوسرا اپنے الفاظ داخل کردے تو صاحب ذوق
اُس کو فوراً پہچان لیتے ہین تو خدا کے کلام مین کسکی طاقت ہے کہ داخل کرے
مثلاً مرزا نوشاہ غالب کے کلام مین اگر کوئی شخص اپنی فکر سے کوئی لفظ ملادے
فوراً معلوم ہوجائیگا کہ الحاق ہے۔

اب کمی کی بابت عرض کرتا ہون کہ خود مذہب اہلسنت مین تواتر سے ثابت
ہے ... صحابہ کے قول سے ثابت ہے مثلاً حضرت عمر فرماتے ہین کہ سورۃ ال...
سورۃ البقرہ کی برابر تھی۔ یہ صحاح مین موجود ہے۔ نیز حضرت ابی ابن کعب
قول چند کتب مین موجود ہے از انجملہ اتقان سیوطی مین ہے۔ درمنثور مین
کہ آیت یون نازل ہوئی تھی بلغ ما انزل الیک من ربک فی علیؓ۔ ا...
فی علی فرض کرلیا جائے کہ ساقط کردیا گیا تو قرآن مجید کا نقص نہین۔ اس لئے کہ
باقی ہے وہ تو کلام خدا ہے ایک ایک آیت بلکہ متفرق پارون بر ایک ایک
حتی کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بلفظ قرآن صادق آتا ہے مثلاً پانی کو ...

اُس کا ایک چُلّو بھی پانی ہے اور سارا دریا بھی پانی ہے۔ اگر ابی ابن کعب کی روایت
تسلیم کرلی جائے تو قرآن مجید قرآنیت سے خارج نہیں ہوسکتا۔

امر مشترک یہ ہوا کہ بعض چیزوں کی کمی کے قائل حضرات اہلسنت بھی ہیں
اور اسی طرح بعض روایات شیعوں کے یہاں بھی ہیں تو اس سے اپنے کو مسلمان
قرار دینا اور شیعوں کو کافر قرآن قرار دینا فریق مخالف کی سراسر زیادتی ہے۔

قرآن مجید جو موجود ہے اسکی اصل پہلے ہی سے تھی کیونکہ جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو حکم دیا جو ہماری کتاب اصول کافی میں موجود ہے
کہ اِنّی تَارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَین کِتَابَ اللّٰہِ وَعِترَتِی اَھلَ بَیتِی مَا اِن
تَمَسَّکتُم بِھِمَا لَن تَضِلُّوا بَعدِی کہ میں تم میں دو بزرگ چیزیں چھوڑتا ہوں۔
اللہ کی کتاب اور میری عترت میرے اہل بیت جبتک تم ان دونوں سے
متمسک رہوگے میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے اگر کتاب خدا پہلے سے نہ تھی
تو حضرت نے وہ کیا چیز چھوڑی جو اہلبیت کے ساتھ تھی۔

یہ حدیث خود آپ کی یہاں مسلمہ اور مشہور تر ہے پس ہم اسی حکم کے تابع
ہیں اور قرآن مجید اور عترت رسولؐ سے یکساں تمسک رکھتے ہیں عترت کا ہم کو
حکم ہے کہ اسی قرآن سے ہم متمسک رہیں۔ خود معصوم نے فرمایا ہے کہ ہم اسی کو
قرآن سمجھتے ہیں۔ اسی سے تم احکام اخذ کرو۔ اسی کو تم یاد کرو۔ اسی کو تم سیکھو
اسی حکم کے ہم پابند ہیں۔ پھر ہم ایمان بالقرآن سے کیونکر خارج ہوسکتے۔

اب یہ ثابت کرنا آپ کا فرض ہے کہ شیعہ نے تعداد آیتوں کے کم ہوجانے
کے قائل ہیں۔ رہی یہ بات کہ ترتیب غلط ہے اسپر علمائے اہلسنت کا اجماع
ہے۔ مختلف صورتوں میں مکی اور مدنی آیات سموئی ہوئی ہیں۔ یعنی مکی سورتوں میں
مدنی آیتیں اور مدنی سورتوں میں مکی آیتیں ترتیب میں رکھدی گئی ہیں۔

حضرت عثمان کی ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب نہیں ہوسکتی جیسا کہ حضرات اہلسنت کا خیال ہے آیات وہی ہیں خواہ اقراء کا سورہ جو سب سے پہلا آیا تھا آخر کر دیا گیا۔ اس میں کوئی پردہ کی بات نہیں۔ ترتیب صریح اُلٹ دیگئی ہے۔ پھر بھی قرآن مجید ہے جو کچھ ہے وہ کلام خدا ہے اور اُسپر ہمارا ایمان ہے ہم کو کوئی بے ایمان ثابت نہیں کرسکتا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے اُن تمام دلائل اور براہین اور بیان کو سنکر اور سمجھکر حضار جلسہ ہم کو کیونکر بے ایمان سمجھ لینگے۔

مولوی عبد الشکور

ہمارے فاضل مخاطب نے اپنی فاضلانہ تقریر میں چند چیزیں حیرت انگیز فرمائی ہیں۔ قرآن میں عبارت کا بڑھانا نا ممکن فرماتے ہیں۔ ہماری کتاب میں نہیں ہے۔ احتجاج طبرسی صفحہ ۱۲۰ پیش کرتا ہوں جو عبارت اس میں درج ہے اسکا ترجمہ یہ ہے۔

بڑھا دیا قرآن میں اُن کو جو قابل نفرت ہیں۔

انہوں نے ثابت کر دیا کہ جو خدا نے نہیں فرمایا۔

مجھسے یہ پوچھنا بیکار ہے کہ ہم ایمان پر ہیں یا نہیں جن لوگوں سے قرآن پہنچا ہے اُن سب کو جھوٹا جاننا آپ کا مذہب ہے۔ آپکا یہ فرمانا کہ جامع قرآن سے ہم کو حسن ظن نہیں ہے تو یہ قرآن کے نہ ماننے پر دلالت نہیں کرتا۔

نولکشور کی مثال دینا صحیح نہیں کیونکہ ہم نے یہ بیان کیا تھا کہ اُس وقت قرآنکا نکاس ایک ہی تھا۔ نولکشور کا چھاپنا ایک نہیں ہے۔ ایسے چھاپنے والے دوسرے بھی چھاپتے ہیں۔ اگر تنہا نکاس نولکشور ہی کے یہاں سے ہوتا تو ہم اسکو نہ مانتے۔

اقرار زبانی کافی نہیں ہے اس کے علاوہ کچھ اور بھی درکار ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

یہ وجوہ ثابت کر دی گئیں اصول مذہب آپ کا کہ سب کے سب جھوٹ اب صاف لکھتا ہوں کہ ناممکن و محال ہے۔ اصول کی وجہ سے ناممکن و محال ہے۔ آپ نے اپنے ہاتھوں سے محال کر لیا۔ یہ کہ علماء شیعہ نے ان کی طرف توجہ نہ کی۔ ایڈیٹر اصلاح و شمس میری تحریرات پر برابر تحریریں نکالتے رہے۔ شاید وہ عالم نہ ہونگے۔ آپ کی روایات میں اقرار علماء دکھلایا۔ آپ بھی تمام روایات دکھائیں۔ ہرگز مشترک نہیں۔ آپ نے کوئی قول نہیں دکھایا۔ عبارت فصل الخطاب سناتا ہوں صفحہ ۳۔ قال سید المحدث الجزائری فی القرآن۔

قرآن کا اعجاز ایمان پر بلاتا ہے۔ جناب مولانا دلدار علی صاحب فرماتے ہیں۔ وہ مفید یقین نہیں سمجھتے اور آپ کی کتاب میں موجود ہے باوجودیکہ قطعی ہے مگر آپ اساس الاصول میں ملاحظہ فرمایئے۔

مولانا سبط حسن صاحب قبلہ

جناب نے جو کچھ میرے کلام پر نوٹ فرمایا کہ تم نے کہا کہ پڑھا یا نہیں اگرچہ "احتجاج" میں موجود ہے مگر آپ نے اس عبارت کا اول و آخر نہیں پڑھا۔ میں وہ پوری روایت پڑھ کر سنا دوں۔

(یہ روایت موجودہ ۱۵ صفحہ کی ہے دس منٹ میں پڑھی نہیں جا سکتی اور تقریر کے لئے صرف ۱۰ منٹ دیئے گئے ہیں) اس لئے اس کا خلاصہ

سُنا دیا گیا)

ایک جگہ زندیق کے جواب میں فرمایا ہے کہ یُحَرِّفُونَ الکلم عن مَّوَاضِعِہ یعنی جو مفسرین کلام خدا ہیں وہ لوگ تحریف کرتے ہیں کلموں کو اُن کے مقامات سے اور وہ لوگ آیات خدا کو فروخت کرتے ہیں تھوڑی قیمت پر۔

ان آیات میں خداوند کریم ان کا قصہ فرماتا ہے کیونکہ بیچتے تھے وہ لوگ اور مول لیتے تھے یعنی عوض میں وہ چیز لیتے تھے جو کم قیمت اور فانی تھی۔

اگر آپ ملاحظ فرمائیں کہ اِس روایت کے اوّل و آخر میں کیا کیا ہے تو یہ سارا معاملہ حل ہو جائے۔

یہ جو کہا کہ تم بھی اہل عصمت کے قول پیش کرو تو اس کا کیا علاج کہ آپکے یہاں عصمت کہاں ہم تو اپنے ائمۂ معصومین کے قائل ہیں۔ آپ جن کو مانتے ہیں انھیں تھوڑی دیر کے لئے معصوم سمجھ لیجئے۔

ملاحظہ ہو اتقان صفحہ ۹۲ من المشکل من القرآن متواترات سو یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود الحمد للہ اور سورت معوذتین کو قرآن نہیں جانتے تھے بلکہ لوگوں کے قرآن مجید میں سے معوذتین کو چھیل ڈالا کرتے تھے۔

پھر ہم نہیں جانتے کہ آپ کی نماز کیونکر صحیح ہو جاتی ہے جبکہ سورۂ الحمد قرآن نہیں ہے اس روایت کو امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی درج کیا ہے کہ اسکی سندیں صحیح ہیں۔ اگر اس روایت کے برخلاف یہ سورتیں قرآن میں بڑھالی گئی ہیں اور اصل قرآن نہیں ہیں تو آپ کی نمازیں یوں ہی اکارت گئیں۔ آپ کے یہاں یہ زیادتی کی مثال موجود ہے لیکن ہمارے یہاں کوئی ایسی مثال نہیں ہے۔

مولوی عبد الشکور

فاضل مخاطب نے جو فرمایا ہے کہ آپ زندیق والی پوری روایت ملاحظہ فرمائیں وہ پوری روایت شروع سے آخر تک میرے پیش نظر ہے۔ جناب امیرؑ کا اس قرآن مجید کے متعلق یہ فرمانا ولو شرحت لک کل ما اسقط وحرف وبدل مما یجری ہذا المجری لطال وظہر ما تحظرہ التقیہ اظہارہ من مناقب الاولیآء ومثالب الاعداء اس کا ترجمہ مقرر صاحب نے نہیں کیا لیکن ترجمہ یہ ہے۔ اور اگر میں تیرے لئے وہ سب باتیں کھولکر بیان کروں جو ساقط کی گئی ہیں یا اُن میں تحریف و تبدیل یا اسی قسم کی کارروائی ہے تو بہت طول ہو جائیگا اور ایسی باتیں ظاہر ہونگی جنکے اظہار کی تقیہ اجازت نہیں دیتا اور وہ باتیں جو ظاہر ہوں گی اولیاء خدا کی تعریفیں ہونگی یا دشمنان خدا کی بُرائیاں) مجھ سے سوال ہے کہ کہاں کہاں بڑھایا گیا ہے میں تو قائل نہیں ہوں آپ بتلائیے اس زندیق سے آپ فرماتے ہیں و زاد وا فیہ ما ظہر کرہ و تناخرہ۔ جب مقامات تحریف ائمہ معصومین نے معین نفرمائیے تو باقی جو بچے ہوئے ہیں وہ بھی مشکوک ہوگئے صاحب مجمع البیان فرماتے ہیں کہ قرآن میں تحریف و تخفیف سب موجود ہے۔ آپ کے علماء کا بیان اور اقرار دکھا دیا کہ معصومین سب فرماتے ہیں۔ اقرار علماء آپ بھی دکھائیے۔ ہمارے پاس اگر معصوم نہیں تو محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تو ہمارے معصوم ہیں۔ مصحف عثمان کو ہم کامل قرآن سمجھتے ہیں۔ مولوی حامد حسین صاحب فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے اس قرآن سے انکار کیا تو حکم قتل ملتا تھا۔ عقیدہ اور اعتقاد بتا دیجئے کمی کی روایات جو آپ فرماتے ہیں

خط ہم کو دکھا دیجئے ورنہ کیسے یہ امر مشترک ہو[illegible] ہے خود کتاب تستقصا الافحام میں فرماتے ہیں

علامہ سیوطی نے اتقان میں خود فرما دیا ہے .... جماعت محدثین ان روایات سے انکار قطعی کرتی ہے بلکہ نقل کیا جانا بعض کتب کا فرماتے ہیں۔ مگر اہل سنت کی کتب کا قول فرمائیں تو صاف صاف مع ناقلین مفصل فرمائیے۔

مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ

علامہ حامد حسین صاحب نے جو کچھ قرآن مجید کے متعلق لکھا ہو کہ اہل سنت اسکو کامل فرماتے ہیں نقل قول ہے۔ ہمپر حجت نہیں۔ البتہ حضرت عمر کا قول جو صحیح بخاری میں ہے کہ آیت رجم خدا کی طرف سے نازل ہوئی۔ ہم اسکو پڑھا بھی کرتے تھے اور سمجھ بھی چکے تھے اور آج تک اسپر عمل بھی جاری ہے وہ غائب ہے۔

آپ غور کیجئے کہ اتنا بڑا حضرت عمر سا صحابی جو خود فرماتا ہے کہ اب وہ غائب ہے اور حضرت عمر نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہینگے کہ عمر نے یہ آیت بڑھا دی ہے تو میں اسے داخل قرآن کر دیتا۔

ایسی ہی بہت سی روایات صحاح وغیرہ میں موجود ہیں۔ خواہ اقوال علما مانئے یا احادیث مندرجہ کتب صحاح کو۔ دونوں چیزیں موجود ہیں۔ تبدیل الفاظ کی نسبت میں کہہ چکا ہوں کہ وہ امر مشترک ہے اسی طرح ہر کمی بیشی کے آپ قائل ہیں جیسا کہ ثابت کیا جا چکا۔ اور ہم قائل نہیں ہیں۔ حضرت عمر کا فرمانا اور پھر صحیح بخاری میں روایت کیا یہ سب کچھ غلط ہے۔

روایت فخر رازی کی بابتہ کہ عبد اللہ ابن مسعود معوذتین کو چھیل ڈالتے تھے

اس روایت کی اسناد صحیح ہیں۔ اس کی نسبت آپنے کچھ بھی نہیں فرمایا۔ مطلب صاف ہو گیا کہ آپکی کتب میں کمی اور زیادتی کی روایتیں اسناد صحیح سے موجود ہیں۔

مولوی عبد الشکور صاحب

اوّل بات تو یہ ہے کہ شروط مندرجۂ شرائط مناظرہ ہذا میں احاد پیش نہ ہونگی تین مرتبہ کہا گیا کہ آپ کے علمار کے اقرار سے تواتر دکہایا قول متواتر دکہایا۔ آپ بار بار احاد پیش کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ بخاری بعد از قرآن ہی آپ متواتر سے ثابت کیجئے فصل الخطاب صفحہ ۳۰ ملاحظہ فرمائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ لفظ اعتقاد دکہاؤنمیں صاف صاف پیش کرتا ہوں تفسیر صافی محسن کاشی ہمارے بزرگ کا اعتقاد اسپر یہ ہے واما اعتقاد نامشائخنا فی ذالک فالظاہر من ثقۃ الاسلام محمد ابن یعقوب الکلینی طاب ثراہ انہ کان یعتقد التحریف والنقصان فی القرآن لانہ روی روایات فی ہذا المعنی فی کتابہ الکافی ولم یتعرض لقدح فیہا مع انہ ذکر فی اول الکتاب انہ کان یثق بما رواہ فیہ وکذلک استاذہ علی ابن ابراہیم القمی فان تفسیرہ مملو منہ ولہ غلو فیہ وکذلک الشیخ احمد ابن ابی طالب الطبرسی فانہ ایضا نسج علی منوالہا فی کتاب الاحتجاج۔ اس کے بعد کتاب الاحتجاج کی ایک عبارت پڑہی جو پوری نہ تھی

مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ

جو روایات متعلق تحریف آپ فرماتے ہیں اسکی بابت عرض کیا کہ وہ مشترک ہیں آپ کو معلوم ہوگا کہ اخباری و اصولی شیعوں میں دو فرقہ ہیں۔ میں آپکو

اس بات میں الزام دیتا ہوں کہ آپ ایک کا فعل دوسرے کے لئے حجت قرار دیتے ہیں آپ یہ کہتے ہیں تواتر ثابت کیجئے۔ بسم اللہ کیجئے۔ علامہ ابن حجر مکی نے حدیث امامت ابوبکر کو متواتر لکھا ہے اور تواتر کی وجہ بصفحہ ۱۳ یہ لکھی ہے کہ اس کے سات صحابی ہیں اور اُن کے نام درج کئے ہیں۔ محلی میں ابن حزم نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ چار صحابی کی روایت متواتر سمجھی جائیگی نورالانوار میں بھی ایسا ہی تحریر ہے ہم تحریف قرآن کو آپ کے یہاں متواتر ثابت کر چکے۔

مولوی عبدالشکور صاحب

متواتر نہیں دکھایا جاتا۔ دوسری یہ بات کہی گئی ہے کہ اخباری روایت پیش کیجئے اساس الاصول میں صفحہ ۲۱۲ یہ فرماتے ہیں کہ متواتر کی تعریف ہماری کتاب میں یہ ہے کہ جن کے راویوں کا کوئی شمار ہوتا ہو اور وہ لوگ وہم بھی جھوٹ پر نہ کر سکیں اور اُن کا کوئی عدد معین نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے کہ سات ہو وہ غلط ہے۔ تیسری بات جس فن کی بات ہو اُس فن کے محدث [illegible] کیجئے۔

مولانا سید احسن صاحب قبلہ

اول حدیث امامت ابوبکر صواعق محرقہ صفحہ ۱۳ سے پڑھ کر سنائی جس کے راوی مندرجہ ذیل سات صحابی و صحابیات ہیں۔ حضرت عائشہ ابن مسعود ابن عمر ابن عباس عبداللہ ابن زمعہ علی مرتضیٰ اور حفصہ ہیں نورالانوار میں سات در چار اور تین راویوں کی روایت کو بھی متواتر کہا ہے اس سے صواعق محرقہ کی روایت کے تواتر کی بھی تصدیق ہوئی ہے اور تواتر کا بھی ثبوت ہوتا ہے

اگر عقلاء اتنے راویوں کا کذب پر متفق ہونا ممکن نہ ہو تو تواتر سمجھا جائے گا۔
اساس الاصول سے وہ عبارت پڑھی گئی جسکا مطلب یہ تھا کہ اصول دین کے بارے میں جو اعتقادات ہیں اُس میں کوئی شخص معذور نہیں سمجھا جا سکتا۔ رہا قرآن مجید کی روایات کے متعلق اعتقاد وہ دوسرے درجہ پر ہے اور اُس میں اگر کوئی خطا کرے تو وہ معذور ہے۔

کتاب تاریخ القرآن مولفہ اسلم جیراجپوری مطبوعہ علی گڑھ میں سے علماء شیعہ کے اقوال پڑھکر سُنائے جو قرآن مجید کو جو ما بین الدفتین موجود ہے کلام اللہ مانتے ہیں۔ عماد الاسلام جلد ۳ صفحہ ۳۳ کا بھی حوالہ دیا گیا۔ ملا محسن فیض کاشانی کی تفسیر صافی کے صفحہ ۱۴ کی بھی عبارت پڑھی گئی پھر قاضی نور اللہ شوستری اعلی اللہ مقامہ کا قول بھی سُنایا گیا۔

مولوی عبدالشکور صاحب

صاحب تفسیر صافی کا اگر آپ یہ قول ثابت کردیں تو میں ابھی شیعہ ہوتا ہوں وہ ہرگز اُن کے الفاظ نہیں ہیں۔ چار اشخاص اس قول کی تردید کرتے ہیں۔ فصل الخطاب میں کی ایک عبارت نقل کی۔ اسی فصل الخطاب بصفحہ ۲۶ یہ بھی لکھا ہے کہ یہ بہت ضعیف قول ہے کہ تحریف نہیں ہوئی۔ ہمارے تمام اکابر چند اصحاب ہیں جو منکر تحریف ہیں اور جیسا کہ رسول پر نازل ہوا ہے موجود ہے اس قول کی طرف شیخ صدوق و سید مرتضیٰ ہیں۔
ایک نفیس بات یہ ہے کہ حوالہ اسلم صاحب کی کتاب کا دیا گیا ہے یہ تکرار عبث ہو رہی ہے اگر علماء نے اقرار کیا ہے تو ہمارے علماء کا اقرار دکھائیے کہ ہم معتقد تحریف ہیں۔

میں اس طرح کی باتوں میں نہیں آتا میرا مطالبہ ہے کہ آپ ثابت کیجئے کہ آپ سب کو جھوٹا نہیں مانتے۔

روایات تحریف واقوال معصومین دکھائیے یا یہ مانئے کہ شیعہ معتقد تحریف نہیں ہیں پھر دکھاؤں گا کہ آپ کہاں تک اپنے ایمان پر ثابت ہیں اب ایک بات یہ ہے کہ کتاب احتجاج میں ذکر قرآن نہیں ہے آپنے خود کتاب نہیں دیکھی۔ جناب خود ملاحظہ فرمائیے کہ زندیق آتا ہے۔ قرآن پر اعتراض کرتا ہے۔ صفحہ ۱۲۰ میں ہے کہ آپ کا قرآن خبط نے ربط معلوم ہوتا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں ولو شرحت لک کل ما اُسقط وحرف وبدل مما یجری ھذا المجری لطال وظھر ما تحظرہ التقیۃ اظھارہ۔ اصل نے ربط ہے کہ ایک تہائی سے زیادہ نکل گیا۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ بیدین اسلام ہی کو بگاڑے دیتے ہیں۔ میں تقیہ کی وجہ سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔

مولانا سبط حسن صاحب قبلہ

صافی میں وہ قول موجود ہے اور اسی صفحہ پر موجود ہے جسکا حوالہ دیا گیا ہے لیکن اخباریین کا قول ہم پر حجت نہیں۔ صاحب فصل الخطاب بھی اخباری ہیں اخباریین کا طائفہ بمقابلہ اصولیین بہت چھوٹا ہے لہٰذا ہم کے متعلق جناب سید دلدار علی صاحب قبلہ غفرانمآب تحریف قرآن دونوں فرقوں میں مشترک ہے اور چند چیزوں کے نکل جانے سے قرآن قرآن ہی رہتا ہے لیکن یہ عبارت کہ جو اس کتاب میں تحریر ہے اس سے وہ مطلب نہیں نکلتا جو آپ فرماتے ہیں آپ کے یہاں تحریف زیادتی تحریر ہے جسکا ہم ثبوت دے چکے ہیں یہاں کمی کا ذکر ہے۔ جو آپ خیال فرماتے ہیں وہ بات نہیں ہے۔ یہ جو آپ نے فرمایا کہ قریب ثلث کے نکل گیا ہے تو اس کا یہ مطلب

نہین ہے کہ وہ سب ضائع ہوگیا بلکہ ایک جگہ سے نکالا دوسری جگہ پہونچادیا
اس طرح آیت کے ایک حصہ سے دوسرا حصہ اتنی دور پڑ گیا گویا اُن کے
بیچ مین سے ثلث قرآن نکل گیا۔ یہ زندیق کے اعتراض کے جواب مین جو کچھ
فرمایا ہے وہ رسول خدا کی ذات پر افترا کرنے والون کا جملہ دفع کرنے کے لئے فرمایا
ہے۔ ساتھ ہی اس کے یہ روایت احاد مین سے ہے متواتر نہین۔ یہان بہ
دو چیزین ہین اگر ہم تحریف مانین تو پھر بھی قرآن ہے اور اُس سے ایمان نہین
جاتا اور ہم نے یہ بھی کہا کہ تواتر آپ کے یہان بھی ہے اتقان صحیح بخاری ودیگر
کتب مین کمی وبیشی کا ذکر موجود ہے جس سے تواتر ثابت ہے اگر آپ سلف
سابقین کو جھوٹا سمجھین تو خیر جیسے آپ نے اُس گروہ کو چھوڑ دیا جنکو رسول اللہ
نے کتاب خدا کے ساتھ توام کیا تھا اُسی طرح ہم نے دوسرے گروہ کو
چھوڑ دیا ہم نے اُسی ایک سے تمسک کر لیا جس کی بابتہ رسول خدا نے فرمایا تھا
انی تارک فیکم الثقلین الخ جسوقت آپنے فرمادیا تھا کہ ان سے تمسک کرو
ہم نے ان سے تمسک کیا جنکے گھر مین قرآن نازل ہوا۔ ایسے ہی آپ تواتر
ثابت کر دیجئے۔ ابن حجر نے تواتر کا جو بیان کیا ہے آپ اُسے نہ مانئے یہ عجیب
بات ہے کہ امامت ابوبکر کے لئے تحقق تواتر مانتے ہیں اور قرآن مجید کی تحریف کے لئے
ویسے ہی تواتر سے انکار کرتے ہین بلکہ اُس سے زیادہ بھی۔ جب ونس صحابہ کہتے
ہین کہ کمی بیشی ہوئی گو ہمارے یہان بیشی کا کوئی قائل نہین ہے تو پھر آپ کے
نہ ماننے کی وجہ کیا۔ ترتیب مسلم طور پر ضرور بدلی ہوئی ہے یہ آپ بھی کہتے ہین کہ
ویسا نہین ہے۔ درمنثور ایسی روایات سے بھری ہوئی ہے۔ ترتیب مطابق
نزول نہین ہے۔ اگر تحریف سے مراد تغیر ترتیب ہے تو بھی تحریف ہی سمجھی جائیگی
ترتیب قرآن یقیناً محرف ہے اور غیر مرتب ہونا آپ کے یہان بھی ثابت ہے

اس سے ہمارا ایمان متزلزل نہیں ہوسکتا اور ابتک بحمدہ باقی ہے۔ ہم نے ثابت کردیا کہ آپ کے یہاں تحریف ہوئی اور آپ موافق مذہب خود ترتیب کے مطابق تنزیل ہونا ثابت کردیجئے۔

مولوی عبد الشکور صاحب

اگرچہ گروہ تین تھے مگر دو گروہ موجود رہے یا خلفاء ثلثہ اور اُن کا گروہ یا علی مرتضیٰ اور اُن کا گروہ یہ تینوں باتیں دکھلا دیجئے کہ ہمارے علماء کا اقرار تواتر پر ہے۔ نور الانوار میں یہ بات نہیں ہے جو آپ فرماتے ہیں میں نے اصولیئین کے اقوال دکھائے ہیں قرآن کے مسئلہ میں اگر کوئی خطا ہو تو معذور نہیں۔ اچھو معاملہ بہت صاف ہو گیا مگر اسقاط کے معنی ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھدینے کے ہیں تو فیصلہ ہے قرآن کی بابت نہیں کہا تہا۔ مولانا دلدار علی صاحب کا قول مجھے دکھائیے کہ کہاں ہے جھوٹ بولنے کو عبادت ثابت کردونگا۔ شرط میں تو یہ ہے کہ مجتہد اور علماء کے اقوال پیش ہوں مگر جناب اسلم کی کتاب پیش کرتے ہیں۔ ایک ترتیب نزول ایک ترتیب رسول حسب ارشاد جبرئیل جیسے کہ کتاب سیوطی میں درج ہے۔

کمی تو آپ مانتے ہیں مگر مشترک بتلاتے ہیں جن روایات سے آپ کمی ثابت کرتے ہیں اُن سے ہمارے علماء کی تحریرات دکھائیے۔ اگر کوئی فرشتہ بھی کہے کہ قرآن میں کمی ہے تو ہم ہرگز نہ مانیں گے۔ ہم تو قرآن سے ہی مذہب رکھتے ہیں۔ شیعہ حضرات اس کے خلاف ہیں۔

مولانا سبط حسن صاحب قبلہ

حاضرین جلسہ بحث میں طول ہو رہا ہے میری خواہش ہے کہ مطلب کو خوب سمجھا
جائے۔ ہمارے پاس اہل بیتؑ کا سلسلہ ہے جو رسولؐ مقبول سے مسلسل ہے
ہم نے ہرگز معصومین کے گروہ کو نہیں جھٹلایا۔ ہمارا اعتقاد سب کے متعلق
جناب عمار، حضرت سلمان، حضرت ابوذر غفاری اور حضرت مقداد وغیرہ کے یکساں
ہے۔ اگر ناقلین قرآن ان حضرات کے علاوہ اور بھی ہوئے اور انہوں نے قرآن
مجید جمع کیا تو چونکہ پنجتنؑ کا گروہ اسکی تصدیق کے لئے موجود تھا اور حضرت امیر
علیہ السلام نے ہم کو یہ حکم دیا کہ اسی قرآن سے تمسک رکھو تو ہمارے ایمان میں
کیوں فرق آنے لگا۔

ہمارے پاس کافی ذریعہ اس بات کے دکھلانے کا موجود ہے کہ ہمارے
ائمہؑ نے ہم کو حکم دیا کہ تم اسی قرآن کے ساتھ تمسک کرو اور جسطرح تم کو سکھایا گیا
ہے اُسی طرح مانو خواہ اُسکا راوی کاذب ہی کیوں نہ ہو۔ ترتیب اگر وہی ہے
جو رسول خدا نے فرمادی تھی تو عثمان کو جامع کیوں کہا جاتا ہے خود رسولؐ ہی کو
جامع کیوں نہیں فرماتے اس سے زیادہ آپ کیا اقرار دیکھنا چاہتے ہیں۔

آپ کے یہاں قرآن کا جلانا ثواب سمجھا جاتا ہو گا جو جناب رسولؐ خدا اور
دوسرے صحابہ کے جمع کئے ہوئے قرآن تھے۔ ہم پر ناحق کا الزام ہے کہ
ہمارے یہاں جھوٹ بولنا ثواب سمجھا جاتا ہے
سے نکلتا ہو تو میں روایات پڑھتا ہوں محدث و مورخ فرماتے ہیں کہ ایک
بڑا گروہ روایت کرے تو وہ تواتر ہے اگر آپ تواتر کو کذب پر محمول فرماتے
ہیں تو عائشہ عمر وغیرہ کو کاذب فرمائیے۔ جب تواتر سات راویوں سے ثابت
ہے تو ہم دس بارہ راوی پیش کرتے ہیں۔ اگر مکی اور مدنی آیات میں تبدیلی
ہے تو آپ کو ماننا پڑیگا کہ تحریف ہوئی ہے۔ قرآن مجید سورہ نساء ملاحظہ ہو

یہاں آیات وَاِنَّ مِنْکُمْ لَمَنْ لَّیُبَطِّئَنَّ الخ معہ ترجمہ پڑھیں اور یہ دکھلایا کہ
کہ کَاَنْ لَّمْ تَکُنْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَہٗ مَوَدَّۃٌ نے میل اور نے جوڑ ہے جیسے متعلق
تفسیر جلالین میں جلال الدین سیوطی نے فرمایا ہے کہ مطلب ہی خبط ہوتا ہے۔

مولوی عبد الشکور صاحب

ترتیب موجودہ حسب ترتیب جناب رسول ؐ ہے۔ بڑے افسوس کی
بات ہے کہ آپ کا علامہ جمع اور ترتیب کا مطلب نہ سمجھے۔ جس ترتیب سے
رسولِ کریم پڑھتے تھے وہ خاص ترتیب تھی۔

آپ فرماتے ہیں کہ سلسل ذریعہ سے ہمارے پاس دین پہنچا۔ آپ مسلسل
تقیہ تو ظاہر فرمائیے۔ کل صحابہ مرتد ہو گئے سوائے چار صحابی کے۔ کیا یہ
متقی ہونے کے خلاف نہیں ہے جھوٹ بولنا نہیں ہے۔ حضرت امام
جعفر صادق صاحب فرماتے ہیں کہ تقیہ دین خدا ہے۔ یوسف پیغمبر نے
کہا تھا کہ قافلہ والو تم چور ہو حالانکہ اللہ کی قسم انہوں نے کچھ چرایا نہیں تھا
جھوٹ کے بہت سے اقسام ہیں ایک جھوٹ [illegible] جو تقیہ ہے کہ حضرت
[illegible] یوسف جھوٹ بولے ہم نے تو ثابت کر دیا۔ آپ نے کچھ بھی
نہیں کیا۔ آپ یہ تو کہا ہیے کہ [illegible] تحریف قرآن [illegible]
[illegible] آپ [illegible] کو نہیں جانتے [illegible] حضرت [illegible]
گئے کہ وہ جھوٹ بولے۔ آپ ائمہ کو [illegible] ہرگز نہیں
[illegible] کی صحت [illegible] ثابت ہونی چاہئے [illegible] ثابت کر دیا [illegible]
[illegible] لکھا کہ سات آدمیوں کے قول [illegible]
[illegible] لکھا ہے کہ [illegible] ۲۱ وجہ سے [illegible]

تواتر کا اقرار آپ کے علماء سے دکھا دیا تو آپ بھی ہم کو ہمارے علماء کا تواتر
ثابت کر دیجئے۔

نہج البلاغہ میں جو کچھ لکھا ہے اُس سے بہت کام لینا ہے۔ ہذا القرآن
سے کیا مطلب ہے آیا قرآن جو غار میں ہے یا قرآن ہذا حسب تحریر اصول
کافی قول امام کہ میرا اور میرے باپ دادا کا مذہب تقیہ پر ہے میں بیان کرچکا

مولانا سبط حسن صاحب قبلہ

بیان تقیہ کے متعلق صحیح بخاری کتاب الاکراہ سے حدیث نقل کر کے ثبوت
دیا گیا کہ تقیہ قیامت تک کے لئے جائز ہے اور حاشیہ سندھی کی عبارت
بھی پڑھی گئی۔ اور پھر مشکوٰۃ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین جھوٹ
دکھلائے گئے اور وہی حدیث پھر صحیح بخاری سے پیش کی گئی۔ یعنی حضرت
ابراہیم نے تین جھوٹ بولے دو خدا کے بارے میں ایک تو یہ کہ میں بیمار ہوں اور
دوسرے یہ بڑے بت نے اور بتوں کو توڑا ہے اور ایک اپنی زوجہ کے بارے میں
اسوقت جبکہ ایک جبار کے ملک میں پہنچے تو اس نے اُن کی بیوی کو طلب کیا اور
پوچھا کہ یہ تمہاری کون ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے اس کے متعلق
صحیح بخاری کی حدیث پڑھ کر سنائی۔

آپ ہی کے یہاں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم نے تین جھوٹ بولے باوجودیکہ
ہمارے یہاں تقیہ ہے مگر ہم کبھی جھوٹ نہ بولے۔

جناب یوسف کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ جھوٹ بولے مگر حضرت یوسفؑ کا
قول بالکل سچا تھا۔ معصوم نے فرمایا کہ التقیۃ دینی و دین آبائی میں اس کی اجازت
ہے لیکن پھر بھی وہ جھوٹ نہ بولے انکو اشارہ تھا جو فرمایا اس سے یہ مراد تھی

کہ وہ حضرت یوسفؑ کو اُن کے باپ کے پاس سے چُرا لائے تھے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابراہیمؑ پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا گیا اور اس کی کوئی تاویل نہیں کی اور نہ ہو سکتی ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ نبی۔ پیغمبر اور امام تھے اس پر بھی اُن پر جھوٹ بولنے کا اتہام لگایا گیا۔

ملاحظہ ہو تفسیر کبیر و درِ منثور۔ پھر میں عرض کرتا ہوں کہ ہم ہرگز نبی کے متعلق ایسی بات کبھی پسند نہیں کرتے کہ وہ الزام وہ ...

میں نے وہ مقامات دکھائے جنسے ہمارے اوپر الزام کذب لگایا جاتا ہے تقیہ بیشک جائز ہے۔ بہرحال اسطرح ادا کیا جاتا ہے کہ بات ایسی ... ہو جو سچی بھی رہے اور محفوظ بھی ہو سکے نور الانوار پیش کی کہ وہ تسلیم نہیں کرتے تواتر اور کیا ہوتا ہے جبکہ تین پر بھی جس کا اطمینان ہو جائے تو اُسے تواتر ہی سمجھا جاتا ہے اگر سات صحابہ سے روایت ثابت ہو تو کیوں نہ متواتر سمجھی جائے۔

مولوی عبد الشکور صاحب

فاضل مقرر نے تقریر اصلی کو چھوڑ دیا اور تقیہ لے آئے۔ جناب والا جیسے ہم آپ کی کتب سے تواتر ثابت کر دیا ایسا ہی کہا ہے اور حامد حسین صاحب کی تحریر بھی پیش کر دی ہر بات چھوڑ دیں آپ روایات دکھلائیے ایک ہی روایت پیش کر دیجئے تو بالکل فیصلہ ہے۔ اگر آپ اس بحث کو چھوڑ دیں تو تقیہ کی بحث شروع ہو۔ تقیہ کے لفظ سے کام نہیں چلتا بلکہ تحریر بھی دیکھئے۔ بھلا اور شہباز کی پرواز میں فرق ہے تقیہ کے معنی تقوی اور ہیں ہ آپ کی اصطلاح معلوم ہے مرادف ہوتے ہیں۔ شراب عربی زبان میں او ... ہے اور خمر اور ...

دیہان ایک عربی عبارت سنائی جسکا مطلب یہ تھا کہ حضرت عمرؓ نے شراب پی
اور پھر لفظ شراب کی توضیح کی اور اُس کے معنی شہد بتلائے لفظ تقیہ سے دوسری
مراد ہے قرآن میں بھی رب العزت نے فرمایا ہے کہ جھوٹ ہو اگر اس قرآن
میں دکھا دیں تو میں بالکل مانتا ہوں امام جعفر صادق صاحب فرماتے ہیں کہ
کوئی چیز چھپائی ہی نہیں (اصول کافی سے عبارت سنائی)

نہیں جھوٹ بولے ابراہیمؑ مگر تین جھوٹ۔ قرآن مجید میں بھی استعمال کیا گیا ہے
حضرت ابراہیمؑ کے متعلق رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹ نہیں ہے یہ کہ حضرت
ابراہیمؑ نے یہ فرمایا کہ دنیا میں سوائے میرے اور تمہارے کوئی نہیں۔ تم میری بہن ہو
ہم تقیہ کے متعلق تین باتیں چاہتے ہیں جو ہم ثابت کریں گے آپ بھی ثابت کریں۔

اوّل تو معنی تقیہ دوسرے کیا حکم ہے۔ اصول کافی سے ثابت کرونگا۔ امام
فرماتے ہیں کہ دین کے دس حصے ہیں نو حصے تقیہ۔ ایک حصہ اور دین قول جناب
امام جعفر صادق علیہ السلام اصول کافی سے پیش کیا۔

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

حضار کو معلوم ہے کہ اُدھر سے مسئلہ تقیہ شروع ہے ورنہ میں ذکر تقیہ
نہ کرتا۔ تقیہ کے متعلق مرادف کذب ہونا بالکل غلط ہے۔ معنی تقیہ [illegible] اشتقاق
وقایہ سے ہے جس کے معنی بچاؤ کے ہیں۔ جس سے فقط نفس [illegible] مقصود ہو
مرادف کذب ہرگز نہیں ہے اور عقل بھی یہی بتلاتی ہے [illegible]
عمل کرتے ہیں اور کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جو تقیہ نہ کرتا ہو۔ جس طرح میدان
جنگ میں عمل ہوتا ہے یہی تقیہ ہے اور اسی کو امام نے فرمایا ہے کہ منجملہ دس حصوں
دین کے یہ نو حصہ ہے۔ کیونکہ نفس کے بچنے ہی پر تو سارے دین اور دنیا کا [illegible]

دینی کا انحطاط ہے۔ حضرت ابراہیم نے جیسا کہ یہ فرمایا کہ میں بیمار ہوں ویسے ہی
بُت شکنی سے انکار کیا یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ کذب و تقیہ کو خدا نے ایک ہی
رکھا ہو کذب کی مذمت اور تقیہ کی مدح فرمائی ہے۔

آپ یہ بات ہرگز ثابت نہیں کر سکتے کہ تقیہ اور کذب ایک ہی چیز ہیں نہ اصول
کافی سے ثابت ہوتا ہے۔

چونکہ حضرت یوسفؑ اپنے حقیقی بھائی کو زبردستی نہ روک سکتے اس لئے
یہ تدبیر کی کہ اُن کے سامان میں پیمانہ رکھدیا اور پھر منادی سے ندا کرادی اور
کہلا دیا کہ تم چور ہو اور انھیں کے کہنے کے بموجب یہ شرط منظور کرلی کہ جس کے
سامان سے پیمانہ نکلے وہ روک لیا جائے (یہاں علم معانی و بیان سے ثابت
کیا گیا کہ مدح کا استتار اور چیز ہے اور مذہب کا استتار وہ بھی چیز ہے جسکو
عبدالشکور صاحب رد نہ کر سکے) بخاری کی عبادت سے جو مطلب نکلتا ہے اُسکا
آپ کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ یہاں جناب امیر علیہ السلام کا وہ قول نہج البلاغہ
سے نقل کیا گیا جو ایک بڑی تند و اسطے شخص کے مسلمان ہونے کی نسبت گوئی کی بابت
ضماد و عمر کو میرے سب پر مجبور کریگا تو تم مجھ پر سب کرلینا اور اپنی جان بچانا مگر مجھ
سے تبرا کرنے کو کہیں تو تبرا نہ کرنا۔ معلوم ہوا کہ جان بچانے کے لئے معصوم نے اپنے اوپر
سب کرنے کی اجازت دیدی۔ اگر تقیہ اور کذب ایک ثابت کردیا جائے تو
جو وعدہ دس ہزار انعام ابھی نہیں دینے کو تیار ہوں۔ تحریف قرآن کی بابت اتفاق
تواتر ہے کہ بہت سی کتابیں ان روایتوں سے بھری ہیں اگر ان روایات سے
تحریف قرآن ثابت ہوتی ہے تو خیر مہدی ان سب کو جھٹلا دیا جائے۔

مولوی عبدالشکور صاحب

روایات متواترا اور احاد کے متعلق شرائط یہ طے ہو چکا ہے کہ احاد پیش
ہو سکیں گی ابتک فاضل سفور صاحب احادیث وغیرہ پیش کرتے ہیں مگر ثابت
نہیں کرتے کہ وہ متواتر ہیں۔ ہمنے آپ کے علماء کے اقرار سے ثابت کر دیا کہ وہ
تحریف کے قائل ہیں۔ اصل تقریر چھوٹ گئی اور آخر میں فاضل صاحب یہ کہتے ہیں
کہ ہمارے مضامین پیش نظر رکھو۔ جسقدر تقریر تقیہ کے متعلق ہے اُس کے متعلق
میں خود عرض کرتا ہوں کہ تقیہ اور کذب ایک ہی چیز ہے آپ فرماتے ہیں کہ کافی میں
تقیہ اور کذب ایک چیز نہیں ہیں۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ ہم نے کچھ
چرایا نہ تھا۔ آپ کہتے ہیں کہ اول سرقہ کی نسبت حضرت یوسف نے کہدیا تھا۔ یہاں
میں دیکھتا ہوں کہ حضرت یوسف کو اسکا علم ہی نہ تھا۔ یہ کام خود کارندوں کے
ہوتے ہیں کہ چیزوں کی دیکھ بھال رکھیں۔ بادشاہ اور وزیر یہ کام نہیں کیا کرتے
عقل نہیں چاہتی کہ حضرت یوسف نے ایسا کہا ہو کہ [illegible]۔ اپنی نافہمی
کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ ہمارے مخاطب چونکہ سید زادہ ہیں اور کچھ عرض نہیں
کرسکتا سوائے اس کے کہ اُن کی [illegible] چیزوں کو میں [illegible] سمجھکر سر پر رکھوں۔
* بحث تقیہ میں تین باتیں ثابت کر دیجئے۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ
دین کا نو حصہ تقیہ میں ہے اگر سب کام آدمی ٹھیک کرتا ہے اور تقیہ نہ ہو تو دین
کچھ بھی نہیں۔ اور اگر نماز وغیرہ نہ پڑھتا ہو اور تقیہ نو حصے پھر بھی اُس کے پاس
باقی رہے میں افسوس کرتا ہوں کہ اپنی کتاب کا ہی آپ حوالہ دیتے ہیں اور
پھر اسکو تسلیم نہیں کرتے (اتحاد) عجب تماشہ ہے کہ تقیہ کی بحث مولوی عبد الشکور صاحب شروع
کرتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ میں نہیں کرتا

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

جو کچھ آپ نے فرمایا کہ تقیہ اور جھوٹ ایک ہے تو پہلا آپ کو یاد رکھنا چاہئے

کہ اگر امام یہ فرمائیں کہ فلاں شخص نے کہا تو وہ میرے لئے صالح ہے خواہ آپ مانیں یا نہ مانیں۔ قرآن مجید میں ہے جعل السقایۃ فی رحل اخیہ ثم اذن مؤذن ایتھا العیر انکم لسارقون ٥

صادق آل محمدؑ اگر آیت کی تفسیر کریں درانحالیکہ حدیث ثقلین کی رو سے وہی ماننے کی قابل ہیں تو مجھے کچھ شبہ نہیں جس سے جناب کو معلوم ہو سکتا ہو کہ تقیہ اور کذب ایک چیز نہیں ہیں۔ جواب صحیح جبتک نہیں ہو سکتا جبتک بخاری کے تین جھوٹ صاف نہ کر دیں لیکن قرآن مجید کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے کہ کس قرآن میں ہے جن کو آپ مسلمین سمجھتے ہیں انھوں نے صرف اقرار پر اسلام کا مدار رکھا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارے اقرار کو ایمان بالقرآن نہیں سمجھتے وقوعہ تحریف کسی جہت سے تسلیم کیا جائے یہ ثابت ہے کہ تحریف ضرور ہوئی ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ کوئی لفظ کسی جگہ سے ہٹ گیا وہ اپنی کتابوں سے دریافت کیجئے۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ معصوم نے حکم دیا ہے کہ تمسک کرو اور بہر حال ہمیں اس کیساتھ تمسک کرنا ہے ہم لوگ وہ نہیں ہیں جو کہیں کہ کتاب اللہ کافی ہے۔ اگر آپ کے یہاں قرآن میں کچھ تحریف مان لیجائے تو آپ کا دین ہی چلدیا۔ حضرت عائشہ اور ابن عمر فرماتے ہیں کہ بہت سا قرآن جاتا رہا لیکن یہ بھی کہ جسقدر رہ گیا لے لیا۔ اتقان سیوطی میں ہے اُبی بن کعب سے پوچھا کہ سورۂ احزاب کی ۷۳۔ آیات تھیں تو انھوں نے کہا کہ وہ سورۂ بقر کی برابر تھیں۔

واقعہ ۳ دسمبر ۱۹۲۰ء

مولوی عبد الشکور صاحب کی تقریر

امّا بعد سب سے پہلے مجھکو تمام حاضرین کی خدمت مین یہ ظاہر کرنا ہے کہ بحث کیا ہے - کیا بحث ہے اور اُس کا کیا جواب ہے - کوئی جواب نہ ملا - ہماری کل کی تقریر کا جواب ندیا - نہ تین وجوہ کا جواب ملا جس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے فاضل مخاطب نے اور اور باتین کر کے وقت کو ٹالا - ہمارا تواتر نہین دکہایا -

قرآن کا تناسس جن لوگون سے ہے ہم اُن لوگون کو برگزیدہ اور مقدس جانتے ہین اور آپ انہین مخرب دین دشمن اسلام اور برہم زن شریعت جانتے ہین جنھُن روایات کو جنکا تواتر ہم ثابت کر چکے اُنہون نے رد کیا اور جن کا آپ انکار نہین کر سکتے - انہون نے قرآن پر اعتقاد نہ دکہا ہر تقریر مین مطالبہ کر کے اہلسنت کا غلط روایات پر نہ اقرار تواتر دکہایا نہ اقرار عقیدہ نہ قولِ علمار جو عمل تحریف پر دال ہون - خلاف شرائط مناظرہ روایات احاد وغیرہ سے استدلال کیا گیا - اور اخبارِ صحیح پیش نہ ہو سکین اہلسنت کی ان روایات کا غیر بحث ہونا ثابت ہو چکا - بہت صاف کر کے آئندہ دکہا دونگا وہ اِس سے عاجز ہین تو مین ثابت کرنے کو تیار ہون اور بجائے دال ہو نیکے فرقہ شیعہ کے علمار کی تائید بھی اُس کے ساتہہ دکہا دونگا - دوسری بات تقیہ کے متعلق ہے - امام معصوم کے قول کو اپنے یا دوسرے کے قول سے رد کرنا بہت بڑی جراءت کی بات ہے - حضرت یوسف ؑ نے جن کو چور کہا تھا امام فرمائین کہ انہون نے کچھ نہین چرایا تہا - انہین باتون نے دعویٰ محبت اہلبیت کو ثابت نہ رکہا - امامیہ عترت رسول ؐ مین سے جس کا قول خلاف اصول پاتے ہین اُس سے تبرا کرتے ہین - فاضل مخاطب نے حوالہ کو کبھی نہین مانا - آج بھی پیش کرتا ہون اگر ہمارے فاضل مخاطب اقرار کر لین کہ وہ اپنا مذہب ترک کر دین گے تو مین دکہا دونگا - تقریر کے ۲ جزو تو صاف صاف مان لئے قرآن کی

ترتیب بدلی ہوئی ہے اور کمی ہوئی مگر اس سے انکار کیا ہے کہ زیادتی ہوئی ہو
(یہاں احتجاج کی عبارت پڑھی) جس سے قرآن میں زیادہ ہونا ظاہر ہے اسکا
کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ پس مخاطب کے سکوت سے الزاماً اس کا بھی اقرار
ہو گیا اگر تحریف کے متعلق عام عقلوں پر فیصلہ رکھا جائے تو عدالت کا قاعدہ
یہ ہے کہ جب کوئی ایسی دستاویز پیش کیجاتی ہے کہ جس میں شبہ ہو جائے کہ
اس میں سے کوئی عبارت نکل گئی ہے تو آیا وہ دستاویز عدالت میں قابل
قبول سمجھی جاتی ہے یا ردی کی ٹوکری میں ڈال دی جاتی ہے۔
قرآن میں کمی ہوئی اور قرآن کی ترتیب صحیح نہ رہی فاضل مخاطب نے یہ دونوں
باتیں مان لیں تو بتائے کہ یہ دستاویز مصنوعی اور جعلی ثابت ہو گئی یا نہیں۔
تحریف قرآن کی جو روایات پیش ہوئیں اور ثابت کیا کہ یہ تحریف کی ہے کل ثابت
کی گئی آج پھر سوال کرتا ہوں کہ ان روایات کے متعلق اقرار دکھایا جائے
کہ اہلسنت معترف ہیں اگر آپ اقرار کریں تو میں پیش کرتا ہوں ایک اور بات
کہتا ہوں کہ ہمارے اکابر ہی نے قرآن جمع کیا اور اسپر ہم ہی شبہ کریں یہ
عقلاً محال ہے۔

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

خطبہ۔ حاضرین جلسہ جو کچھ آپ کے سامنے بیان کیا گیا اور ارباب فہم
سمجھے ہیں۔ میں نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ میں خود یا میرا فرقہ کمی کا قائل ہے۔ جیسے
قرآن میں کسی کمی کا قائل ہے۔ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ کمی کی روایتیں جو
پیش کی گئی ہیں وہ از قبیل احاد ہیں۔ ایسی ہی روایتیں دو چند سے بھی زیادہ
آپ کے مذہب میں بھی موجود ہیں۔ احتجاج کی روایت کے بارہ میں۔ میں نے

جو کچھ کہا ہمارے ذی فہم مخاطب نے اُسے سُنا ہی نہیں تھا یا تجاہلِ عارفانہ فرمایا۔ شرائط مناظرہ کے خلاف تقیہ کے مسئلہ پر بحث شروع کردی۔

موافق شرائط مناظرہ نمبر ۱۳ انکی ہار متصور ہے۔

میں نے تو یہ کہا ہے کہ روایات تحریف دونوں فرقوں میں ہیں۔ مگر ہم کو اُن کا قائل مانتے ہیں اور اپنے آپ کو بری قرار دیتے ہیں۔

آج ایک فیصلہ کُن مناظرہ ہوگا۔ لیکن میں حاضرین جلسہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ جو کچھ میں نے عرض کیا تھا ذی فہم مخاطب نے اس کا جواب نہیں دیا میں نے پوچھا تھا کہ تہتر فرقوں میں سے ہم بھی کسی فرقہ میں شامل ہیں یا نہیں مگر جواب ندارد۔ میں اپنے سوالات کا جواب چاہتا ہوں۔ اور کچھ نہیں اسی بنا پر اب میں پھر سوال کرتا ہوں۔

آج بحمدہ بخوبی ثابت کرونگا کہ ان کا اجماع و تواتر ہمیشہ زیادتی اور ظلم پر رہا ہے لیکن میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں اور مجھے یہ بتایئے کہ حسبِ حدیث رسول میرا فرقہ تہتر میں سے ہے یا نہیں اور میں ختم کرتا ہوں۔

(اس موقع پر مولانا ممدوح اپنا معینہ وقت کا بڑا حصہ چھوڑ کر بیٹھ گئے)

مولوی عبد الشکور صاحب

آپنے تین باتیں فرمائی ہیں اول تو حیرت انگیز یہ ہے کہ ہم سے جو روایات کا مطالبہ ہے ان کا تواتر پیش نہیں کیا۔ میں نے زیادتی کا دعوی نہیں کیا۔ میں نے فصل الخطاب کی روایت دکھائی۔ پڑھنے کا انکار ہے فصل الخطاب صفحہ ۳ (یہاں فصل الخطاب کی عبارت پڑھی) جسکا مطلب یہ بیان کیا کہ اصحاب امامیہ نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ یہ روایات صحیح ہیں جو متواتر ہیں۔ جو دلالت

کرتی ہین قرآن کے محرف ہونے پر - اور آج فاضل مخاطب فرماتے ہین
کہ بالتصریح دعویٰ تواتر کیا جاتا ہے - دوسرے یہ کہ فاضل صاحب تقیہ
کی بلا محل بحث پر اعتراض کرتے ہین مگر آپ کو یہ خیال نہین رہا - میرا یہ مطلب
تھا کہ اپنے بزرگان کو جھوٹا ماننا اور موافق اپنے مذہب کے پیغمبرون کو بھی جھوٹا
مانا ہے - مین پھر اپنے بحث پر آتا ہون -
تیسری بات یہ ہے کہ شیعون کا شمار فرقہ اسلام مین ہے یا نہین -
اس کا جواب یہ ہے کہ مجھسے پوچھنے کی بات نہین خود اپنی کتابون سے ملاحظہ
فرمائیے مین کل بھی عرض کر چکا ہون مجھ سے اسکی تشریح کیون چاہی جاتی ہے
ہان بیشک قرآن شریف کے ایک حرف مین بھی شک کرنیوالا بیشک خارج
از اسلام ہے -
چوتھی بات یہ فرماتے ہین کہ کل کمی کا مین نے کچھ اقرار نہین کیا - بار بار آپنے
یہ فرمایا کہ کمی ہوئی کمی ہوئی - آپ نے یہ فرمایا تھا کہ ایک سورت بھی قرآن اور
ایک پارہ بھی قرآن - اور خرابی ترتیب کے متعلق آپنے علامہ سیوطی کی عبارت
بھی پڑھی تھی - اسپر مین نے روایت دکھائی تو آپ نے فرمایا کہ مین نے اپنی
طرف سے کہا تھا - آپ نے دو بدیہی باتون سے انکار کیا ہے -

مولوی سید سبط حسن صاحب

مین نے جو کچھ کل کہا تھا اس سے ہرگز انکار نہین ہے انشاء اللہ آج بھی
کہونگا کہ ترتیب ہمارے اور آپ کے دونون کے نزدیک بدلی ہوئی ہے
اور یہ بھی دریافت کرونگا کہ زمانۂ رسول مین ترتیب کیونکر ہوئی - لیکن کمی کی
روایات بھی مشترک ہین تاہم یہ بات بین الفریقین ختم ہوئی - اور اگر شمار کیجے

تو آپ کے یہان دُگنی روایات موجود ہین - مین ابھی انھین پیش کرنے کو تیار ہون لیکن اسوقت یہ دریافت کرونگا کہ مومن اور مشرک کون ہے - ہم کفر کے خلعت کے پہننے کو تیار ہین آپ پہنا دیجئے تو سہی - شرم نہ کیجئے - سامنے آئیے - صاف صاف فرمائیے اسلام اور کفر دو نقیضین ہین - ہم کو بتلایا جائے کہ ہم مسلم ہین یا نہین اور اگر آپ دونون نہین جانتے تو آپ یہ بھی نہین جانتے کہ ہمارا ایمان قرآن پر نہین ہے - اگر آپ یہ سمجھتے ہین کہ ہم اسلام مین نہین ہین تو ہم کو حتماً بتلائیے اور ہمارا کوئی نام تجویز کر دین تو ہم اُس نام کو سُنکر اُس کے بموجب احتجاج کرین -

مولوی عبد الشکور صاحب

جناب صدر صاحب اجازت دین تو تکرار عبث کی بابت عرض کرون - مدعی اور مدعا علیہ دونون دلائل پیش کرتے ہین - قرآن بجائے دین کے کفر کے ستون قایم کرنے لگا - یہ دکھایا گیا - تحریف متواتر اور عقائد کی فہرست سنائی گئی - حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے قول جن کو غائب ہوئے بارہ سو برس سے زیادہ ہوئے دکھائے گئے - اب سب حجتون کے بعد آپ دریافت کرتے ہین کہ ہم کافر ہین یا نہین ہین تو کہہ چکا کہ جو قرآن مین ایک حرف کا بلکہ اعراب کا بھی شک کرے - تبدیل الفاظ یا ترتیب جو شخص ان مین سے ایک کا بھی عقیدہ رکھے وہ خارج از اسلام خارج از اسلام ہے - کیون کہلواتے ہین تہذیباً ہم نہین کہینگے

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

جناب نے یہ کہا کہ ہم تہذیباً نہین کہہ سکتے مگر مطلب تو صاف معلوم ہو گیا کہ ہم مسلمان نہین ہین (کافر ہین) ہم جانتے تھے کہ مناظرہ بین المسلمین ہے مگر اب

معلوم ہوا کہ بین المسلمین والکفار ہے۔

یہان شرح مواقف کی عبارت پڑھی گئی جسکا ترجمہ یہ ہے

دوسرا فرقہ فرقہاے اسلامیہ مین سے شیعہ ہے اور یہ شیعہ اس لئے کہلاتے ہیں کہ انہون نے بعد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا اتباع کیا اور اُن کو رسول خدا کا خلیفہ تسلیم کیا بروئے نص خواہ وہ نص جلی ہو یا خفی اور یہ بھی اعتقاد کیا کہ امامت انکی اولاد سے کبھی خارج نہین ہو سکتی (یہ کتاب اہل سنت کی عقائد کی مسلم کتاب ہے جس کے مصنف علامہ سید شریف جرجانی ہین جو نوین صدی مین بڑے پایہ کے عالم اور محقق اہل سنت مین گذرے ہین)

کتاب ہذا کتاب عقائد مین ہے اور اس کے مصنف بڑے جلیل القدر عالم اور محقق ہین۔

اس کے بعد (ملل ونحل عبد الکریم شہرستانی کی عبارت پڑھکر سنائی جسکا ترجمہ قریب قریب اُنھین مطالب پر حاوی تھا جو شرح مواقف کے ترجمہ مین بیان ہو چکا ہے)

پھر فرمایا کہ حضرات اہل سنت کے اُن جلیل القدر فضلاے نے جو فضیلت کے گل سرسبز کہلانے کے مستحق ہین ہمارے فرقہ کو مسلمانون مین شمار کیا ہے اور ایک آپ ہین کہ محض اپنی ذاتی راے اور معمولی روایات کی بنا پر ہم کو دائرہ اسلام و ایمان سے خارج کر رہے ہین۔ اگر ہمارا کفر یا عدم ایمان قرآن کی ساتھ واضح ہوتا تو یہ علماء و فحول مجتہدین ہم کو اسلام مین شامل نہ کرتے جب ہمکو اُنہون نے فرق اسلام مین شامل کر لیا تو معلوم ہو گیا کہ اُن کو ہمارے ایمان بالقرآن مین کوئی شک نہ تہا۔ بلکہ اُن کے نزدیک ہمارے امور اسلامیہ مسلم تھے۔

آج آپ ہم کو تہذیباً کافر نہیں کہتے آپ کے بزرگ جن کے آپ پیرو ہیں وہ خود ہم کو اسلام میں شمار کر گئے آپ کوئی تحریر ایسی پیش کیجئے جس کی رو سے اپنے اُن علماء کے اقوال کو رد کیجئے اور ہمارے متعلق ثابت کیجئے کہ ہم مسلم نہیں ہیں - ورنہ ہمارا ایمان بالقرآن حتماً ثابت - ثابت ثابت - ثابت - اور آپ کے علماء کے قول سے ثابت ہے جیسے اوپر آپ ہرگز ہرگز قائل نہیں

مولوی عبدالشکور صاحب

رات کے غور کے بعد آج بہت باتیں پیش کی ہیں -

مناظرہ میں یہ بڑی بات ہے کہ مناظر کو موضوع سے کھینچ لے جائے اب یہ بحث چلی کہ فلاں نے ہمیں کیوں مسلمان سمجھا ہے ہرگز دوسری طرف نہ جائے - مختصر یہ ہے کہ آپ نے تمام راویانِ قرآن کو بے ایمان کر دیں کی کوئی خبر پڑھ کر نہ رکھی - پھر آپ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا ایمان قرآن پر ہے جو روایتیں ہم پیش کر چکے ہیں اُنھیں پر شیعوں کا عقیدہ ہے - آپ نے شرح مواقف کی عبارت جسکو آپ کارِ عظیم سمجھتے ہیں - میں عرض کرتا ہوں کہ آپ بڑی قابلیت رکھتے ہیں اس میں یہ دکھایا ہے کہ شیعہ جو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور انکی اولاد کی خلافت کے قائل ہیں وہ مسلمان ہیں کبھی آپنے یہ نہ دکھایا کہ جو تحریف قرآن مجید کے قائل ہیں وہ بھی مسلمان ہیں - یہ آپ کیا فرماتے ہیں شہادت ایسی ہو کہ مدعی سست گواہ چست - وجہ اس کہنے کی کیا ہے فتح عظیم کو ملاحظہ فرمایئے (ایک شعر پڑھا) آپ کے یہاں مذہب کو چھپانا آپ کا فرض ہے - جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اصول کافی میں روایت ہے یہاں امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث پڑھ کر سنائی اور اسکا ترجمہ کیا - اُن کو صرف یہ معلوم تھا

جنہوں نے بعد جناب رسولخدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پیروی کی اور اُن کو خلیفۂ برحق سمجھا خواہ نص جلی کے ذریعہ سے یا نص خفی کے سبب سے اور یہ بھی اعتقاد کیا کہ امامت اُنکی اولاد سے کبھی باہر نہ جائیگی۔ ملل ونحل صفحہ ۹ مطبوعہ مطبع ملک مصر پیش کرنا چاہا مگر فریق ثانی نے اجازت نہیں دی۔ بلکہ یہ کہا کہ تمہارے عقائد کی ان کو خبر نہ تھی۔ آپ مولوی سبط حسن صاحب قبلہ نے یہ فرمایا) چونکہ ہمارے ایمان میں گفتگو ہو رہی ہے کل بھی اُسکو ٹالدیا گیا۔ اور اُسکی وجہ سے کل سے آج تک آپکو اور وقت مل گیا۔ لیکن آج بھی آپ کسی طرح باقاعدہ بات نہیں کرتے۔ اپنے علماء اور محققین کو جھٹلا رہے ہیں۔ اُن کو ناواقف بتلا رہے ہیں اُن کو ہمارے ضروریات اسلام کے معتقد ہونیکی تو خبر ضرور تھی مگر یہ خبر نہ تھی کہ آگے چلکر آپ اُن کے جھٹلانے والے پیدا ہو جائینگے ہمارے فاضل شیخ ابوجعفر طبرسی چھٹی صدی میں پیدا ہوئے ہیں اور علامہ سید شریف جرجانی مصنف شرح مواقف نویں صدی ہجری میں دونوں ایک ہی ملک کے رہنے والے ہوئے ہیں۔ ہمارے محقق جب انکے پہلے پیدا ہوئے ہیں تو علامہ ان کی تصانیف سے بیخبر رہیں تو یہ ہمارے ذی فہم مخاطب ہی کی سمجھ میں آنے کے لائق ہے۔ دنیا کا دوسرا کوئی عقلمند اسے باور نہیں کر سکتا۔ ایک بات یہ ہے کہ آپ بار بار تقیہ اور بدا پر پہنچتے ہیں میں مہلت دیچکا ہوں کہ میں ثابت کروں آپ کے علماء وغیرہ جب قرآن مجید سامنے آتا ہے تو چلانے لگے شکایت شیعہ پیش کرتے ہیں۔ اُن کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم اُن کو اچھا نہ مانوگے تو ہم تمکو یہ کہینگے کہ تم اسپر ایمان نہیں رکھتے اگر اس میں کوئی بات نہ ہوتی تو کیوں جلایا جاتا۔ خیر میں اس بحث پر آنا ہی نہیں چاہتا۔ یہ جو جناب نے فرمایا کہ ہمارے ایک عالم سے غلطی ہوگئی ہم اُس سے انکار کرتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں

کہ کوئی آپ ایسی تحریر دکہلائیے کہ جو قائل تحریف ہیں وہ اسلام میں داخل نہیں
وہ خارج از اسلام ہیں تو میں آج مذہب چھوڑ دوں مگر وہ نہیں دکہا سکے
اس سے معلوم ہوا کہ آج تک کسی نے یہ تحریر نہیں کیا کہ جو لوگ وقوع تحریف کے
قائل ہیں وہ خارج از اسلام ہیں۔ نقل قول کفر کفر نہ باشد تحریر ہوتا ہے اور خود اعتقاداً اور حتماً

مولوی عبد الشکور صاحب

حاضرین بحث چھوٹا۔ نام بھی نہ آیا بحث بھی بدل گیا۔ اجتہاد کی تعریف اور
یہ اور وہ بحث ہو ہی چکی عرض کرتا ہوں کہ آپ کے مذہب کا سنگ بنیاد یہ
ہے کہ حضرات شیعہ یہ بتاویں کہ شیعہ ہونے کے بعد وہ مسلمان رہینگے۔ میں
معتقدین کے سامنے آج بیان کرتا ہوں کہ اگر آپ ایمان بالقرآن دکہلا دیں
تو میں آج ہی شیعہ ہوتا ہوں۔ باللہ العظیم آپنے یہ فرمایا کہ عالم سے غلطی ہو گئی ہوگی
یہ بالکل غلط ہے اگر کوئی شخص نماز کی ممانعت قرآن مجید کی اس آیت سے
ثابت کرے کہ لا تقربوا الصلوٰۃ (نماز یا مسجد کے قریب مت جاؤ) تو کوئی واقف کار

وہ یہ کہہ دیگا وہ یہ کہیگا کہ آگے کی آیت بھی تو پڑھو وانتم سکاریٰ۔
(جبکہ تم نشہ کی حالت میں ہو) شرط کو اڑا کر جزو پر کیوں انحصار کرتے ہو۔
اگر آپ دکہا دیں ایک بھی عالم کا قول کہ باوجود ان تحریف کی روایات کے
وہ قرآن میں کمی و بیشی کا قائل ہوا ہے تو میں تسلیم کرونگا۔ اب زیادہ کچھ کہنا
نہیں چاہتا۔ آپ جیسے ذی فہم اور ذی علم آدمی کے سامنے زیادہ نہیں عرض
کر سکتا۔ آپنے میری تقریر کی شناخت کی میری شناخت کا ارادہ نہ کیجئے کہ
آپ فرماتے ہیں کہ خروج اسلام کسی کتاب میں دکہاؤ۔ میں کتاب میں
دکہلا دونگا کہ اگر ایک حرف کی کمی بیشی کا قائل ایک اعراب کا بھی تغیر و تبدل کا بھی

کوئی شخص قائل ہو جائے تو وہ خارج اسلام ہے آپ کی یہ خواہش پوری
نہیں ہوسکتی کہ آپ بحث سے ہٹیں یہ بحث نہیں چھوڑونگا۔ آپنے وہ
مذہب اختیار کیا ہے جس مین تقیہ واجب و لازم ہے آپ کے ہم مذہب
ہمیشہ سُنّی بن بن کر ہمارے یہان گھستے رہے بہت سے لوگون نے شاگردی
کرکے سُنّی استادون سے پڑھا۔ قاضی نور اللہ شوستری صاحب نے
جہانگیر بادشاہ کے دربار مین سُنّی بنکر قاضی القضاۃ کا عہدہ حاصل کیا سُنّی
بنکر فیصلہ دیتے رہے۔ اس سے پہلے مدرسہ مین ملازمت کی۔ شرح مواقف
وغیرہ سے اپنے اسلام کا ثبوت پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ برٹش گورنمنٹ
کے مردم شماری کے رجسٹر سے جو ہر سال نہین ۔بھولگیا ہر دسوین سال ہوتی رہتی
ہے۔ اس مین ضرور ہے کہ آپ کو مسلمانون مین لکھا جاتا ہوگا وہ کیون نہین
پیش کرتے۔ ان باتون سے کیا نتیجہ اصل بات کا جواب دیجئے۔ آپ فرماتے ہین
کہ قرآن جلایا ان ہی باتون نے روز بد دکھایا ہے۔ اگر صحابی کرام کیساتھ
آپ کو سوء ظن نہ ہوتا تو یہ بات پیش نہ آتی ان حضرات کی کرامت ہے کہ ان کا
منکر فرقہ اسلام مین نہین رہ سکتا۔ آپ اگر ثابت کردین کہ قرآن چھوڑکر دائرہ
اسلام مین رہین تو مین آج ہی آپ کی طرف آتا ہون (ایک شعر پڑھا جسکا
آخری مصرعہ یہ تھا ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست) مین نہین چاہتا کہ اس مسئلہ
کو چھیڑون کہ معتقد تحریف خارج از اسلام ہے۔ شرح مسلم الثبوت مین علامہ
بحر العلوم فرنگی محلی نے (جسکو سلطان العلماء نے ترجمہ کیا) جو قرآن کی تحریف کا قائل ہوگیا
وہ کافر ہے (اس موقع پر اُن سے کتاب کے دکھانے کا مطالبہ کیا گیا۔ وہ
کتاب اُنہون نے بھیجدی جس سے اُن کی منقولہ عبارت کو بھی نقل کیا گیا اور
اُن سے اوپر کی عبارت بھی نقل سنائی گئی جسے جناب مولوی سید سبط حسن

صاحب قبلہ اپنی آئندہ کی تقریر میں کام میں لائے اُن کا پورا ترجمہ بھی کیا اور شرح بھی کر کے مولوی عبدالشکور صاحب کی نیک نیتی پر کافی روشنی ڈالی۔

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

جو میں نے چاہا تھا وہ بات بحمدہ آگئی مخاطب نے ابھی ابھی بیان کیا کہ ہم ہٹنا چاہتے ہیں۔ میں ہرگز نہ ہٹوں گا اور نہ ہٹنے دونگا اور جواب لیکر چھوڑونگا اور خود بھی ہر ہر بات کا جواب تفصیل سے عرض کروں گا مگر جناب صدر صاحب اور حضار جلسہ انصاف سے ملاحظہ فرمائیں کہ سوال یہ ہے کہ "شیعوں کا ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے" اور میرا بھی یہی سوال ہے کہ "آپ شیعوں کو اسلام میں شامل کرتے ہیں یا نہیں"۔ یہ وہی مقام ہے کہ جہاں مجھے ہونا چاہئے۔ میں اپنی جگہ سے ذرا نہیں ہٹا ہوں۔ آج بھی میں نے وُہی سوال کیا۔ آپنے جواب دیا کہ ہم کافر ہیں۔ ہم سے کہا جاتا ہے کہ اسلام میں شامل ہونیکی کیوں خواہش کیجاتی ہے فرقۂ نصاریٰ میں شامل ہونے کی خواہش کی ہوتی۔ تمام راویان دین و ایمان کو مجروح قرار دیا۔ کاذب قرار دیا۔ وہ روایت جس کے متعلق بحث کی ہے پوری نہیں بیان کی۔ ہم سے سُنئے۔ اُس میں تحریف کا لفظ کہیں نہیں ہے اُس میں یہی لفظ ہے کہ "زیادتی کا قائل کافر ہے" یہ تو ہم کل سے کہہ رہے ہیں۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

قال شیخنا الصدوق رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویہ القمی طیب اللہ ثراہ فی اعتقاداتہ اعتقادنا ان القرآن الذی انزلہ اللہ علی نبیہ ھو ما بین الدفتین وما فی ایدی الناس لیس باکثر من ذلک قال ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک فھو کاذب وقال شیخ

الطائفہ محمد بن الحسن الطوسی فی تبیانہ واما الکلام فی زیادتہ ونقصانہ فمما لا یلیق بہ لان الزیادۃ فیہ مجمع علی بطلانہ والنقصان منہ فالظاہر ایضاً من مذہب المسلمین خلافہ وہو الالیق بالصحیح من مذہبنا وہو الذی نصرہ المرتضیٰ وہو الظاہر فی الروایات غیر انہ رویت روایات کثیرۃ من جہۃ الخاصۃ والعامۃ بنقصان کثیر من آی القرآن ونقل شیٔ منہ من موضع الی موضع طریقہا الاحاد التی لا توجب علماً فالاولی الاعراض عنہا وترک التشاغل بہا۔

ترجمہ

ہمارے بزرگ سردار محدثین شیخ صدوق محمد بن علی بن بابوی القمی طیب اللہ ثراہ نے اپنی کتاب اعتقادات میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہمارا (یعنی کل فرقہ شیعہ کا) اعتقاد یہ ہے کہ وہ قرآن جسکو اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل فرمایا تہا وہ یہی ہے جو دو دفتیوں کے مابین ہے اور جو آدمیوں کے ہاتہہ میں موجود ہے اس سے کچھ بھی زیادہ نہیں ہے یہ بھی ارشاد فرمایا اور جو شخص ہماری طرف نسبت دے کہ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ وہ اس سے زیادہ ہے تو وہ شخص یقیناً جھوٹا ہے اور حضرت شیخ الطائفہ محمد ابن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر تبیان میں فرمایا کہ قرآن مجید کی بیشی اور کمی میں کلام کرنا ایسی بات ہے جو ہرگز قرآن مجید کے لایق نہیں اس لئے کہ اس میں بیشی تو ایسی چیز ہے جس کے باطل ہونے پر ہماری تمام علماء کا اجماع ہے (یعنی تمام علماء شیعہ اس امر کے قائل ہیں کہ کلام خدا میں بیشی ہو ہی نہیں سکتی) اب رہا اس میں سے کم ہو جانا تو اس کا بھی خلاف

واقع ہونا کل مسلمانوں کے مذہب سے ظاہر ہے اور یہی بات ہمارے مذہب
کے بھی صحیح ہونے کی زیادہ قابلیت رکھتی ہے اور یہی وہ مذہب ہے جسکی
تائید جناب سید مرتضیٰ علیہم اللہ نے فرمائی ہے اور یہی امر ہماری کل روایتوں
سے بھی ظاہر و ثابت ہے البتہ یہ بات بھی ہے کہ خواص و عوام کی طرف سے
بہت سی روایتیں ایسی بھی مروی ہوئی ہیں جنسے قرآن مجید کی بہت سی
آیتوں کا کم ہو جانا اور اُن میں سے بعض کا ایک جگہ سے دوسری جگہ
منتقل ہونا پایا جاتا ہے مگر اُن سب کے طریقہ احاد ہیں جنسے قابل یقین علم
حاصل نہیں ہوتا پس ایسی روایتوں سے روگردانی کرنا اور اُن میں مشغول
ہونے کو چھوڑ دینا سب سے بہتر ہے۔
ابتو آپ نے غور سے سُنا اور دیکھا کہ ہمارا اتنا بڑا عالم جو جناب صاحب
الامر علیہ السلام کی دعا سے پیدا ہوا تھا یعنی اُن کے والد نے جن کے یہاں
اولاد نہ ہوتی تھی نائب ظاہر کی معرفت حجۃ العصر صاحب الامر عجل اللہ ظہورہٗ
کی حضور میں دعا کی خواہش کی تھی اور جواب یہ پایا تھا کہ اِنَّا دَعَالَہٗ
(حضرت نے آپکے لئے دعا فرمادی) اِس دعا کے اثر سے خدائے تعالیٰ
نے اُن کے والد کو دو بیٹے عطا فرمائے یہ اسپر فخر کیا کرتے تھے کہ میں حضرت
حجت کی دعا کا نتیجہ ہوں مذہب شیعہ کی چار مشہور حدیث کی کتابوں میں
سے دو اسی جلیل القدر بزرگوار کی تصنیف فرمائی ہوئی ہیں۔ وہ اپنا ذاتی اعتقاد
ظاہر نہیں فرماتے یعنی یوں نہیں کہتے اعتقادی (میرا اعتقاد) بلکہ ارشاد فرماتے
ہیں کہ اعتقادنا (یعنی ہمارا اعتقاد) یہ ضمیر متکلم مع الغیر ہے جو کل فرقہ شیعہ
کو شامل کرتی ہے۔ وہ صاف فرما رہے ہیں کہ وہ قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ
نے اپنے نبی (محمد مصطفیٰ) پر نازل فرمایا تھا وہ یہی ہے کہ جو دو دفتیوں کے مابین ہے

اور جو لوگون کے ہاتھ مین اسوقت موجود ہے۔ اس سے کچھ بھی زیادہ نہین
یہ بھی علی الاعلان ارشاد فرما رہے ہین کہ جو شخص ہماری طرف اس بات کو
نسبت دیتا ہے کہ ہم اس سے زیادہ کے قائل ہین وہ پکا جھوٹا ہے۔ اسی
طرح شیخ ابو جعفر طوسیؒ اپنی تفسیر تبیان مین جو کچھ اس بارہ مین فرماتے ہین
مین آپ کو سُنا چکا ایک اور ہمارے مذہب کے رُکن رکین عالم حضرت
سید علی مرتضیٰ علم الہدیٰ کا مذہب بھی اس بارہ مین آپ کو معلوم ہو گیا
پس باوجود ان اٹل شہادتون کے آپ کا اسبات پر اڑے رہنا
کہ شیعون کا ایمان قرآن پر نہین ہو سکتا۔ ایسا مہمل دعویٰ ہے کہ ہر
ناواقف سے ناواقف بھی عام طور پر سمجھ لیگا آپ کے بحر العلوم کو جس
بات پر غصہ آتا ہے وہ لفظ تقصیر صحابہ ہے مگر آپ نے ان کے الفاظ کو
بھی کاٹ تراشش کر پڑھا وہ صاف فرما رہے ہین اگر ان لوگون کا یہ
عقیدہ ہو کہ قرانِ مجید اس موجودہ لکھے ہوئے سے کچھ زیادہ تھا اور
وہ تقصیر صحابہ سے جاتا رہا تو وہ کافر ہین بحمد اللہ فرقہ شیعہ مین سے
کوئی شخص اس بات کا قائل نہین کہ اِس قرآنِ مجید سے کچھ بھی زیادہ
تھا بلکہ آپ کی اس کتاب سے ہمارے ایمان کی تائید مزید نکل آئی
فالحمد اللہ علی احسانہٖ اسی مین ملاحظہ فرمائیے یہ حدیث مرقوم ہے
کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہمارے
قبلہ کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے مین تم کو اس بات
سے منع کرتا ہون کہ اُسکو کافر نہ کہو۔ بحر العلوم اس حدیث کو نقل کرکے
لکھتے ہین کہ روافض اہلِ قبلہ ضرور ہین لہذا ہم ان کی تکفیر نہین کر سکتے
بہرحال اس کتاب مین بھی وہ نہ نکلا جو مین نے کہا تہا کہ جو شخص تحریف کا

قائل ہو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ جب تک آپ اپنے کسی معتبر عالم کی تحریر سے یہ بات نہ دکھائینگے آپ سے برابر مواخذہ کیا جائیگا۔ بحمد اللہ کُل کتابیں اور حدیثیں ہمارے ایمان بالقرآن کی شاہد ہیں اور بفضلہ ہم ایمان پر ہیں۔ جب آپ اپنے کسی معتبر عالم کی یہ تحریر پیش کرینگے کہ تحریف کا قائل دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہے تو آپکی خیر نہیں ہم کیا کیا ثابت کر دکھائینگے اور انشاء اللہ کوئی بات اُٹھا نہ رکھیں گے۔

مولوی عبد الشکور صاحب

حاضرین مجمع دیکھ رہے ہیں کہ دو تقریریں ہوئیں مگر ابھی تک اصل بحث پر نہیں آئے بحر العلوم کے غصہ کی وجہ یہ چل پڑے شارح مواقف کو شیعوں کی کتابوں کا علم نہ ہوا ہوگا بحر العلوم چونکہ لکھنؤ میں رہتے تھے جو شیعوں کا مرکز ہے اُن کو تفسیر مجمع البیان مل گئی شیعہ علی العموم اپنی کتابوں کو چھپاتے ہیں شیخ صدوق نے دعویٰ کیا ہے کہ اجماع اس میں ہے کہ زیادتی نہیں ہوئی اور صاحب احتجاج کی روایت میں پہلے بیان کر چکا ہوں اب اس بات کا فیصلہ کون کرے کہ یہ سچی ہے یا وہ۔ میں نے دین نصاریٰ میں داخل ہونے کو نہیں کہا میں نے مردم شماری کے رجسٹر کی بابتہ کہا تھا کہ آپ اپنے مسلم ہونے کے ثبوت میں بجائے اور کتابیں پیش کرنے کے عدالت سے رجسٹر مردم شماری کی نقل حاصل کر کے پیش کر دیجئے پھر عرض کرتا ہوں کہ بحث پر آئیے بار بار عرض کرتا ہوں دو تقریریں ہو چکیں اب تیسری مرتبہ پھر عرض کرتا ہوں آپنے تمام راویان قرآن کو جھوٹا مانا تحریف قرآن کی روایات کمی و زیادتی کی شہادتیں موجود۔ بحر العلوم کی طرف الا تقلید کے

کفر کے متعلق توجہ فرمائی۔ ورنہ اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ دوسری باتیں پیش ہوتی ہیں اب جو تقریر ہو گی تو میں دوسری بات نہ کرونگا (یہاں ایک آیت قرآن پڑھی) ان تمام وجوہ کے ہوتے ہوئے ہم کوئی وجہ کافر نہ ہونے کی نہیں پاتے ایسی وجوہ دیکھتے ہوئے آپ کا ایمان کیسے ثابت ہو سکتا ہے

مولوی سیّد سبط حسن صاحب قبلہ

مخاطب نے جو کچھ بیان فرمایا وہ بجا ہے جو میں نے استدلال کیا وہ ایمان پر ہے اب آپ فرماتے ہیں کہ اب میں تقریر نہ کرونگا اس سے آپ ہم کو تسلیم کر چکے کہ ہم مسلمان با ایمان ہیں اور فضیلت وہی ہے جس پر دشمن گواہی دے نصاریٰ کی سے تو دینی افتراق ہے اُن سے میل کیونکر ہو سکتا ہے فرقۂ اہلسنت نے ہم کو فرقۂ اسلام میں شمار کیا ہم شکر کرتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر ذرہ برابر بھی وہم ہوتا کہ اگر قرآن پر ایمان نہ ہوتا تو ہم کافر ہوتے بحمدہ ہم اُن کے نزدیک مومن ہیں آپ کا شک کوئی چیز نہیں ہے جب طے ہوا کہ ہم مومن ہیں اور آپ ہماری شہادت رد نہ کر سکے لہذا ہم مومن ہیں اور ہمارے مومن ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا۔ جو زبان سے اقرار کرے اور قلب سے تصدیق کرے وہی شخص مومن ہے (شرح عقائد النسفی صفحہ ٦٤ کی عبارت پڑھی) جسکا ترجمہ یہ ہے جو شخص اپنے دل میں ضروریات دینی کی تصدیق پاتا ہوا اور اُس تصدیق کی بموجب اقرار کرتا ہو تو وہ مومن ہے لہذا اس تصریح کے ذریعہ سے میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میں اپنے دل میں تصدیق قرآن کرتا ہوں اس لئے مجھے منزا وار ہے کہ میں کلمہ کو جاری کردں کہ برحق مومن ہوں اور یہی اعتقاد میرا سارا فرقہ رکھتا ہے

وہ سب بھی مومن ہیں ۔ میں یہ کہیں نہیں پاتا کہ وہ شخص جو تحریف کا قائل ہو
مومن نہیں ہے اور جامعین قرآن کی عزت نہ کرے وہ مومن نہیں ہے ۔
(یہاں شرح عقائد نسفی صفحہ ۹۴ سے عبارت پڑھی) جسوقت ہمیں کہ جسمیں
تصدیق قلبی اور اقرار زبانی پایا جائے وہ سزاوار ہے کہ مومن کہا جائے
بشر کے امکان سے باہر ہے کہ وہ قدح کرے میں تصدیق قلب سے پاتا ہوں
جب کتب اہلسنت سے (یہاں ایک آیت کلام مجید پڑھی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ
بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَ
كُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۔ ترجمہ رسول بھی اُسپر ایمان لائے جو اُن کے پروردگار
کے پاس سے اُن کی طرف نازل کیا گیا اور مومنین بھی (اُسپر ایمان لائے)
ہرایک اللہ پر بھی ایمان لایا اور اس کے فرشتوں پر بھی اور اُس کی
کتابوں پر بھی اور اُس کے رسولوں پر بھی ۔ اسکی کتابوں میں قرآن مجید بھی
داخل ہے اور حسب شہادت خدا ئے تعالیٰ جیسے رسول اُسپر ایمان لایا
ویسے ہی مومن بھی ایمان لائے ہیں لہذا بشہادت دشمن و تائید اہلسنت
وغیرہ میں نے ثابت کر دیا کہ ہم مومن ہیں اس کے بعد ماہر مخاطب سے
عبارت جو سُنائی اس میں ذھب بعض اصحابنا ہے اس سے
اُن کا مطلب صاحب مجمع البیان سے ہے حالانکہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ
کی نسبت صاحب فصل الخطاب کا سوء ظن بیان کیا گیا ہے نہ وہ محمد
یعقوب کلینی کے درجے کے ہیں نہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے مرتبہ کے ۔ وہ
ایک فرد متاخرین میں سے ہیں جنکو اُن بزرگان دین سے جو رکن مذہب
شیعہ ہیں ۔ کوئی نسبت نہیں ہو سکتی سوائے اُس کے جیسے ایک چھوٹا
سا بچہ کسی جلیل القدر بزرگ کے سامنے ہو یہ صدوق علیہ الرحمۃ کے

مقابل ایک مجہول شخص ہے اُن کی شان میں صاحب الامر علیہ السلام کی دعا سے پیدا ہونا اُن کے فخر کے لیے کافی ہے اُن کے مقابلہ میں جناب فصل الخطاب کیا چیز ہو سکتا ہے انکی وجاہت ایسی ہے کہ میں اُن کا نام لیتے ہوئے تھرّاتا ہوں - میں شیخ صدوق کے سامنے صاحب فصل الخطاب کو کیا چیز سمجھتا ہوں -

مولوی عبد الشکور صاحب

میں نے کل فصل الخطاب پیش کی تھی آج فرماتے ہیں کہ مجھے وہ کتاب معلوم بھی نہیں کہ کہاں چھپی - وہ مجہول شخص ہے کل صاحب صافی کے لئے فرمایا تھا کہ وہ اخباری ہیں آج فرماتے ہیں کہ فصل الخطاب میں نے دیکھی بھی نہیں - اگر آپنے اس کتاب کو نہیں دیکھا تو یہاں کیوں تکلیف فرمائی - سید ناصر حسین قبلہ کو لائے ہوتے جنکو ہز آنر سرجان ہیوٹ نے ہیرو مد مقابل بنایا تھا - صاحب فصل الخطاب کچھ نہی مجہول سہی کیا صاحب احتجاج اور محمد ابن یعقوب کلینی بھی مجہول ہوگئے یا تو مذہب شیعہ کو چھوڑ دیجئے یا تحریف کے عقیدہ کو چھوڑئے تمام کتب کو ایسے ہی کہلوا چھوڑونگا آپ فرماتے ہیں کہ میرے قلب میں تصدیق ہے میں اٰمنت بہٖ حقا کہوں گا ایسا آپ کہئے بحث تو یہ ہے کہ ثابت کیجئے - جبتک احتمال تقیہ کا نہ اٹھا دیجئے منہ سے کہنا سند نہیں منہ سے ایسی باتیں کردیتے ہیں جو دل میں نہیں ہیں یہاں آیت پڑھی یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم ط آپ تو اپنے مذہب کی وجہ سے ایسا کہتے ہیں - ان بحثوں کو چھوڑئے اور اصل پر تشریف لائیے کل عرض کیا تھا آج بھی عرض کرتا ہوں کہ مذہب شیعہ کا ایمان

قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے اور میرا یہ سوال اور کسی کلمہ گو کا اسلام سے سوائے مذہب شیعہ نہیں ہو سکتا ان تینون وجوہ کا جواب دیجئے۔

شرح مواقف اگر آپ پیش کرین تو اپنی کتب بھی اُس کیساتھ پیش کیجئے اور ثابت کیجئے آپ کسی کا احسان مین آپ کیا کرتے ہیں یہان ایک شعر ہے جسکا دوسرا مصرعہ یہ ہے "تو ہے کیجئے گبر مجھے گبر مسلمان مجھکو" آپ کی کتابین خارج از اسلام ثابت کرتی ہیں اور آپ الزام دیتے ہیں شارح مواقف پر یہ باتین آپ کے کیا مفید ہین ہین اس سے عاجز نہین - آپ بار بار نہ کہئیے مین وہی کہونگا - حاضرین نے سمجھا آپ نے بھی خود محسوس کیا ہوگا یاد رکھیے کہ ہم اسوقت کتاب مجید کی تائید مین کھڑے ہیں آپ ہمارے مقابلہ مین نہین آئے بلکہ آپ آتے ہین قرآن کے مقابلہ کے لیئے - آپ آئے ہیں افواج الٰہیہ کے مقابلہ مین میرے سوال پر آئیے کسی کی طرف نہ جائیے - شرح مواقف اور رجسٹر گورنمنٹ پر نہ جائیے آپ کا سنگِ مذہب آج کتب ملنے پر معلوم ہوا علامۂ بحر العلوم نے لکھدیا ہے - آپ اپنے اصول مسلمہ پر بتلادین کہ کیا قرآن مجید جو آپ کے ہاتھون مین ہے اسپر آپ کا ایمان ہو سکتا ہے اور صرف آپ اقرار ہی کو فرمائے جاتے ہین - مین ختم کرتا ہون اور اُن باتونکا جواب مانگتا ہون۔

جناب مولوی مقبول احمد صاحب صدر فرقۂ شیعہ

جو سوال ہمارا مناظر کرتا ہے اُسکا جواب دینا چاہئے اُس کو ٹالنا مناسب نہین ہے۔

مولوی خلیل احمد صاحب صدر فرقۂ سُنی

حضور والا اور صدر جانتے ہین کہ سوال کرنیکا ہمارا حق ہی جواب کا حق ہے آپکا جب تک ہماری سوال کا جواب نہ دیچکین اُسوقت تک آپکو سوال کرنیکا کوئی حق نہین۔

مولوی مقبول احمد صاحب قبلہ

مین جناب صدر صاحب فرقہ سنیہ سے عرض کرتا ہون کہ مین ضمنی سوال کا جواب چاہتا ہون۔

مولوی خلیل احمد صاحب صدر

مین ضمنی نہین جانتا۔

مولوی سبط حسن صاحب

ایک فرقہ مجسمہ ہے کہ عرش پر خدا کو بیٹھا ہوا مانتا ہے کہ اُس کے بوجھ سے عرش چرچرا بولتا ہے ہم اُس سے بھی بدتر ثابت ہوئے بہرحال وہ لوگ بھی اُسی فرقہ مین داخل ہوئے۔ مخاطب صاحب کی طبیعت موزون معلوم ہوتی ہے۔ تقیہ کے متعلق بیان مین آئیگا۔ بحمدہ ہمنے تمام امور ثابت کردی جسسے ہماری مسلمان ہونے کی شہادت ہوگئی۔ اب جو کچھ بھی سوال ہوگا اُس کے متعلق الزامی جواب عرض کرونگا۔ مگر یہ کہونگا کہ ہمارے مخالف کو ہمارے اسلام مین جائے دم زدن نہین ہے۔ میری بابتہ یہ فرمایا گیا کہ مجھے صاحب فصل الخطاب اور انکی کتاب فصل الخطاب کی اطلاع نہین بھلا یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ مین نے جو کچھ صاحب فصل الخطاب کی

نسبت کہا تھا وہ صدوق علیہ الرحمہ کے مقابلہ مین کہا تھا۔ بیشک صدوق علیہ الرحمہ کے مقابلہ مین وہ ہر طرح جھوٹے ہی ثابت ہونگے۔ انہون نے فرمایا ہے یعنی شیخ صدوق علیہ الرحمتہ فرمایا ہے کہ ہمارا فرقہ قرآن کے ساتھ ہے کوئی شبہ نہین فرماتے۔ محل تقیہ پر بیانیان دی گئین اسکو ہمارے مذہب کو لوگ جانتے ہین آپ اس کم عمری مین سب کچھ جان گئے کیا اتنے اتنے بڑے بزرگ محدث سبھی ناواقف رہے۔ فخرالدین رازی اپنی تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کی جلد ۵ صفحہ ۲۶۵ مین فرماتے ہین دیہان ایک آیت معہ ترجمہ اور حدیث پڑھی۔ پھر یہ فرمایا۔ لہذا معلوم ہو گیا کہ آپ کو کسی رد کی قدرت نہین ہے۔ تمام کتب موجود ہیں اب ہم مومن ہوگئے۔ اور سوال کا کوئی فقرہ بغیر کافی جواب باقی نہین رہا۔ تمام امور متعلق سوال کے ثابت کردئے۔ علامہ قوشجی نے ہماری کتاب تجرید العقائد مصنفہ حضرت خواجہ نصیرالدین محقق طوسی علیہ الرحمہ کی شرح لکھی ہے اور اس کو اپنا مایہ ناز بیان کیا ہے۔ اس نے ہمارے عقائد کی ایک ایک جزو پر کافی غور کیا ہے۔ اسکو ہر بات کا علم ہے لہذا یہ عذر کہ آپ کے مذہب کی اطلاع نہتھی یہ بیکار ہے۔ جو کچھ اسے معلوم ہو سکا وہ ہمارے عقیدہ کا ایک ایک جزو وہ تھا جس اس نے پورا غور کرکے شرح لکھی۔ ہماری کتاب کا نام ہی یہ بتلاتا ہے کہ اسمین ایک ایک عقیدہ کو جدا جدا صاف کرکے دکہلایا گیا ہے۔

مولوی خلیل احمد صاحب صدر فرقہ سنیہ

جناب صدر صاحب مجھے دریافت کرتا ہے کہ فرائض صدر جلسہ مین سے جو دوسرا فرض ہے مین چاہتا ہون کہ آپ اسکا ملاحظہ فرمائین اور باتفاق

ذیقعدیٰ ان شرائط کی بموجب صدر مقرر فرمایا گیا ہے۔ میں جناب کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ آپ کی رائے میں تکرار عبث ہو رہا ہے یا نہیں اگر ایسا ہی ہے تو اپنا فرض ادا کیجئے اور اگر نہیں تو چلنے دیجئے۔

مولوی مقبول احمد صاحب قبلہ صدر فرقۂ شیعہ

جناب صدر صاحب۔ کل سے اس گفتگو کو آپ سماعت فرما رہے ہیں! جو تقریر ہو رہی ہے اُس سے آپنے اندازہ فرمایا ہوگا کہ ہمارا مناظر برابر ثابت کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے۔

مولوی خلیل احمد صاحب صدر فرقۂ سُنیہ

تکرار عبث اور کیا ہے بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ تم اسکو ثابت کردو کہ فرقۂ شیعہ مسلمان ہو (خطرہ کو نکالو۔ اسکا جواب یہی ہے کہ دیہیم کر یوں کہتا ہے۔ آپ اپنی کتاب دیجواب اسلام ثابت کرو جواب میں یہ کہا جاتا ہے کہ شرح مواقف وغیرہ یہ کہتی ہے کہ مسلمان ہیں۔ فلاں یہ کہتا ہے کہ مسلمان ہیں اور مجتہد مغلوبیت کو کیا معنی۔ بار بار تکرار ہو رہی ہے آپ غور فرما کر فیصلہ کیجئے۔

مولوی مقبول احمد صاحب قبلہ صدر

صدر صاحب نے جو فرمایا وہ سوال کا فقرہ نہیں ہے اُس کے متعلق توضیح فرمائی ہے۔

الف۔ خدا کے یہاں سے کتاب اُتری۔

ب - قرآن وہی کتاب ہے جو خدا کے یہاں سے آئی ہے۔
چونکہ ہمارے ایمان پر حملہ کیا گیا ہے لہذا جواب بہت باقاعدہ ہے۔ مجھے کوئی وجہ تکرار عبث کی نہیں معلوم ہوتی۔

مولوی خلیل احمد صاحب سُنّی

مناظر سنی نے اپنا مفصل سوال آپکی موجودگی میں پیش کیا اور اسکا جواب چاہا آپ کل سے ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ سوال بہت طویل تھا جواب ابھی تک نہیں دیا جاتا۔ آپ بلا رو رعایت فرمادیں کہ تکرار عبث ہورہی ہے یا نہیں۔ صاف فرمادیں۔

مولوی مقبول احمد صاحب قبلہ شیعہ

صدر صاحب نے جس سوال کی نسبت فرمایا ہے ہمارے پاس وہ تحریر نہیں پہنچا ہمارے پاس مختصر سوال بھیجا ہے جسے میں پڑھ کر سناتا ہوں (اسکے بعد سوال معہ اسکی توضیح اور (ا - ب) کے پڑھکر سنادیا۔ چنانچہ سوال کی توضیح اول کا جواب دیا گیا ہے اور دیا جارہا ہے آئندہ توضیح کا جواب ہوگا۔ تکرار عبث کی کوئی بات نہیں ہے یہ اعتراض عبث ہے آپ بلا تامل فیصلہ صادر فرمائیں۔

مولوی خلیل احمد صاحب صدر سنیہ

حضور کو اختیار ہے مجھے کچھ اور عرض کرنا نہیں ہے فیصلہ آپ ہی پر ہے۔

بابو گھمبیر سرن صاحب صدر جلسہ فریقین

میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ فریقین کیجانب سے بلا ضرورت باتیں

طول طویل ہو رہی ہیں بہت سی باتین ادہر سے بہت سی باتین اُدہر سے قابل اعتراض ہوئین بجائے اس کے کہ مین آخری جواب تصفیہ اور فیصلہ عرض کردن یہ عرض کرتا ہون کہ آئندہ تقریر مین طول نہ ہو جس سے تکرار عبث کے اعتراض کا موقع نہ ملے

مولوی مقبول احمد صاحب قبلہ

تمام حضار نے یہ فیصلہ صدر صاحب سُن لیا کہ انہون نے فیصلہ تکرار عبث صادر نہین فرمایا۔

مولوی عبدالشکور صاحب

اسوقت فریقین کو شکر گذار ہونا چاہیے کہ جناب صدر نے نہایت معقول جواب دیا۔ جب دونون طرف فضول تقریرین ہوئین تو مین کامیاب ہوتا ہون اور پھر سوال کرتا ہون اب جتنی زاید باتین ہونگی اُن مین سے کسی ایک کا بھی جواب ندونگا۔ میرا یہ سوال یہ تھا کہ حضرات شیعہ کا ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے میرے سوال کی پوری نقل کل دیجاتی تھی اور شام دی گئی مگر نلی۔ میری تقریر یہ بھی کہ یہ قیامت خیز سوال فرقہ شیعہ سے کیا کیون اُن گیا۔ دوسرے فرقہ سے کیون نہ ہوا۔ اور تین وجہ بیان کیگئین جن کے دلائل سننے کا مجھے اشتیاق تھا اُن وجوہ کے جوابات شافی کا اشتیاق ہے۔

مولانا سیّد سبط حسن صاحب قبلہ

حضرات اور جناب صدر صاحب جو کچھ مجھے عرض کرنا تھا عرض کر چکا بہرحال میرے پیش کیے ہوئے شواہد مردود ہو گئے یہ کہا جاتا کہ کسی کا جواب نہین دیا جاتا اسکا کیا جواب ہو سکتا ہے جبکہ مخالف اپنی بات پر اڑا رہے خیر پھر سُن لیجیے

کہ ہم پہر بیان کیہ نگرلاسکتے ہیں کہ قرآن مجید سب کا سب ایک ہی مرتبہ نازل ہوا تیئیس برس کی مدت مین رفتہ رفتہ اور جستہ جستہ آیا ہے اصحاب رسول مین ایسے بھی لوگ ہوئے ہین جو صرف سورہ اقرأ باسم ربك الذی خلق پر ایمان لاکرمرگئے وہ بھی مومن بالقرآن تھے بعض دو چار یا دس پانچ سورتون پر ایمان لاکر شہید ہوگئے وہ بھی مومن بالقرآن تھے بعض آٹھوین حصہ قرآن پر ایمان لاکر انتقال کرگئے بعض کو چھٹے حصہ قرآن پر ایمان لانیکا موقع ملا بعض کو پانچوین حصہ قرآن پر بعض کو چوتھے حصہ قرآن پر بعض تہائی قرآن پر بعض کو نصف قرآن پر بعض کو پوری قرآن پر جناب رسولخدا کے انتقال سے لیکر حضرت عمر کے زمانہ تک بلکہ اُس زمانہ تک کہ حضرت عثمان نے اپنا جمع کیا ہوا قرآن رائج اور مشتہر کیا تمام لوگ یقیناً مومن بالقرآن تھے مومن بالقرآن ہونے کے لئے یہ شرط کہین نہین لکھی کہ وہ عثمان کے مرتبہ اور مجموعہ قرآن پر ایمان لائی پس جب تمام شیعین مین نے بیان کین مومن بالقرآن ہونے کی تو ہم مومن بالقرآن ہونے سے کیونکر خارج ہو سکتے ہین ہمارے مخاطب تمام دلائل سنیں اور کسی ایک بات کا بھی جواب نہ دین تو اس کا ہمارے پاس علاج کیا ہے۔ اب یہ کہ جامعین قرآن پر ایمان لاؤ تو آپ کے جامعین قرآن پر ہمارے لئے ضرور نہین ہم تو گروہ اہل بیت پر ایمان لانے کے لئے اور مین جنکو جناب رسولخدا نے قرآن مجید کے ساتھ ساتھ فرمایا ہے اُن کا یہ قول ہمارے پاس موجود ہے کہ یہی قرآن قرآن ہے اسی کو سیکھو اسیکو پڑھو اسی سے احکام حاصل کرو اسی سے احکام شرعیہ مستنبط کئے ہین علماء کا قول اسی قرآن پر عمل کرنے کے متعلق معصوم کا قول ہے کہ قرآن یہی ہے اسے لیلو اسے سیکھو ہم ان احکام کی تعمیل پہ تیار ہین اور انھیں احکام پر تعمیل کرتے رہتے ہیں یہ نقص عترت طاہرہ ہے

جنکا دامن ہم نے پکڑا اور جنکے گھر قرآن مجید نازل ہوا ہماری کسی کتاب مین کوئی
ایسی نہین دکھائی جا سکتی جو اس قرآن مجید کے علاوہ کسی دوسرے قرآن مجید سے
لی گئی ہو بعض ائمہ علیہ السلام ہم جانتے ہین اور ایمان رکھتے ہین کہ قرآن مجید
منزل من اللہ یہی ہے اب کچھ روایات ہماری کچھ اُن کی زیادہ اُن کی کم
ہماری موجود ہین اب جناب صدر صاحب کی توجہ کہ احاد اور تواتر کا فرق کیا ہے
ایک چیز کوئی شخص آکر بیان کرے تو یہ خبر احاد ہوئی نفس اُس کی طرف متوجہ ہوگا
مگر یقین کرنا لازم نہین جب دوسرا آکر اُس خبر کو بیان کریگا تو یہ خبر مستند ہو جائیگی
مگر یکے بادیگرے اگر بہت سے شخص آکر ایک ہی خبر کو بیان کرین تو یقین کرنے
کے بارہ مین کوئی وجہ شک باقی نہین رہ سکتی پس ایک ہی خبر کا بہت سے
آدمیونکی زبان سے بیان ہونا تواتر کہلاتا ہے تواتر کے معنی پے درپے خبر دینے کے
ہین جب ایک کے بعد ایک خبر دیتا گیا تو وہ خبر ظن کے درجہ سے نکلکر متواتر
یعنی یقین کے درجہ پر پہونچ گئی مین ان روایات کو کل بھی پیش کر چکا ہون کہ
ایک ایک ہوکر بھی تواتر ہو جاتا ہے صحیح بخاری کی نسبت حضرات اہل سنت کا
یہ عقیدہ ہے کہ وہ سب کی سب صحیح ہے اُس کی نسبت اُنکی کتب مین لکھا ہوا
موجود ہے کہ جناب رسول خدا نے بعض حضرات کے خواب مین آکر اُس کی
نسبت یہ فرمادیا ہے کہ وہ اوّل سے آخر تک سب کی سب صحیح ہے رسول اللہ کا
خواب مین آکر فرمانا اور اُن کا زندگی مین فرمانا یکسان ہے یہ آپ کے نزدیک
بھی مسلمہ ہے کہ شیطان جناب رسولخدا کی صورت اختیار نہین کر سکتا کل آپنے
ہماری کتاب کافی کی نسبت فرمایا کہ وہ ہمارے امام غائب کی نظر سے گذر چکی ہے
تو آپ کے اعتقاد کی بموجب آپکی صحیح بخاری کو جناب رسولخدا نے صحیح بتا دیا
تو پھر شک کونسا باقی رہا اور وجہ کیا کہ اُسکی روایتون کے قبول کرنے مین

آپ ذرا بھی تامل کریں۔

مولوی مقبول احمد صاحب قبلہ صدر فرقہ شیعہ

جناب صدر صاحب جو کچھ جواب ہمارے مناظر نے دیا وہ جواب باقاعدہ ہوگیا یا نہیں۔

صدر جلسہ فریقین

اس کا جواب فریق ثانی دیگا۔

مولوی عبدالشکور صاحب

یہ دریافت کرنے کا حق میرا ہے اسوقت آپنے جو باتین فرمائی ہین وہ وہی ہین جو کل بیان کی گئی تھین کسی کا جواب نہ دونگا صرف ایک بات اسوقت کہی جو کل بھی کہی تھی جو قابل جواب ہے جواب الجواب کے سننے کا مشتاق ہون آپکا قول کہ ہمارے علماء سے تصدیق ائمہ ہوگی آپ نے نہج البلاغہ سے یہ دیکھا تھا کہ ھتکوا بھذا القرآن یہ کس قرآن کو صاحب الامر نے فرمایا وہ کونسا قرآن ہو غار والا یا یہ دوسری یہ کہ قرآن کو متواتر کہا تیسری یہ کہ قول جناب امیر مین تقیہ کا احتمال تو نہین ہے۔ میرا سوال یہ نہین ہو کہ آپ اسوقت تقیہ کا جواب دین آج مین اتنا اور عرض کردون کہ آپنے فرمایا ہے کہ ہذا کا اشارہ مخصوص کی طرف ہوتا ہے مگر یہ نہین فرمایا کہ متکلم کا مخصوص مراد ہے یا مخاطب کا اُس قول کے متکلم تو جناب امیر ہین تو وہ اپنے جمع کئے ہوئے قرآن کی طرف اشارہ فرماتے تھے یا حضرت عثمان کے جمع کئے ہوئے قرآن کی طرف جو دشمنان دین کی ہاتھ سے نکلا۔ اور جناب امیر نے اُس کو لیا۔ جو مخاطب کی ہاتھ مین تھا جناب والا ان باتون سی کام نہ چلیگا یہ ثابت کردیجیے اور اُس تصدیق کو دکھا سکے اور

یہ بھی مجھے کہنا تھا۔

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

سب حضرات نے توجہ کی ہوگی کہ ہم نے اپنا ایمان بالقرآن کیسے واضح طور سے ثابت کر دیا یہان کوئی تقیہ نہین ہے امور تبلیغی مین معصوم تقیہ نہین کیا کرتے جناب امیر علیہ السلام نے قرآن مجید کے تمسک کا حکم دینے مین کوئی تقیہ نہین کیا ہمارے ذی فہم مخاطب بار بار تقیہ کا ذکر لاتے ہین اگر اس کا جواب دینا شروع کرون تو دوسرے مسئلہ کی طرف رجوع ہوتا ہے اگر صدر جلسہ اجازت دین تو مین تقیہ کا جواب دینا شروع کرون (مگر صدر صاحب نے اس جواب کو رد کر دیا) ہمارے اگر کسی دوسرے قرآن کا کوئی حوالہ ہماری کسی کتاب مین دیگر کوئی حکم اس سوا اخذ کیا گیا ہو تو اسے پیش کرین ہمارے ذی فہم مخاطب نے ہذا القرآن کے بارے مین یہ سوال کیا ہے کہ لفظ ہذا متکلم کے محسوس کو بتاتا ہے یا مخاطب کے محسوس کو نحو کی کتابین معنی و بیان کی کتابین سب بتلا رہی ہین جیسا کہ نجدی نے اپنی کتاب مین تصریح کر دی ہے کہ لفظ ہذا جب متکلم کی زبان سے صادر ہوتا ہے تو وہ متکلم کی انگلی سے خود اس چیز تک ایک خط کھینچتا ہے جو متکلم مخاطب کو بتانی چاہتا ہے اب مہربانی کرکے بتایئے کہ جو جناب امیر نے بتایا ہے وہ کیا ہے کہ مین سمجھون۔ وہ یقیناً یہی کتاب خدا ہے جو لفظ ہذا کے ساتھ موجود ہے حکم تمسک بہ ہذا القرآن کا اشارہ کیا ہے جو عثمان کا قرآن جمع کیا ہوا ان حضرت کے پاس بھی تھا اور متمسک عام مسلمانون کے پاس ہے وہی قرآن بچ رہا ورنہ جلا دیا جاتا حسب قیح مخاطب تقیہ کیا ہوگا مگر امور تبلیغی مین تقیہ نہین کیا جاتا اس مین ہرگز تقیہ نہین کار تبلیغی رسالت و امامت وغیرہ مین تقیہ نہین کیا جاتا ہین جناب امیر المومنین علیہ السلام کو معصوم و امام سمجھ

مفترض الطاعت سمجھتا ہوں لہذا اُن کے حکم کے بموجب اُن کے قرآن کریم اور
کلام کو تسلیم کرتا ہوں . . . . اگر کسی غیر قرآن کی کوئی آیت دکھلا دیجئے
تو ہیں دوسرا قرآن سمجھوں اُن کی عمل واحکام سے ہم ثابت کرسکتے ہیں کہ
ہمارے واسطے معصوم کا حکم کافی ہے اور وہ یہی قرآن ہے جس پر ہمارا ایمان ہے
معلوم ہوا کہ ہمارے امام نے اسی قرآن سے تمسک کرنے کا حکم دیا کہ تمسک کرو
اس قرآن سے ثابت ہوا کہ ہمارا قرآن یہی ہے اور جبکہ معصوم نے تصدیق
کردی پس یہ ہی قرآن ہے اور اسی پر ہمارا عمل ہے۔

مولوی عبدالشکور صاحب

بہت حیرت انگیز بات ہے کہ صدر صاحب سے تقیہ کی اجازت لی گئی اور
بحث روک دی گئی پہیا البتا پنجو سوال کو چھوڑ دونگا تین وجوہ بیان کیے تمام ناقلان
قرآن و راویان دین وایمان آپ کے نزدیک کاذب ہیں تو خیر کل سارا
وقت اسی میں گذرا اور آپ مدعی ہیں کتب سے دلائل پیش کرنے کی روایات
دکھائیں کی ہوئی جیسی ہوئی علمار کا اقرار دکھایا روایات صراحتاً تحریف پر
دلالت کرتی ہیں کہ انہیں روایات پر معتقد تحریف ہیں ان باتوں سے کیا فائدہ

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

حاضرین پر فیصلہ ہے کہ تقیہ کی بحث میں نے کی ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا
ہے کہ تمام راویان وغیرہ کو آپنے جھوٹا مانا ہے دوسرے یہ بتائیے کہ آپ
یہاں تحریف ہوئی۔ ہم ثابت کرچکے کہ قرآن مجید یہی قرآن ہے۔
اب یہ ثابت کرنا کہ قرآن مجید میں تحریف ہوئی یا نہیں یہ آپ کے ذمہ ہے۔

تحریف کے معنی گھٹاؤ اور بڑھاؤ دونوں کے ہیں اور اِدھر اُدھر کرنے کے بھی ہیں
یہ سب باتیں اسمیں داخل ہیں روایات تحریف دونوں فرقوں میں ہیں
اگر آپ کے یہاں ہیں تو میرے یہاں بھی ہیں۔ آپکی صحیح بخاری میں اور صحیح
مسلم دونوں کتابیں آپ کے خیال میں معتبر و مستند ہیں۔ اور اُن میں ایسی
روایتیں موجود ہیں جناب صدوق علیہ الرحمہ نے اپنی اعتقادیہ میں جو فرمایا ہے
وہ عرض کرتا ہوں کتاب صافی صفحہ ۱۳ (وہی عبارت ہے جو اسی سلسلہ
میں دوبارہ نقل کیجا چکی ہے) اسی طرح میں مطالبہ کرونگا اور ضرور مطالبہ
کرونگا کہ فریق مخالف بھی اپنی کسی کتاب سے ایسا ہی اعتقاد اپنا دکھلائیں
جیسا کہ ہم نے صدوق علیہ الرحمہ کے قول سے دکھایا ورنہ اُنکا دعویٰ ہیچ [illegible]
اس کے بعد جناب شیخ ابوجعفر طوسی علیہ الرحمہ کی عبارت جو تفسیر تبیان میں
ہے وہ پڑھ کر سنائی (یہ عبارت بھی آج کے سلسلہ میں درج ہو [illegible])
یہ کلام کرنا کہ زائد ہے یا ناقص اس لیئے کہ زیادتی کا قول ہمارا اجماعی ہے
کہ باطل ہے اور قول نقصان ظاہرین میں مشترک ہے۔ ہمارا وہی مذہب ہے
جو سید مرتضیٰ نے بیان کیا ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ہماری طرف بھی اور
اُنکی طرف بھی نقصان کی روایات ہیں اور ایک خبر دوسری خبر کیطرف گئی
ہے۔ یہ قول دو بزرگوں کا ہم نے سنا جو ساری فرقہ کیطرف اپنے اعتقاد کا
اظہار کر رہے ہیں کہ ہمارا قرآن یہی ہے جو بین الدفتین ہے۔ ہمارے یہاں
زیادتی کا مسئلہ نہیں اُن کے یہاں موجود ہے۔ خواہ احتجاج ہو یا کافی ہو
یہ اخبار احاد ہیں۔ جو اعتقادات میں حجت نہیں ہو سکتے۔
جب ہمارے بزرگ کہتے ہیں کہ یہ وہی قرآن ہے تو دوسرے کو کیا حق
ہے کہ وہ اُس سے انکار کرے۔

مولوی عبد الشکور صاحب

مسئلہ مسلمہ ہو گیا مسئلہ تحریف قرآن فریقین کے یہان موجود۔ معنی مین گھٹاؤ بڑہاؤ دونون باتین فرماتے ہین۔ ہمارے نزدیک نہین موجود۔ آپکا صرف دعوی ہے۔ کل سے دلائل طلب کر رہا ہون جیسے مین نے پیش کئے ہین۔ مین نے دکہا دیا کہ صریح تحریف پر دال ہین۔ ہمارے کس عالم نے تحریف کا دعوی کیا ہے۔ ہمارے کس عالم نے ایسی روایت کو دال تبلایا۔ صرف شیخ صدوق کو فرماتے ہین۔ صرف چار شخص منکر ہین۔ مصنف فصل الخطاب انکا رد کرتا ہے۔ شیخ صدوق ہون یا کوئی اور امام معصوم کے رد کا کسی کو حق نہین۔ دونون طرف قول معصوم رد کرنا دشوار۔ ہمارے علمار کی مطابق ثابت کر دیجئے۔ دونون فریق کو فرماتے ہین۔ کوئی روایت پیش کیجئے۔ زیادہ نہین اُس کے ساتھ اقرار تواتر اور یہ کہ تحریف کی ہے اور دلالت کرتی ہو اور اُس سے بموجب عقیدہ بھی۔ یہ کون لکھتا ہے کہ ہمارے یہان کمی بیشی ہے ہمارے یہان ایک روایت مین بھی نہین۔

صدوق کی بابت کہدیا کہ وہ کہتے ہین کہ زیادتی کا عقیدہ رکھنے والا کافر۔ مین بھی کہتا ہون مولانا حامد حسین صاحب نے استقصار مین کمی کا دعوی کیا مگر ہماری طرف سے پچھ کہی نہ دکہا سکے۔ جب سے ہماری طرف تحریف کو منسوب کیا ہے اسی وقت سے ہمارے علمار کہہ رہے ہین کہ ہمارے یہان تحریف نہین مین فاضل مخاطب کو متوجہ کرتا ہون کہ مین اقرار دکہا چکا ہون ردانکا ہر سہ اقرار کے ساتھ معاملہ ختم ہو چکا۔ ایسے ہی صاحب تفسیر صافی نے صاف طور سے شیخ صدوق کے قول کو رد کر دیا ہے۔ قدما مین اُن کا کوئی قول نہین

لیکن کافی کوئی چیز نہیں - کیا آپ شان صدوق مصنف کافی سے زیادہ ثابت کردیں گے - جبکہ آپ فرمایئے کہ تحریف کا دعویٰ فریقین میں ہے تو میں تو دکھا چکا آپ بھی دکھا دیجئے -

۴ دسمبر ۱۹۲۰ء

آج قبل افتتاح جلسۂ مناظرہ مسیح الحسن صاحب وکیل نے متعلق تقرر صدر جلسۂ عام تقریر کی جسکا خلاصہ یہ تھا کہ چونکہ ڈھیبیر سرن صاحب صدر مقبولۂ فریقین کل باجازت فریقین چلے گئے والا ایک تحریر اس مضمون کی فریقین کو جدا جدا لکھکر دے گئے ہیں کہ میں پانچ اشخاص کو نامزد کئے جاتا ہوں آپ اُن میں سے کسی ایک کو اپنا صدر باتفاق رائے یا بقرعہ اندازی آئندہ کے لئے منتخب کریں اور فریقین کے بعض اشخاص کل ہی اس پر رضامند بھی ہو چکے تھے مگر آج وقت مناظرہ تک کسی کو نامزد نہیں کیا گیا تھا اس لئے مناسب ہے کہ کسی کو صدر بنا لیا جائے اُس کے بعد کارروائی شروع ہو اس کی مخالفت میں مولوی عبد الشکور صاحب کھڑے ہوئے اور جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

مولوی عبد الشکور صاحب (قبل از جلسہ باضابطہ)

مناظرہ شروع نہیں کرتا بلکہ اپنے صدر کے حکم سے اُنکی طرف سے جواب عرض کرتا ہوں - حکیم اسرار الحق صاحب اسکا تکملہ کرینگے -

میری بابت ایسا خیال ظاہر کیا گیا ہے - میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کہاں تک صحیح ہے - اس کے متعلق زیادہ نہیں کہونگا -

ہم بات بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام ٭ وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

قرآن ہوا ہی بلا صدر رہو۔ اور مناظرہ بلا صدر نہ ہو۔ کل میرے احباب سے سفارش کی تھی اُس کے ماننے کے لئے مین تیار تھا اور اب بھی ہون رودن سے واقعی پریشانی ہو رہی ہے۔ فاضل مخاطب نے دوسرا دعوی روایات سنیہ کا اور اوڑھ لیا۔ میرا ارادہ تھا کہ مین دوسرے دعوی کا جواب پیش کردن۔ یہ بھی صاف صاف کہا جاتا ہے کہ ہم مسلمین مین کیون نہین شمار کیے جاتے۔ مین ضرور مسلمین مین شمار کرنے کو تیار ہون اگر آپ تحریف کے متعلق ایک تحریر دیدین کہ ہمارا ایمان اسی قرآن پر ہے۔ جو سب مسلمانون کے پاس ہے اور اس مین کوئی تغیر و تبدل الفاظ کا ادہر اُدہر کرنا وغیرہ کچھ نہین ہی اور اگر کوئی شخص اسپر اعتقاد نہ رکھے تو وہ کافر ہے۔ اگر آپ یہ تحریر دیدین تو مین مانتا ہون اور اگر آپ تحریف کی روایت مذہب سنیہ سے دکہا دین تو مین سمجھونگا کہ مذہب سنیہ پر بالکل خاک پڑ گئی۔

چوتھی بات یہ ہے کہ تقیہ کی بابتہ جو فرمایا گیا کہ حضوؐر تبلیغیہ موقع پر تقیہ نہین فرماتے ہین سب سامان تیار کرکے لایا ہون کہ دکہاؤن اور شیخ صدوق وغیرہ کی بھی جلالت قدر دکہاؤنگا اور یہ بھی دکہاؤنگا کہ وہ دوسرا قرآن کونسا ہے جو جناب امیر کے پاس تھا اور آج کس غار مین موجود ہے آج مین اُمیدوار تھا کہ آج اس کا مباحثہ ہوگا۔ کل تک تواتر وغیرہ کا اقرار مانگا جاوینگا۔ ایک صحیح روایت اگر اہل سنت کی کتاب سے دکہلا دیجئے تو اسیوقت مین سمجھونگا کہ خاک ہو مذہب سنیہ پر۔

مولوی محمد سجاد صاحب

مین نے آپ کے الفاظ نوٹ کرلئے ہین کہ تواتر اس کے لئے مفید نہین ہی

جو خلاف کا معتقد ہے آپ یہ فرما چکے ہیں کہ ایک صحیح روایت متعلق تحریف اگر کتب اہل سنت سے دکھا دیجائے تو خاک ہو مذہب سنت پر اور اہلسنت پر اگر یہی مذہب اہل سنت کا ہو تو ہو۔ آپ اطمینان قلب سے واقعات کو سنئے کہ واقعات کہاں تک سچے ہیں۔ آپکا اطمینان ہو جائیگا کہ کیونکر مناظرہ کیا جاتا ہے اور کیونکر ٹالا جاتا ہے۔ اور بطائف الحیل کئے جاتے ہیں۔

(اتحاد) اسقدر گفتگو کے بعد اہلسنت نے مولانائے ممدوح کو تقریر سے روکنا چاہا اور بڑی زور سے تقریر فرمائی لیکن مولوی صاحب صدر شیعہ یعنے مولوی محمد سجاد صاحب قبلہ کا تقریر فرمانا قرار پایا اور اپنے سلسلۂ بیان کو اس طرح جاری رکھا)

جو کچھ میں نے عرض کیا اُس کے متعلق عرض کیا کہ شورش آپکی طرف سے ہوئی نہ کہ میری طرف سے کیا یہ شورش انگیز نہیں ہے کہ شیعہ کافر ہیں۔ یا اگر ہمارے علمار نے اگر نہیں مسلمان کہا ہے تو وہ بے خبر ہیں یہ باتیں شورش انگیز نہیں لیکن میں جو کچھ کہوں وہ شورش انگیز ہے۔ سبحان اللہ۔ آج آپ یقین کرکے آئے ہیں کہ تواتر پیش کرینگے ہم سورو ایتیں دکھا دینگے۔ ہر قسم کی کتاب میں۔ بخاری مستند۔ احمد ابن حنبل۔ موطار امام مالک اور در منثور۔ اد قان وغیرہ میں ملاحظہ کیجئے گا۔ آپنے صرف دو کتابیں دو دن میں پیش کی ہیں وہ بھی بیس برس کی کوشش کا نتیجہ ہے آج فرماتے ہیں کہ جناب امیر کے پاس قرآن ہے۔ میں یہ کہونگا کہ جو قرآن آپ کے پاس ہے وہ قرآن ہی نہیں اپنے صحابہ کے اعتبار اور علمار کے اقوال سے ثابت تو کرتیجے۔ آپ کے مفتی نے کہ فتوے۔ ائمہ کے دستخطی کا غذ کوئی محو نہیں کرسکتا میں اُنہیں دکھاؤنگا۔ دکھاؤنگا۔ دکھاؤنگا۔ بغیر صدر کا

مناظرہ نہیں ہونا چاہیئے۔ ہر کام کسی فائدہ کے لئے کیا جاتا ہے بغیر شخص
غیر ذی فہم کام نہیں چل سکتا۔ ہم تو یہ دکھلانے کو موجود ہیں کہ آپ کے یہاں
متعدد مصاحف موجود ہیں۔ اور وہ علیحدہ علیحدہ ہیں۔ مصحف عائشہ۔ مصحف
حفصہ۔ مصحف عمر۔ مصحف ابی بن کعب وغیرہ۔۔ اس کے بعد جناب ممدوح
نے صدر کے تقرر کے لئے ہر طرح ثابت کر دیا کہ ایک صدر ہونا لازمی ہے۔

حکیم اسرار الحق صاحب

حکیم صاحب نے سید مسیح الحسن کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے مقامی
حالات کا تذکرہ کیا اور وجوہات انعقاد مناظرہ بیان کیں۔ چونکہ یہ تقریر
موجودہ مناظرہ سے متعلق نہیں ہے چھوڑی جاتی ہے اور نہ اس میں کوئی
خاص بات متعلق خاص مناظرہ تھی بھی نہیں البتہ صدارت کے متعلق یہ
کہا گیا تھا کہ ایک روز فرقۂ شیعہ سے ایسے شخص کو منتخب کیا جائے جسے
ہم تجویز کر دیں اور پھر دوسرے روز اسی طرح شیعہ صاحبان ہم میں سے
کسی کو منتخب کر دیا کریں لیکن بہت کچھ مباحثہ کے بعد طے ہوا کہ لالہ منگل سین
صاحب کو آج کے لئے صدر جلسہ بنایا جائے جو موجود جلسہ ہیں۔ چنانچہ
ایسا ہی ہوا اور لالہ منگل سین کرسی صدارت پر آگئے۔ در بعد تلاوت قرآن
مجید مناظرہ شروع ہوا۔

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

خطبہ۔ امابعد آج پھر کلام شروع ہوتا ہے اور اصحاب جلسہ سے
اس امر کا انصاف امیدوار ہوں کہ اصل مطالب کا خیال رکھیں۔ تقریر

تکرار کو ملحوظ فرمائیں۔ مناظرین کی تعلی اور سچائی دیکھیں۔ سوال کا جو کچھ منشاء
ہے خدا کرے کہ وہ طے ہو جائے۔ آج کلام کے لئے تیسرا دن ہو اور میدان
دینے میں دوری نہ ہو جائے۔ ہر مسئلہ کے متعلق اگر ثبوت پورا پورا نہ ہو مجھ
تو بے تکلف کہدیں۔ پھر ثابت کیا جائیگا۔ ہم سے سوال کیا جاتا ہے کہ آپ
قرآن پر ایمان ثابت نہیں کرتے وہ آپ کے بزرگوں کے اقوال سے بحمدہ
فیصل ہو گیا۔ مخاطب صاحب نے جو کل کہا تھا وہ دعوی ہی تھا کہ ہماری
کتاب میں کوئی اور روایتِ تحریف صحیح ذکر کر دیں تو میں اس مذہب کو چھوڑ دونگا۔

حاضرین جلسہ میرے فریق اور دیگر حضرات عزیز سے ملاحظہ فرمائیں کہ ہمنے
سوال کیا تھا کہ آپ ہم کو فریق اسلام میں شمار کرتے ہیں یا نہیں اگر آپ
مسلمان شمار نہیں کرتے تو آپ کے سلف تو یقیناً مانتے ہیں جسکو ہم ثابت
کر چکے اور آپ رد نہ کر سکے۔

تبرکاً کلام جناب امیر پیش کرتا ہوں نہج البلاغہ صفحہ ۳۲ سے عبارت
پڑھی جسکا ترجمہ یہ ہے۔

ہم نے آدمیوں کو حکم نہیں بنایا بلکہ قرآن کو حکم بنایا ہے اور
یہ قرآن وہی ہے جو دو دفتیوں کے مابین لکھا ہوا موجود ہے

یہ زمانہ تقیہ کا نہیں تھا آپ مالک زمام امر تھے کوئی خوف نہیں تھا ایک
لاکھ سے زیادہ فوج آپ کے ہمرکاب تھی۔ اگر جناب امیر اس کو نہ کہتے
تو ہم کسی کے ڈر سے نہ مانتے۔ لفظ مودۃ رسول معصومین وغیرہ ہم اسی
قرآن پر ایمان رکھتے ہیں۔ لاکھ روایات ہوں ہم معصوم کے قول پر
عامل ہیں۔ ہم اقوال ائمہ و رسول کی پابندی کرتے ہیں چنانچہ رسول نے
حجر اسود کی بابتہ فرمایا کہ اس کو بوسہ دو اس کی تعظیم کرو اُس کی ہم تعمیل

کرتے ہیں۔ اسی طرح فرمودہ معصوم پر ہم آج تک عامل ہیں اور صبح قیامت تک عامل رہینگے۔ کہ یہی قرآن ہو۔ چاہے کوئی ہو کاذب ہو یا صادق امین ہو یا خائن۔ عادل ہو یا ظالم۔ کافر ہو یا مسلم جو کچھ بھی ہو۔ اُس کی صفات سے کوئی غرض نہیں کہ وہ کیا ہو۔"

اگر ہم سے یہی سوال تھا کہ اپنی کتاب سے ثابت کرو تو ہم نے نہایت خوبی سے ثابت کر دیا۔ یہی ہمارا مسلک تھا جو ہم نے ثابت کیا۔ اگر آپ کو کوئی امر اور کہنا ہو تو وہ آپ کے قلب میں ہوگا۔

ذلیقیم مخاطب کا نوشتہ کہ اگر کوئی روایت صحیح آپ ہماری کتاب میں دکھا دیں تو خواہ وہ احادی ہی ہو ہم اس بات کو لکھ دینگے کہ ہم باطل پر ہیں"

میں اسوقت بعنایت الٰہی وہ چیز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اسے انشا اللہ حسب وعدہ قبول کر لینگے اور اپنے مذہب پر خاک ڈالکر ہمارے مذہب میں تشریف لے آئیں گے اور اپنا وعدہ پورا کرینگے۔

اُن فرمانے کے بموجب میں اب تحریف کی روایت پیش کرتا ہوں۔ اور وہ چیز پیش کرتا ہوں جس میں ۱۱۳ زیادتیاں اسی قرآن میں جو اُنکے ہاتھوں میں اُن کے علمار کے اقرار سے موجود ہیں یہ ایسی چیز ہے جسکو آپ حتماً۔ جزماً۔ قہراً قبول کرینگے اس سے آپ انکار کر ہی نہیں سکتے آپ کے اعتقاد کی کتاب شرح مواقف میں لکھا ہے کہ سورۂ نمل کے اندر جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم درج ہے وہ تو منزل من اللہ اور بعض کے نزدیک سورۂ فاتحہ والی بسم اللہ بھی اور باقی جو بسم اللہ ہر سورہ کے شروع میں لکھی ہے وہ محض تیمناً و تبرکاً لکھی ہے اصل قرآن نہیں ہے۔ حالانکہ دو دفتیوں کے اندر جو کچھ لکھا ہوا موجود ہے اسمیں یہ ۱۱۳ زیادتیاں

یقیناً درج ہیں اور آپ قبول کرنے پر مجبور ہیں۔
ہر دو فریق کے نزدیک قرآن وہی ہے جو دو دفتیوں میں ہے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وہ متواتر ہے مگر یہ یاد رہے کہ سنی حضرات بسم اللہ کو جزو قرآن نہیں جانتے فتاوی قاضی خان ملاحظہ ہو۔

نوٹ۔ صدر صاحب نے فرمایا کہ وقت ختم ہو گیا لیکن حاضرین جن میں اہل ہنود بھی شامل تھے سب نے بجد خواہش کی کہ وقت دیا جائے اور مولانائے ممدوح اپنی دلچسپ تقریر کو پورا فرمائیں اور شیعوں کی جانب سے بھی کہا گیا کہ ہم دوسرے فریق کے مناظر کو بھی اسیطرح زیادہ وقت دے سکتے ہیں لیکن مولوی عبد الشکور صاحب نے کسی طرح اپنے فریق کو اسپر رضامند نہ ہونے دیا اور مولوی صاحب جگہ پر یہ کہکر بیٹھ گئے کہ اچھا میرا وقت پھر آئیگا۔

مولوی عبد الشکور صاحب

حمد کی لایق ہے وہ عالیجناب — جسنے عطا کی ہو ام الکتاب
اس کا نبی احمد مختار ہے — سارے نبیوں کا جو سردار ہے

انتقاد۔ دوسرا مصرعہ قابل ملاحظہ ہے۔ یہ مصرعہ تمام بحروں سے الگ شاید مولوی صاحب نے کوئی نئی بحر تصنیف فرمائی ہے۔ میرے فاضل مخاطب نے باوجودیکہ سوال بہت منقح ہو گیا ہے مگر جواب نہیں دیا آج صدارت کے ابتدائی جھگڑے کے سبب بہت کچھ مایوسی ہو چلی تھی کہ شاید مناظرہ ہی نہ ہو مگر شکر ہے کہ مایوسی کے بعد

پھر اُمید ہو گئی لہذا میں بطور شکریہ کے وہی آیت پڑھونگا جو اس موقع کی ہو۔ ھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَہٗ ط

میں نے آگاہ کردیا تھا کہ میں کیسا تیار ہو کر آیا ہوں۔ میرے احباب نے تصفیہ کی صورت نکالی ہے دو دن سے جو پریشانی ہو رہی ہے اُسکی بہت جلد تلافی ہو جائے گی۔

میرا سوال حاضرین جلسہ کے خیال میں نہیں ہے۔ سوال یہ ہے حضرت شیعہ کا ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے۔ تین وجوہ اور تنقیحات اسکی میں نے قایم کی تھیں۔ (انھیں بیان کیا)

حضرات شیعہ نے راویان قرآن کو بلالحاظ کاذب جانا۔ دوسرے قرآن کا نکاس اُن سے نکالا جو دین کے دشمن تھے دوسرا کوئی نکاس نہیں اور نہ کوئی تصدیق کا ذریعہ

تیسری وجہ تحریف کی روایات پیش کی گئیں۔ کتب شیعہ میں روایات خبط ہونے اور ردّ و بدل ہونے اور کم و بیش ہونے کی موجود ہیں جو تحریف پر صراحت کرتی ہیں۔ اور اُنہوں نے ہی تحریف کا یقین دلایا۔ کیونکہ راویان دین و ایمان جو ناقلان قرآن تھے وہ سب کاذب اور ناقابل اعتبار تھے نہج البلاغۃ میں ہے ہذا القرآن اسی قرآن کا نکاس تو دشمنان دین سے ہوا۔ آپ فرماتے ہیں کہ بار بار وہی عبارت پڑھی جاتی ہے اگر آپ فرمائیے کہ نئی کتاب پیش کیجئے۔ تو میں نئی کتب پیش کرنے کو حاضر ہوں۔

آپ فرماتے ہیں کہ تواتر نہیں دکھایا جاتا۔ اس لئے وہی کتاب نہیں

کردیجاتی ہے نہج البلاغہ کی عبارت پڑھی مطلب کو دریافت کرون اور یہ بھی دریافت کرون کہ زمانۂ تعلیم مین جناب امیر کا وقت تھا جب خود جناب والا نصیحت فرماگئے ہین کہ زیادہ بات نفرماوین لہذا خود ہی عمل کرنا مناسب ہے۔ علماء شیعہ نے اعمال زمانۂ خلافت کے نقل پر قاضی نور اللہ صاحب شوستری نے احقاق الحق مین تحریر فرمایا ہے جو بجواب ابطال الباطل تحریر ہوئی ہے۔ یہ جہانگیر کے یہان قاضی تھے اُس مین تحریر ہے کہ اگر متعہ کو خلیفۂ ثانی نے اپنے زمانہ مین منع کردیا تھا تو حضرت علیؑ اپنے زمانہ مین حکم دیدیتے۔ جناب قاضی صاحب فرماتے ہین (عربی) جسکا ترجمہ یہ ہے کہ جناب امیر اپنے زمانہ مین اسقدر بقادر نہ تھے کہ وہ خلاف خلفاء کوئی حکم جاری کرسکتے۔

(نوٹ) کتاب ۔ ۔ سے عبارت پڑھی جب یہاں سے اعتراض ہوا تو فرقۂ شیعہ نے اُن کے پاس چھپی ہوئی کتاب نجفی ورق ۲۲ پر یہ عبارت نکالی گئی جسکے ترجمہ کا خلاصہ یہ ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خلافت جناب امیر کی برائے نام تھی۔ حالت یہ تھی کہ زمانۂ خلافت مین بھی لوگ اُن سے بغض وعناد رکھتے۔ اور اُن کے احکام کی مخالفت کرتے تھے۔ اہلبیت کے دشمن تھے اور یہ وہی لوگ تھے کہ جنکا اعتقاد یہ تھا کہ خلفاء وجناب امیر ایک ہی درجہ مین ہین لہذا وہ پہلون کی پیروی کرتی ہی

تقریر مولوی سبط حسن صاحب قبلہ

سوال پھر اُنہین الفاظ مین لایا گیا جو تین دن سے کانون مین آرہے ہی

پھر بحث تقیہ پر آگئی تواتر کے متعلق کل میں بحث کر کے اچھی طرح سمجھا چکا ہوں صدوق کے مقابل میں فصل الخطاب دکھائی جاتی ہے۔ صدوق نے اعتقاد لکھا ہے کہ قرآن وہی ہے جو ہمارے ہاتوں میں ہے۔ ہمنے سوال کیا تھا کہ آپ اپنے یہاں سے کوئی روایت دکھایئے مگر کوئی روایت نہیں دکھائی گئی۔ جناب امیر کا حکم خواہ وہ تقیتاً ہی دیا ہو ہمارے لئے حجت ہے کہ یہی قرآن ہے۔ اور یہ حکم اُسوقت تک نافذ سمجھا جائیگا جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دوسرا حکم نہ پہونچے۔

میں مختصراً عرض کرتا ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ ہم زیادتی کے قائل تو ہرگز نہیں اور کمی کی روایتیں احاد ہیں اور قرینتیں میں ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ تمام راویان جھوٹے اور جناب امیر کو بھی آپ جھوٹا کہتے ہیں آپکا دعوی ہے کہ قرآن میں ایک بھی زیادتی نہیں آپکو ماننا پڑیگا اور ضرور ماننا پڑیگا کہ آپ کے یہاں قرآن میں ۱۱۳ زیادتیاں موجود ہیں۔

تواتر نے ثابت ہے کہ جب آپنے دعوی کر لیا کہ ایمان اس قرآن پر ہے اور بسم اللہ آپ کے یہاں سوائے سورۂ نمل کے اندر کے اور بعض کے نزدیک سر سورۂ فاتحہ کا اور کوئی منزل من اللہ یعنے جزو قرآن نہیں ہے اور بس کل سورتوں پر بسم اللہ کا زیادہ ہونا آپ کے نزدیک ثابت ہو گیا اور ہم لے متواتر ثابت کر دیا ہے کہ آپ کے ذہن قرآن مجید میں ۱۱۳ زیادتیاں موجود ہیں۔

اب روایات بھی پیش کرتا ہوں۔ صحیح بخاری صفحہ ۱۱۸-۱۱۹ پر ہے حضرت عمر نے ایک منبر کو زینت دی اور خدا کی حمد و ثنا اس طرح ادا کی جسطرح اس کے لئے زیبا۔ اس کے بعد فرمایا ایہا الناس۔ تم ایک بات سُنو

جو مجھے کہنی ہے شاید یہ بات میرے بعد کو اور شاید میرے اہل قریب
جو میری بات کو سمجھے اور اُسے یاد بھی رہ جائے وہ لوگون سے بیان کرے
اور جہانتک اس کی سواری اُسے لیجائے وہان تک اُسے پھیلائے اور
جو میری نہ سمجھے اس کے لئے مین یہ قرار نہین دیتا کہ خواہ مخواہ بیان
کرے اور جھوٹ بیان کرے - خدا نے اپنے رسول محمد صلعم کو حق کے ساتھ
بھیجا اور اُن پر کتاب اُتری اور ان جزون مین سے جو نازل کئے - آیہ رجم
بھی تھا - ہمنے اس آیہ کو پڑھا - اور سمجھا اور یاد کیا - جناب رسالت نے بھی
حد جاری کی اور ہم نے بھی حد جاری کی - مین ڈرتا ہون کہ ایک زمانہ گذر
جانے کے بعد کوئی کہنے والا یہ کہے کہ آیہ رجم نہین ملتی - اور لوگ ایک فریضہ کو
ترک کر بیٹھیں رجم کرنا کتاب خدا مین برحق ہے جبکہ عورت شوہر والی ہو
اور مرد صاحب زوجہ ہو اور وہ زنا کرین تو ان کا رجم واجب ہے - اگر
مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا - کہ لوگ کہینگے کہ عمر نے اپنی طرف سے کتاب خدا مین
یہ آیت بڑھا دی تو مین آیہ رجم الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما
نکالاً من اللہ قرآن مین درج کرا دیتا اور اس کے حاشیہ پر یہ لکھ دیا
شہد بہٖ عمر بن الخطاب " یہ مضمون عمر جیسے جلیل القدر صحابی کا بیان
ہے - بیان کرنے کا وقت انکی وفات سے قریب ہے - جو مقام وصیت
کہا مسجد رسول مین منبر رسول پر ہزارون صحابہ کے مجمع مین
بیان کرتے ہین کہ کتاب خدا مین یہ آیت موجود تھی ہم نے پڑھی بھی تھی سمجھی
بھی تھی - جناب رسولخدا اسپر عمل کرتے تھے - ہم بھی برابر اسپر عامل ہین (الخ)
تاہم اسوقت کتاب خدا مین موجود نہین ہے - فرمایئے اب بھی آپ
کمی کے قائل ہوئے ؟ یا اس کا کوئی جواب آپ کے پاس ہو اب تو

خدا کے واسطے اپنا وعدہ پورا کیجئے۔ یہی روایت مؤطا امام مالک۔ صفحہ ۴۹۳ ملاحظہ فرمائیے۔ جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے "میں نصیحت ہوں کہ ہلاک نہ ہونا۔ آیہ رجم کو بھول نہ جانا۔ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ لوگ کہینگے کہ عمر نے اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ مسند امام احمد ابن حنبل میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ حد رجم جناب رسولخدا نے بھی جاری فرمائی اور ہم نے بھی جاری کی۔ اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا تو میں اسے کتاب خدا میں داخل کر دیتا اور اس کے ایک گوشے پر اپنی یہ شہادت لکھ دیا کہ عمر بن الخطاب اس کا گواہ ہے کہ یہ آیت کتاب خدا میں تھی۔

مولوی عبدالشکور صاحب

حضرات فی الحقیقت کسی بحث کے طے کرنیکا طریقہ یہی ہے کہ ایک ایک مسئلہ پیش ہو اور وہ طے ہوتا جائے جو وجہ کل دوسری فرمائی گئی ہے اسکا جواب میں نے دیا کہ تقیہ کا جواب مٹا دیجئے۔ میں نے قاضی صاحب کی عبارت دکھائی آپ فرماتے ہیں کہ تقیہ ہی سہی۔ میں نے دکھا دیا۔ تسلیم کرا دیا۔ اقرار کرا دیا۔ قاضی صاحب کی عبارت دکھا کر۔ اب آپ فرماتے ہیں کہ قول معصوم ہے کہ خواہ تقیہ ہی ہو ہم کو قیامت تک ماننا چاہئے۔ امام محمد باقر و امام محمد جعفر صادق علیہ السلام جناب امیر کے بعد ہیں آپ کو انکا حکم ماننا چاہئے۔ امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہ السلام کے اقوال طلب کیجئے۔ آپنے رجم کی بحث چھیڑ دی۔ استقا کی بابت کہا تو فرمایا میں نے نہیں دیکھا آپ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ جزو قرآن ہے سورہ اور قرآن (یعنی اہلسنت کے نزدیک بسم اللہ جزو قرآن نہیں ہے تبرکاً و تیمناً لکھی ہے)

مولوی عبد الحی صاحب کا جو رسالہ متعلق بسم اللہ ہو اُس کے ملاحظہ سے یہ
سب باتین طے ہو جائینگی۔ اسوقت خلاف بحث نہ جائیے آپ اپنی
کتب سے اپنا ایمان بالقرآن ثابت کیجئے پہلا دعوی ثابت کیجئے پھر
دوسرا دعوی پیش کرونگا۔ بحث رجم کی روایت کے آپنے کُل طریقے نہین
دیکھے۔ لوگ یہ کہین گے کہ عمر نے زیادہ کردیا یہی فقرہ بتاتا ہو کہ محض آیتہ
سے معرف ہو جاتا اس لئے نہین لکہا۔ تو معلوم ہوا کہ زیادتی نہین ہوئی
مجمع البیان مین فرمایا ہے کہ یہ آیت نسخ سے متعلق ہے اور نسخ کی تین
قسمین ہین۔ آپ کے مفسرین بھی لکھتے ہین کہ اس آیت کا تعلق نسخ سے
ہے۔ مین نے جو کچھ کہا ہو وہ اسی سے متعلق ہے۔ مین ان روایتون کی
متعلق آپ کو کوئی جواب نہین دونگا۔ اگر آپ کا ایمان قرآن پر ہے
تو آپ تحریر کر دیجئے کہ ہمارا ایمان موجودہ قرآن پر ہے۔ تحریف یعنے کمی بیشی
تغیر تبدل اس مین کچھ نہین ہے اور جو تحریف کا قائل ہے وہ کافر ہے۔ اگر
یہ تحریر آپ اپنی دستخطی مجھے دیدین تو مین مان لونگا کہ آپ مسلمان ہین اور
مین سب سختیان اُٹھاؤنگا۔ اور مین پھر کہتا ہون کہ آپ اہلسنت کی کتاب
سے ایک ہی روایت دکہائیے۔ وہ متواتر نہ ہو۔ وہ صحیح نہ ہو۔ وہ نسخ
سے متعلق نہ ہو۔ تحریف کا ذکر ہو گو احادہی سے ہو تو مین لکھدون بلکہ
عدالت مین رجسٹری کرادونگا کہ مذہب اہل سنت باطل اور ضرور باطل
ہے جناب پہلے اپنا دعوی ثابت کرین یعنے ہماری سوال کا پورا جواب دین
کہ شیعون کا ایمان قرآن پر ہے اور ہو سکتا ہے۔ اُس کے بعد اپنا
دعوی دوسرا پیش کرین کہ اہل سنت تحریف کے قائل ہین۔ اگر آپ
تحریر فرماکر بھیجدین تو مین بالکل مان لونگا۔ اس بحث کے طے ہونے پر

پہر تواتر اور خلافت ثابت کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ اعتقاد وغیرہ بھی نہ دکھائے۔

مولوی سبط حسن صاحب

اتفاق سے، اور خوش قسمتی سے آج کے روز پہلے مجھے تقریر کا موقع ملا تھا اور جنہین مولوی عبدالشکور صاحب نے فرمایا تھا (جبکہ وہ اپنے صدر کی طرف سے قبل افتتاح جلسہ مناظرہ کچھ کہنے کھڑے ہوئے تھے) کہ اگر شیعہ حضرات ایک روایت بھی بیشی کے متعلق یا کمی کے متعلق یعنی تحریف کے متعلق ہماری کسی ایک کتاب سے متواتر نہ ہو صحیح بھی نہ ہو محض احادیث ہی سے ہو نکال کر دکھادین تو مین کہونگا کہ مذہب اہلسنت پر خاک پڑے اور اس مذہب والون پر خاک۔ مین عرض کرتا ہون کہ آپکی اس تقریر کو جو بوقت رجز خوانی فرمائی گئی مجمع حضار مین بہت سے لوگون نے تحریر کرلیا ہے اور مین اسکا ثبوت دیچکا کہ آپ کے یہان زیادتی بھی اور کمی بھی موجود ہے۔ وہ روایتین معمولی روایتین نہین کہ آپ لطائف الحیل سے اُن کو ٹال جائین آپ جواب مین فرماتے ہین کہ سورہ اور چیز اور قرآن اور چیز ہے اسکو خوب اچھی طرح دلمین محفوظ رکھیے۔ بھول نہ جائیے۔ یہ مسلمات سے ہے کہ ہر جزو قرآن۔ قرآن ہے۔ سورہ تو سورہ ایک آیت بھی قرآن کی قرآن ہے دونون چیزین الگ الگ کیسے ہوسکتی ہین اب آپ اپنی شروح مواقف ملاحظہ فرمائیے اُس مین صاف لکھا ہے کہ بسم اللہ جو سورتون کے شروع میں لکھی ہے جزو قرآن نہین ہے۔ حالانکہ ایک آیت پر بھی قرآن کا اطلاق ہے سورہ پر بھی لفظ قرآن صادق ہے جزو پر بھی قرآن

ثابت ہے۔ آپ کے ہان جو زیادتی ہے اُس کے متعلق تواتر صادق۔
فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہو کہ۔ وہ عورت جو حائضہ ہو اُس بسم اللہ کو
تو نہین پڑھ سکتی جو جزو قرآن ہے اور اُس بسم اللہ کو پڑھ سکتی ہے جو
جزو قرآن نہین ہے۔ یہ اس لئے کہ حائض کے لئے تلاوت قرآن حرام
ہے۔ لہذا حسب تصریح علماء مجہول اہل سنت آپ کو قائل ہونا پڑیگا کہ
۱۱۳ زیادتیان تو محض بسم اللہ کے بارہ مین ثابت ہین اور ابھی کیا ہے
ابھی تو بسم اللہ ہوئی ہے آگے دیکھئے کیا کیا زیادتی اور کمی ثابت ہوتی ہے
چونکہ آپ ایک ہی روایت کے دیکھنے پر اپنے مذہب پر خاک ڈالنے کا
وعدہ کر چکے ہین اس لئے مین اسوقت زیادہ کیون دکہاؤن مجھے امید ہی
کہ الحُر اذا وعدہ وفیٰ۔
مین صحیح بخاری پڑھتا ہون کہ حضرت عمر نے بقسم فرمایا ہے کہ آیۂ رجم
قرآن مجید مین موجود تھی اور ہم نے خود پڑھی اور اُسپر اب تک عمل جاری
ہے۔ لیکن اب نہین ہے۔
یہ امر سب سے زیادہ عجیب ہے کہ مین کسی بات کو بفرض محال عرض
کرتا ہون تو آپ اُسکو میری تسلیم پر محمول کر دیتے ہین حالانکہ بفرض محال
باتین کرنا معمول یہ کل عقلا کا ہے حتیٰ انکہ کلام خدا سے بھی یہ امر ثابت ہی۔
خدا ہی نے فرمایا ہے قُل اِن کانَ لِلرَّحمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ العَابِدِینَ
یعنے اے رسول کہدے کہ اگر خدا کے کوئی بیٹا ہوتا تو مین تو سب سے پہلا
عبادت کرنیوالا ہون ہمارے ذیفہیم مخاطب فرماتے ہین کہ آیۂ رجم منسوخ
ہوگئی اس لئے قرآن مجید مین نہین ہے۔ مین بہت سی منسوخ آیتین
دکہا سکتا ہون از انجملہ۔ لکم دینکم ولی دین ٥ اگرچہ منسوخ ہے کیونکہ

اگر آیت فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم سے منسوخ ہوچکی ہے۔ تاہم قرآن مجید میں موجود ہے۔ آیہ رجم حضرت عمر کے قول سے ثابت ہے کہ نازل ہوئی تھی اب بتائیے کہ کہاں ہے۔ صحیح بخاری۔ موطا امام مالک۔ مسند امام احمد ابن حنبل۔ ان سب کتابوں میں ملیگے آپکی یہ روایت دکھادی۔ یہانتک تو نوبت پہنچی ہے کہ حضرت عمر خود فرماتے تھے کہ اگر لوگوں سے مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ وہ یہ کہیں گے کہ عمر ابن الخطاب نے کتاب خدا میں اپنی طرف سے زیادہ کردیا تو میں آیہ رجم کو لکھوا دیتا اور حاشیہ پر اپنی گواہی ثبت کردیتا۔

مؤلف "کیا حضرت عمر ابن الخطاب مولوی عبد الشکور صاحب کے برابر بھی ناسخ و منسوخ سے واقفیت نہ رکھتے تھے۔ اگر وہ آیت منسوخ ہوتی تو وہ اُس کے درج قرآن کرنے پر اتنا اصرار کیوں کرتے"۔ میری ان باتوں کو علماء سمجھتے ہیں۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عمر لوگوں سے خوف کرتے تھے اسی نے باوجود ذاتی علم کے آیت کو درج قرآن نہ کیا۔

مؤلف۔ "نہیں نہیں حضرت عمر نے یہاں تقیہ نہیں کیا"۔

قرآن مجید کے جمع کرنے کا جو واقعہ آپکی کتب میں لکھا ہے وہ یہ ہو کہ بہت سے آدمی دروازہ مسجد پر متعین کردئیے گئے تھے اور یہ حکم دیدیا گیا تھا کہ جو شخص کوئی حصہ قرآن لیکر آئے اور دو گواہ پیش کرے اُس حصہ کو درج کرلیا جاوے چنانچہ سارا قرآن اسی صورت سے جمع کیا گیا حضرت عمر خود بیان فرماتے ہیں کہ میں اس آیت رجم کو درج کرانے کے لئے لے گیا۔ اور ایک گواہ لے گیا مگر اُسی قاعدہ کی بموجب چونکہ

گواہ ایک ہی تہا لہذا وہ آیت درج نہین کی گئی۔

یہ آپ کو تسلیم ہے کہ حضرت عمر کیسے بڑے درجہ کے صحابی تھے اُن کو بہت بڑا یقین تھا کہ آیہ رجم یقیناً نازل ہوئی تھی ہر گز منسوخ نہ تھی وہ اُسپر خود جناب رسولخدا کا اور اپنا عامل ہونا بھی بتاتے ہین علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر مین اُس کے متعلق فرماتے ہین کہ حضرت عمر نے یہ آیت خود جناب رسولخدا کی زبان مبارک سے سنی تھی بیچ مین کسی واسطہ کی ضرورت نہ تھی۔ ایسی حالت مین کسی قسم کا شک اور شبہ باقی نہین رہ سکتا اُن کو یقین کامل تھا کہ آیت آیت تھی قابل درج قرآن تھی مگراب نہین ہے کیا انصافاً اب بھی آپ کمی کے قائل نہ ہونگے کیا ایسی روایتین سُن لینے کے بعد بھی آپ اپنا وعدہ پورا نہ کرینگے۔

مولوی عبدالشکور صاحب

مجمع سُن رہا ہے کہ مبحث چھوڑ گئے۔ میرا سوال تھا کہ کیا حضرات شیعہ کا ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے۔ مین نے اُسکی تین توضیحین بھی کردی تھین وہ سب چھوڑ دین۔ پہلی اور تیسری وجہ کا تو نام ہی نہین لیا جاتا دوسری کے متعلق نہج البلاغہ مین سے حضرت علی مرتضیٰ کا ایک قول پیش کیا اور یہ بھی فرمایا کہ معصوم کا قول قیامت تک کے لئے حجت ہے اُس کے بعد فرض و تسلیم کا جھگڑا چھیڑ دیا۔ امام محمد باقر علیہ السلام کا قول اس کے بعد ہی اُسے کیون نہین قبول کرتے۔ پھر آیۂ رجم کا ذکر چھیڑ دیا بسم اللہ کی بابت فرمانے لگے۔ اجی جناب میرا تو یہ سوال تہا کہ آیا شیعون کا

ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے۔ آپ دور دور جبر نہین کہان کہان چلے جاتے ہین۔ بسم اللہ قرآن مجید مین ہے اور قرآن مستقل ہے یہ کسی نے نہین کہا حالانکہ یہ کسی نے نہین کہا۔ اول پہلے مسئلہ مین بحث کر لیجیے پھر جواب دونگا۔ سوال یہ ہے کہ حضرات شیعہ کا ایمان قرآن پر ہی یا نہین اور ہو سکتا ہے یا نہین۔ آپنے پہلی اور تیسری وجہ کو چھوڑ دیا دوسری کو فرماتے ہین۔ متقدمین کے قول دکھا ٹوٹے ہو گیا۔ مجھسے مطالبہ کیجیے۔

جناب امیہ۔ امام محمد باقر و امام جعفر صادق کے اقوال دکھلاؤن۔ پھر ایک اور بات بڑی نفیس ہے کہ زبان سے تو اقرار کرتے ہین کہ ہمارا ایمان قرآن پر ہے مگر لکھتے نہین۔ مین کیون تحریر کرانا چاہتا ہون کہ تقیہ کا احتمال اٹھ جائے۔ مین معاذ اللہ نبی کیون ہوتا ...... مین تو آپ کا ادنی غلام ہون۔ مین نے کہا تھا کہ آپ لکھدیجیے اور اگر یہی بات ہو تو مین کیا کرون یہ سب مجمع محسوس کرتا ہی کہ جو آپ کہتے ہین لکھتے نہین ہین ......

...... مین نے کہدیا کہ اگر آپ کتب اہلسنت سے تحریف کی ایک روایت بھی دکھا دین گو وہ احادیؔ سے ہو تو آج ہی مین مذہب اہلسنت پر خاک ڈالدونگا۔ آپ زبان سے تو فرماتے ہین تحریر نہین دیتے پرسون صاحب تفسیر صافی کو اخباری کہا تھا کل صاحب فصل الخطاب کو اخباری اور مجہول کہا خیر آپ ہرگز تحریر نہ کرین مین ناامید نہون لیکن اگر آپ تحریر فرمادین کہ تحریف کا قائل کافر ہے تو مین آپکو چھوڑ دونگا اب دو چاہتے ہین کہ پورا مسئلہ منقح بیان ہو۔ مجمع البیان ملاحظہ فرمایئے۔ میرے سوال کے تین جزو ہین جب تک وہ صاف نہ کر دیئے جائینگے آپ جو چاہیے کہے جایئے مین جواب نہ دونگا۔ آپنے کہا کہ جناب

امیر کے قول کو ماننا فرض ہو گو تقیہ ہی سے ہو بہر حال پہلی اور تیسری وجہ صاف کر دیجئے تو ازاد ر اعتقاد کا قول ثابت کر دیجئے۔ جو میں نے کہا ہے وہ لکھہ دینے کو تیار ہوں تمام مجمع انصاف کرنے کو موجود ہی۔ میں سب شیعون کی نسبت یہ نہیں کہتا کہ وہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتے ہیں یعنے جو عقیدہ سے واقف نہیں ہیں اُن کی نسبت یہ خیال نہیں رکھتا کہ وہ خارج از اسلام ہیں صرف وہ لوگ جو علمار کی روایات تحریف سے واقف ہیں اُن کا ایمان بالقرآن نہیں ہو سکتا۔ باوجود اس کے کہ آپ زبانی اقرار ایمان بالقرآن کرتے ہیں مگر تحریر سے انکار کرتے ہیں تعجب ہے ورنہ شاید میں یہ کہنے پر مجبور ہونگا کہ آپ کا دعوے زبانی ہی زبانی ہے۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

میری بھی یہی رائے ہے کہ ایک ایک مسئلہ طے کرنا چاہئے۔ خلط مبحث آپ خود کر دیتے ہیں اور الزام ہمپر عائد کرنا چاہتے ہیں۔ اسوجہ سے ضرورت پڑ جاتی ہے کہ مختصراً آپکی باتوں کا جواب حضار جلسہ کو سمجھانے کے لئے دیدیا جائے۔ کل جس مقام پر آپ نے ختم کیا تھا وہیں سے جواب دینا میرا فرض تھا۔ غالباً آپ کے ذہن میں وہ بات نہ رہی ہو جسپر آپ نے ختم کیا تھا آپ کا یہ دعویٰ تھا کہ سنیوں کی کتاب سے ایک روایت بھی تحریف کی دکھلا دی جائیگی تو میں اہل سنت اور مذہب اہل سنت پر خاک ڈالدونگا۔ میں نے اسی کی تعمیل کی آپکو بھی اپنا وعدہ پورا کرنا چاہیئے یہ آپسے کس نے کہا تھا کہ ایسا دعویٰ

کر بیٹھے۔ جب میں نے جواب شروع کیا تو اب آپ اپنی بات سے پھرتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ نہیں پہلے میری توضیحات کو طے کیجئے اور دہیں سے فرمائیے۔ میں نے اپنے علماء کے بھی اقوال دکھلائے اور آپ کے علماء کے بھی اقوال دکھلائے اور آپ پھر وہی فرمائے جاتے ہیں کہ جہاں سے جواب نہ ہوا ہو وہیں سے جواب دیا جائے میں تو شروع سے ہی جواب دے رہا ہوں۔ اب آپ نے فرمایا ہے کہ اگر شیعہ ہماری یہاں ایک صحیح روایت بھی دکھلاویں تو میں اپنے مذہب کو خیرباد کہدوں گا کیا کہوں میری مخاطب بہت ہی جلیل القدر ہیں کہ میری ضمیر کا حال بیان فرماتی ہیں میں وقت کیوں خراب کروں ایسی بات کیجئے کہ کوئی راہ راست پر آجاوے۔ اگر نہ ثابت کروں تو کہئے ورنہ یہ کیا کہ آپ وہیں جانا چاہتے ہیں۔ میں نے بسم اللہ کے بارے میں دو بحثیں بیان کی ہیں۔ پھر سمجھ لیجئے کہ آپکی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو بسم اللہ داخل قرآن ہے حائض پر اُسکا پڑھنا حرام ہے اور جو داخل قرآن نہیں اُسکو حائض پڑھ سکتی ہے۔ اور سورتوں میں جو شروع میں بسم اللہ لکھی ہے وہ داخل قرآن نہیں۔ اب فرمائیے کہ قرآن میں آپ کے علماء کے نزدیک زیادتی ہوئی یا نہیں۔ خدا کے لئے اب تو اسکو فرما دیجئے۔ پھر سمجھ لیجئے کہ سورتوں کے شروع میں جو بسم اللہ لکھی ہے تبرکاً ہی لکھی ہے قرآن نہیں ہے جب ما بین دفتین لکھا موجود ہے تو آپ کو ماننا پڑیگا کہ یہ زیادتی ہے۔ اگر دن کو کوئی دن نہ کہے تو ہرگز اُس کی روشنی پوشیدہ نہ ہوگی۔ تحریف کے معنی کم کردینا بدل دینا تغیر کردینا اور زیادہ کردینا کسی چیز کا ہے۔ یاد رکھئے یہ

یاد رکھنا کام آویگا۔ یہی وہ آیت ہے جس مین حضرت عثمان نے تغیر دیا ہے۔ جب تغیر ثابت ہو گیا تو اب تحریف نہ ماننا کیا معنی۔ مین یہ بھی دکھاتا ہون کہ خاص لفظ تحریف و تغیر بھی آپکی روایتون مین موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ تفسیر کبیر جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۳۹۹ (یہان عربی کی عبارت پڑھی جسکا ترجمہ کیا اور وہ یہ ہے)

روایت کی ہے ابن عباس کہ اُن لوگون نے زیادتی بھی کی کلام خدا مین اور کمی بھی کر دی۔ آگے اسی مین وجوہ تحریف پر بحث کی ہے۔ اب تو آپ کی جو شرط تھی پوری ہو گئی کہ کسی کتاب سے تحریف کی روایت دکھا دیجئے۔ مہربانی فرماکر اب تو اپنا وعدہ پورا کیجئے۔ اُدھر خاک ڈالکر اِدھر آجائیے

اور سنئے

علامہ جلال الدین سیوطی نے اتقان مین اُسی روایت کو صحیح لکھا ہے کیونکہ خود جناب رسولخدا کی زبان سے سُن لینا تو متواتر سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ حضرت عمر خود تصدیق فرماتے ہین کہ مین نے اس آیت کو خود جناب رسولخدا سے سنا کہ یہ آیت قرآن مجید مین موجود تھی اب بھی آپ کے خیال مبارک مین آیا یا نہیں۔

مولوی محمد سجاد صاحب صدر فرقہ شیعہ

صدر صاحب جلسۂ مناظرہ توجہ فرمائین کہ آپ ہماے اختیارات نمبر ۲ کے بموجب مناظر صاحب اہل سنت تکرار عبث فرما رہے ہین یا نہین

مولوی خلیل احمد صاحب صدر فرقہ سنیہ

شرط کو پیش نظر رکھیے جو آپ کے فرائض مین لکھی ہے۔ کسی سوال کے جواب مین ہم سائل ہین مجیب اہل شیعہ ہین۔ اگر یہ حضرات بھی جواب نہ دین تو ہم برابر مطالبہ کریگے۔ کیا اسکو تکرار سمجھتے ہین

مولوی محمد سجاد صاحب

صدر صاحب فرقہ اہل سنت نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ بجا کہ ابتدائی سائل ہم ہین لیکن دوران سلسلۂ سوال وجواب مین کبھی ہم مجیب ہوتے ہین وہ سائل اور کبھی ہم سائل ہو جاتے ہین اور وہ مجیب۔ یہ تو نہین ہو سکتا کہ بغیر اُن کے جواب دیئے سلسلۂ گفتگو جاری رہ سکے چونکہ دوران تقریر مین مناظر صاحب اہل سنت نے خود فرمایا تھا کہ ہماری کسی ایک کتاب سے ایک ہی روایت تحریف کی یعنے بیشی کی یا کمی کی۔ تغیر کی یا تبدل کی۔ متواتر نہ ہو۔ صحیح بھی نہ ہو۔ صحیح نہ ہو احادیث سے دکھا دیجئے مگر افسوس ہے ایک روایت کا بھی وجود آپ نہ دکھا سکینگے اگر کسی ایک کتاب سے ایک روایت بھی آپ نے دکھلا دی تو مین اپنے مذہب پر خاک ڈالدونگا۔

اب جبکہ روایت دکھلا دی اور ایک ہی نہیں بلکہ تین دکھلادین اور اُن کی طلب کی بموجب دکھلا دین اور تینون تحریف پر دال ہین تو اب اُسکا جواب دینے سے یا وعدہ پورا کرنے سے گریز کیون کیجاتی ہے۔ بہانے کیون ڈھونڈھے جاتے ہین۔ اور اُن کے جم

سوال کا بار بار جواب دیا جاچکا ہے اسلیے دوہرانا تکرار عبث ہے یا نہین۔ مناسب تو یہ ہے کہ ہماری پیش کردہ روایات کے جواب مین یا تو یہ فرمائین کہ یہ کتابین ہماری کتابین نہین یا یہ فرمائیے کہ ہمارے علمار کے اقوال غلط ہین یا یہ فرمائین کہ ان روایتون کا وجود نہین ہے۔ عجیب لطف ہو کہ نہ پیش کردہ روایات کو رد ہی کرتے ہین اور نہ تسلیم جناب والا ہم گریز کا موقع نہ دینگے۔ ہان یا نہین کا جواب دینا پڑیگا۔ آپنے تو ہم سے ایک ایک بات کو دس دس مرتبہ پوچھا ہے اور ہم بکشادہ پیشانی ہر مرتبہ آپکی تشفی کرتے رہے ہین۔ ہم نے تو آپکے سوال کے جواب مین آپکے حضرت عمرؓ جیسے بڑے جلیل القدر صحابی کی روایت پیش کی۔ اگر آپکو جواب دینا نہین تھا تو پھر آپنے یہ سوال ہی کیون کیا تھا اور اتنا بڑا دعوی کیون کیا گیا تھا۔ آپنے سوال کیا ہمنے اسکا جواب دیا اب جبتک آپ اسکو رد نہ کردین یا قبول نہ فرمالین تو ہمارے مطالبہ کو تکرار عبث نہین کہا جا سکتا۔ بلکہ آپکی طرف سے اسکا جواب ٹالنا اور پہلے سوال ردشدہ کو بار بار دوہرانا تکرار عبث ہے۔ اب ہم جواب مانگتے ہین لہذا جب تک آپ اسکا جواب نہ دینگے ہمتو سوال ہی کیے جائینگے۔

مولوی عبد الشکور صاحب

مین نے کہا تھا کہ میں حسب منشا بعض احباب آپ کے جواب تحریر کر دینے کے بعد تمام قیدین جو لگائی تھین سب اٹھالیتا ہون اور سوال کی طرف بلا رہا ہون۔ ہان البتہ زائد باتون کا جواب

ہرگز نہ دونگا اب مین آپکو اصل مسئلہ پر لاتا ہون میری دو شروط ہین یا تو آپ فرما دین کہ ایمان ثابت نہین کر سکتے اور تحریف ثابت کرین یا وہ تحریر لکھدیجئے تب قیدین اُٹھا دونگا تاکہ ایک مسئلہ تمام ہو۔ میری دو دعوے ہین وہ طے ہو جاوین اگر تمام علماء شیعہ جمع ہون تو تمام عمر جواب نہین دے سکتے یا آپ نص صریح متعلق تحریف دکھلا دیجئے تو طے ہو جاویگا مین تحریف وغیرہ پر بالکل بحث نہ کرونگا یا تو یہی لکھدیجئے کہ ایمانِ شیعہ قرآن پر ثابت نہین یا یہ کہونگا کہ ایک روایت صحیح دکھلا دیجئے سب باتین ختم ہیان نہین کہ آپ مجمع کے سامنے یہ کہین کہ دوسرا سوال پیش کر دیا یا تو نوشتہ لکھیئے یا تحریف کی روایت دکھائیے یہ اسوجہ سے کہ آپ نے فرقہ کو تسکین ہو آپ کی باتین سوال ہین کہتے بلی سورہ وغیرہ کے متعلق تو ہون اور قرآن کے متعلق ایک نہو۔ آپ میری شرط پوری کر دیجئے مین تصحیح کی شرط بھی اُٹھاتا ہون ہر دو شروط کا لحاظ رکھتے ہوئے۔

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

جو لوگ کہ جلسہ مین شریک ہین وہ فیصلہ کر چکے ہونگے اور خیال کر لیا ہوگا کہ کل تمام وجوہ ثابت کر دئے جنکا جواب نہ ہوا جسپر آج جھلا کر یہ کہا گیا کہ ایک روایت متعلق تحریف دکھلا دو تو مین ابھی مذہب اہل سنت پر خاک ڈالدونگا مین نے بھی جلالت قدر صدوق علیہ الرحمہ اور اُن کا اعتقاد قرآن مجید پر دکھلایا لیکن اُسکو منظور نہین کرتے اس لئے کہ جوابات غیر حاضر ہین مجھے یہ کہنے کا حق ہے کہ اگر وہ یہ جانتے کہ اسکے

پاس ایسی روایات ہین تو وہ دعویٰ ہی کیون کرتے یا تو مجمع یہ کہے کہ واقعی مین نے ثابت نہین کیا یا جناب صدر صاحب فرمائین کہ جہان سے آج شروع کیا ہے وہان کل ختم نہین کیا تھا قبل اسکے کہ میری نسبت لوگ کہدین کہ مبحث چھوڑ کر آگے بڑھ گئے تو پھر سمجھون اسوقت مجمع کہدے آپنے کل ہی کہدیا تھا کہ مسئلہ ناتمام رہا اگر یہ غلط ہے تو مین پھر اسی مسئلہ پر جانیکو تیار رہون اگر مجمع کہدے تو مین پھر حاضر ہون! لالہ کشن لال صاحب رئیس امروہہ اس موقع پر کچھ کہنے کے بیان کرنے کے لیے کھڑے ہوئے لیکن فرقۂ اہل تسنن نے صدر صاحب جلسۂ عام کو اس بات سے روکا کہ وہ لالہ صاحب موصوف کو کچھ کہنے کی اجازت نہ دین بالآخر وہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔

مولوی عبد الشکور صاحب

مین نے مخاطب صاحب کو کلام سے نہین روکا مین نے یہ کہا تھا کہ اگر آپ نوشتہ دیدین تو مین پھر سوال نہ کرونگا۔

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

مجھ کو آپ کے مراحم پر بہت امید ہے آپ تسلیم کر لیجئے کہ آپ کی بیان روایات صحیح مین تحریف ہے تب اسکے بعد آگے کہون اگر آپ تسلیم کرین تو ختم کر دون ورنہ آگے چلون۔

مولوی عبد الشکور صاحب

مین یہ عرض نہ کرونگا کہ آپ کا وقت قیمتی نہین ہے مین دوسری طرف توجہ نہ کرنے دونگا سوال میرا ہے مین تحقیقات اور تین وجوہ میری سوال مین ہین اُسکو ثابت کردیجئے مین مجمع کے سامنے لکھتا ہون سب جانتے ہین مین وہی کرونگا جو کہتا ہون یا اقرار کرین یا نوشتہ لکھدین پھر مین سب قیدین اٹھا لونگا اور آپ کو چھوڑ دونگا اور آپکی سب سنونگا اور اگر آپ دکھا دینگے کہ میرے یہان تحریف کی ایک بھی روایت ہے تو مین پھر وہی کہتا ہون کہ اپنے مذہب پر خاک ڈالدونگا

مولوی سید محمد سجاد صاحب صدر فرقہ شیعہ

ہمارا مقصد یہ ہے کہ مناظرہ منتج ہونے یہانپر حضرات فضول نہین آئے جو روایات حسب سوال مناظر صاحب اہل سنت پیش کی گئین اُن کے متعلق کتابین موجود ہین خواندہ حضرات خود پڑھ کر دیکھ لین ناخواندہ حضرات خواندوں سے دریافت کرین یا ڈون کتابین فریقین مین لکھی گئی ہین اس میدان مین جمع ہونے کی خاص وجہ یہی تھی کہ سب حضرات غور کرنے کو جمع ہوئے ہم صدر صاحب کا شکریہ بھی ادا کرینگے جیسے عبدالشکور صاحب نے کل شکریہ ادا کیا ہے چونکہ صدر صاحب آج ہی تشریف فرمائے صدارت ہوئے ہیں

مولوی عبدالشکور صاحب

(مخاطبہ) حاضرین جلسہ صدر صاحب میرا سوال یہ ہے کہ آیا شیعونکا ایمان قرآن پر ہے یا نہ سکتا ہے مین اسکی تین توجیہین بھی کر چکا ہون

جواب میں فرمایا جاتا ہے کہ ہمارا ایمان ہی جیسے تانا کہ آپ پریشان ہورہے
ہیں لہذا الحمد کیجئے۔ نہ تو بکتے ہیں نہ اقرار کرتے ہیں پر بڑا مایۂ ناز ہو کہ میرا
نام بلا لفظ مولوی لیتے ہیں۔ اپنے مولا علیؑ مرتضیٰ کے حکم کی پابندی کرتا
ہوں میں کچھ نہیں کہا چاہتا میرا ایک سوال ہے اور تین تحقیقیں اُن کا
جواب دیدیجئے تو اپنے اقرار کو حرف بحرف پورا کر دکھاتا ہوں جناب
صدر صاحب کو بہت توجہ دلاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ بلا توجہ کے بھی
توجہ ہو جاتی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میرا وقت بھی قیمتی ہے مجھے لوگ ہمیشہ
روکا کرتے تھے میں کبھی نہ رکا کرتا تھا کل میری زبان سے جو نکل گیا تھا
اُسکی آپنے کیوں گرفت کرلی میں تو یہ بھی کہہ چکا ہوں کہ ہم تو قرآن کی حمایت
کے لئے آئے ہیں اور آپ قرآن کے مقابلہ میں اور جنود الہیہ کے مقابلہ
میں۔ کچھ پرواہ نہیں ہم سب باتیں چھوڑتے ہیں صرف اسی پر مسئلہ
ختم کریا آپ اقرار کیجئے کہ جواب نہیں دے سکتے اور نہ ہو سکتا ہے یا تو تہ
دیکھو کہ ہمارا ایمان قرآن پر ہے اور جو تحریف کا قائل ہو وہ کافر ہے میں نے
کسقدر آزادی دی ہے تمام دنیا دیکھتی ہے لہذا میں بھی ختم کرتا ہوں
میرے نزدیک سوالات ملاحظہ ہوں بانوےیں سوال آپکی طرف سے آئے ہیں
یہاں سے بہت مختصر ہو گئے ہیں ڈرایا جاتا ہے وقت سے کہ بانویں سوال کو
طے ہونے میں بانویں دن تو صرف ہونگے۔ پھر میں کھڑے ہو کر کہتا ہوں
کہ پہلے ہی سوال پر ختم کرتا ہوں۔ آپ کی سوال نہ قرآن پر مبنیاد قرآن
میں تو اثاث الاصول اور استقصار الافہام دکھاتا لہذا میں نوعیت
سوالات دکھلا کر بہت خوش ہوا معلوم ہو گیا کہ آپکے سوالات اصول دین
بنی نہیں میری سوال کی نوعیت ہے ایمان بالقرآن۔ منشاء سوال یہ تھا اور

کہ سب مجمع کو دکھلا دوں یہی میں اپنے معتقدین کو سامنے کہتا ہوں
کہ آپ ایک بات بھی ثابت نہ کر سکے۔ میرا سوال یہ ہے کہ آیا حضرات
شیعہ کا ایمان قرآن پر ہے یا ہو سکتا ہے۔ مع تنقیحات و وجوہ۔ اسکے
فیصلہ کے بعد بڑا عمیق راز ہے جو واضح ہو جاویگا۔ میں نے دلائل بھی طلب
کی تھیں۔

(نوٹ) مولوی عبد الشکور صاحب نے تقریر آخری مولوی سبط
حسن صاحب کے وقت میں فرمائی بعد اُنکی تقریر کے ٹھیک ایک بجا صدر
صاحب جلسۂ عام نے مناظر صاحب فرقہ شیعہ کو دس منٹ وقت کی
اجازت دی مگر مناظر اہل سنت نے اُسکی مخالفت کی اور عام طور سے
جلسۂ اہل سنت کھڑا ہو گیا گو منتظمین جلسہ نے بہت روکا مگر مناظر صاحب
نے جلسہ برخاست کرا دیا اور کسی شخص نے حسب ایمائے مولانا عبد الشکور
صاحب اذان مسجد متصلہ میں شروع کر دی جسکا غالباً پہلے سے انتظام تھا۔

۵ دسمبر ۱۹۲۰ء

آج کے جلسہ میں کثیر تعداد سے شیعہ و سُنی حضرات نے شرکت کی
۹ بجے سے قبل ڈیڑھ ہزار کے قریب لوگ مکان مناظرہ میں جمع ہو گئے۔
سربر آوردہ اہل ہنود کی ایک معقول تعداد نے شرکت کی تھی اور چونکہ
آج تعطیل کا دن تھا لہذا اہل ہنود میں وہ لوگ جو بوجہ ملازمت اور
جلسوں میں نہ آسکے تھے وہ بھی تشریف لائے تھے لیکن سُنی علماء اور مناظر
صاحب کے انتظار میں ۹ بجے کے بعد سے بہت سے لوگوں میں بےچینی پیدا
ہوئی اور اس انتظار نے دس بجا دیئے اور جب دس بجگئے تو جلسہ میں

طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے لگے اور آپس میں چہ میگوئیاں کیجانے لگیں۔ خصوصاً وہ اہل ہنود جو روزانہ جلسوں کی شرکت کرکے تمام حالات دیکھ رہے تھے اور آج ہمارے پاس بیٹھے تھے عام طور سے یہ کہہ رہے تھے کہ اب مناظرہ تو ہو لیا غرض طرح طرح کے خیالات مجمع میں ظاہر کئے جا رہے تھے۔ جب اس انتظار میں بہت سا وقت صرف ہو گیا تو شیعہ پارٹی کے ایک صاحب اپنے اسٹیج پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو مخاطب کرکے فرمانے لگے کہ جناب شرائط کے موافق مناظر کی آمد کے لئے ایک گھنٹہ انتظار کا رکھا گیا تہا۔ اسپر بھی آپ کو غور کرلینا چاہئے۔ جسکا جواب خود شیعہ فریق کے لوگوں نے یہ دیدیا کہ اسکی پرواہ مت کرو۔ بالآخر گیارہ بجنے سے کچھ منٹ قبل مولوی عبدالشکور صاحب معہ اپنے ہمراہیان کے تشریف لائے۔ اسوقت موصوف کے چہرہ کی حالت نہایت متغیر تھی۔ اور ممکن ہے کہ شیخ العبد آبجہانی کے انتقال کا ملال اپنا اثر ڈال رہا ہو۔ بہرحال ان حضرات کے تشریف لانے سے حاضرین کے چہرہ بحال ہو گئے۔ ہر طرف خوشی کے آثار نمایاں تھے گویا انتظار کرنے والونکی محنت ٹھکانے لگنے کی اُمید پڑی لیکن حکیم اسرار الحق صاحب نے اپنے اسٹیج پر جھکر پرائیویٹ طور پر یہ کہا کہ تین تنقیحات جو بیان کی گئی ہیں اور اُسکا جو جواب شیعوں کی طرف سے دیا گیا ہے اُس کو شیعہ حضرات بیان کرینگے اور میں بحیثیت اس شہر کا باشندہ ہونے کے یہ فیصلہ کرونگا آیا سوال کا جواب ہو گیا یا نہیں اور بس۔ اسی پر آج کا جلسہ ختم کردیا جائیگا۔ پھر آج شام کو یہ طے کیا جائیگا کہ آیا مناظرہ جاری رکھا جائے یا نہیں اور اگر جاری رکھا جائے تو کسطرح

حکیم صاحب کی یہ گفتگو اپنے فریق کے لوگوں سے اگرچہ پرائیویٹ

گفتگو تھی لیکن ایسی آواز سے تھی کہ ہمنے اور ہماری ساتھ اور لوگون نے بھی سُنی اس کے بعد سید مسیح الحسن صاحب نے شیعون کے اسٹیج پر کہڑے ہوکر فرمایا۔

سید مسیح الحسن صاحب

مین سب حضرات حاضرین کیخدمت مین بہت تہوڑی سی بات ظاہر کرنا چاہتا ہون اور وہ یہ ہے کہ اسوقت تک سوال اہل سنت حضرات کی جانب سے ہوا اور شیعون کی طرف سے اُس سوال کا اور اُس کی ہر ہر توضیح کے جواب دیدیے گئے جسکو ہم لوگ کافی ووافی جواب سمجھتے ہین لیکن سُنی مناظر صاحب کہتے ہین کہ جواب کافی نہین ہوا۔ اس کی تصفیہ کی کوئی صورت اسوقت تک نہین ہوئی میری رائے مین مناسب ہوگا کہ باہر سے غیر مذہب کے کسی عربی دان پریسیڈنٹ کو بولایا جاوے اور تمام تقریرین اُن کے حوالہ کردیجائین وہ ان تقریرون کو پڑھ کر جو کچھ فیصلہ کرین وہ فریقین کو منظور کرنا چاہیے۔ اور اب شیعون کا سوال شروع ہونا چاہیے۔

حکیم اسرار الحق

حضرت۔ میرے مکرم سید مسیح الحسن صاحب نے ایک نہایت سنجیدگی کے ساتھ واقعہ کو عرض کیا ہے۔ (انتہا۔ یہی الفاظ حکیم صاحب کی زبان سے ادا ہوئے تھے) مین یہ نہین کہہ سکتا کہ مین اُسکا ہر ہر لفظ تسلیم کرنے کو تیار ہون۔ جو سوال سنیون کی طرف سے پیش کیا گیا تو

اُس کے جواب شیعون نے اپنی لیاقت کے موافق دیئے اور وہ اپنے نزدیک جانتے ہین کہ وہ کافی ہوگئے لیکن ہمارے مناظر کی سمجھ مین وہ کافی نہین ہوئے اسپر یہان اختلاف پڑا ہے اور اس کے فیصلہ کے لئے کل چار بجے سے اسوقت تک باہم گفتگو ہو رہی ہے۔ مین نے ایک تجویز پیش کی تھی کہ چونکہ اسوقت سنی اور شیعہ اور ہندو پبلک صاحب موجود ہین لہذا شیعہ صاحبان ان کے سامنے تمام تقریرین پھر پڑھدین اور فیصلہ پبلک کے ہاتھ مین چھوڑدین اس کے بعد وہ فرض سے سبکدوش ہوجائینگے۔ لیکن سید سبط رسول صاحب نے اس کو نہ مانا اور کہا کہ اس کے بعد بھی پھر وہی مقام آجاتا ہے لہذا اُن کے نزدیک اس کارروائی کا کوئی نتیجہ نہین نکلتا انکی خواہش یہ ہے کہ ایک صدر باہر سے تجویز کرکے بولایا جاوے اس کے متعلق مجھے یہ کہنا ہے کہ شرائط مین یہ طے نہین ہوا کہ ہم کسی مذہبی مسئلہ مین کسی دوسرے مذہب کے بزرگ کو حکم بنا ئین بلکہ پریسیڈنٹ کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ تکرار عبث کی حالت مین مناظر کو روک سکے علاوہ برین شرائط مین یہ طے ہوا ہے کہ دن مین جو تقریرین مناظرین کی ہوتی ہین انہین قلمبند کیا جائے اور آٹھ بجے رات تک فریقین کے مناظرین اپنے اپنے دستخط اُنپر کردیا کرین لیکن شیعون کی جانب سے تقریرون پر دستخط نہین دیئے گئے جسمین شیعون کی جانب سے قصور ہے مگر مین اسے فرار نہین کہتا۔ مقصد اس مناظرہ کا فرار نہین ہے بلکہ احقاق حق کیواسطے مناظرہ کیا گیا ہے مین اسپر الزام دینا نہین چاہتا جو تقریرین اہل سنت حضرات نے لکھی ہین انکی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ مکمل نہین ہین اور اُنپر دستخط نہین دیئے جاتے۔

مین پھر چھوٹے لفظون مین عرض کرنا چاہتا ہون کہ جب اہل سنت کے سوال کا جواب کافی طور پر آپنے دیدیا تو ایک مجیب جواب دینے پر اسطرح قادر ہے تو اُسے دوبارہ جواب دینے مین کیا دشواری ہے بلکہ ایسی حالت مین جو کچھ جواب مین خامی رہ گئی ہوگی وہ بھی پوری ہوجائیگی۔ گھنٹے گھنٹے ہوگئے ہم پھر گھنٹے کو تیار ہین۔

مین اسوقت ایک خبر دیتا ہون۔ ہمارے بزرگ شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب کا وصال ہوگیا ہے خلافت کمیٹی نے آج کا دن اُن کے ماتم کا طے کردیا ہے جسکا جلسہ آج شام کو جامع مسجد (یا نیاری) مین ہوگا۔ اہل تشیع اور اہل ہنود جو قومی درد دلمین رکھتے ہون اُن کو عام دعوت دیجاتی ہے کہ جلسہ مین شرکت کرین اور یہ بھی وعدہ کیا جاتا ہے کہ اس جلسہ مین مناظرہ کے متعلق کوئی گفتگو نہ ہوگی۔

مسیح الحسن صاحب

آپ فرماتے ہین کہ اسوقت شیعہ سنی اور اہل ہنود موجود ہین اُن کے سامنے فریقین کی تقریرین پڑھی جائین اور وہ خود فیصلہ کرینگے کہ جواب کافی ہوگیا یا نہین اس طریقہ مین کوئی ہرج نہ تھا مگر مشکل تو یہ ہے کہ شیعہ حضرات کہینگے کہ جواب کافی ہوگیا اور سُنی حضرات متفق اللفظ یہ کہینگے کہ جواب نہین ہوا۔ اب ان دونون فریق سے گیا اور صرف ایک فریق اہل ہنود کا ایسا رہجاتا ہے جو اس معاملہ مین بے تعلق اور آزاد ہے لہذا اسکا انحصار صرف اہل ہنود پر کردیا جائے۔ اسوقت شرکا رجلسہ مین بہت سے ذی فہم اہل ہنود ایسے موجود ہین جو روزانہ جلسون مین

شریک رہے ہیں۔ وہ اپنی ایمانداری سے اس معاملہ پر فیصلہ دے سکتے ہیں۔ وہ اپنے ایمان کے خلاف بلا وجہ عمل نہیں کر سکتے۔

آپ نے تحریروں کے متعلق اعتراض کیا ہے کہ شیعہ صاحبان دستخط نہیں کرتے رات خود آپ کے سامنے ثابت کر دیا گیا تھا کہ ہماری تقریریں بالکل مکمل ہیں اور تیار ہیں لیکن جب تک آپ کے یہاں کی تقریریں مکمل نہ ہوں کسطرح اس پر دستخط دئے جا سکتے ہیں ہمیں چونکہ احقاق حق منظور ہے لہذا ہم اسوقت تک آپ کی غلطیوں کو نظر انداز کرتے رہے ہیں۔

حکیم اسرار الحق صاحب

مجھے معاف کیجئے اگر میں یہ عرض کروں کہ موجودہ پبلک میں سنی اور شیعہ کو بقدر مبطر حرم سمجھا جاتا ہے کہ دس بیس افراد بھی اس قابل نہیں جنہیں آپ ماننے کو تیار ہو سکیں میں اپنے بزرگ شیعہ حضرات میں ہزار نہیں تو سو دو سو ایسے دکھا سکتا ہوں جو سچائی سے فیصلہ دے سکیں اسی طرح سنی حضرات میں بھی بہت سے افراد ایسے موجود ہیں۔ اہل ہنود جنکی تائید اور فیصلہ پر میرے بھائی راضی ہو جاتے ہیں ان کو گو فریقین سے کوئی تعلق نہیں لیکن قومی عزت کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ مناسب نہیں ہے مجھے ہندو بھائیوں سے عرصہ دراز سے نیاز مندی حاصل ہے میرا یہ مقصد نہیں کہ وہ کسی طرفداری فیصلہ پر تیار ہو جائیں گے لیکن مذہبی متنازعہ ایک مذہب کے ماننے والے قرآن پاک اور اقوال علماء اور مذہبی مسائل کو اہل ہنود کے ہاتھ میں دیدیا اور انکا صرف اتنا فرما دینا کہ فلاں فرقہ ہار گیا اور فلاں جیت گیا میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ذی فہم مسلمان ایسا کر سکتا ہو۔ وہ قرآن کے ترجمہ کو نہ کر سکتے ہوں۔ اقوال علماء کے معنی نہ سمجھ سکتے ہوں ان پر فیصلہ ماننے کو تیار ہو جائیں میں ایسے ماننے کو ہرگز تیار نہیں ہوں۔

اس کے بعد سنی حضرات نے جلسہ کو ختم کرنا چاہا کہ مولف روئداد یعنی
سید مجاہد حسین جوہر نے شیعہ اسٹیج پر کھڑے ہو کر عام حاضرین کو اپنی طرف
مخاطب کیا اور مندرجہ ذیل فقرات ادا کیے۔

سید مجاہد حسین جوہر مولف روئداد مناظرہ

حضرات اس وقت یہ کہا گیا ہے کہ شیعہ حضرات کے یہاں تقریریں نہیں
لکھی جاتیں۔ یہ واقعہ بالکل غلط ہے اور سراسر جھوٹ ہے۔ اس سے
حاضرین کو محض مغالطہ دینا مقصود ہے۔

اصل یہ ہے کہ ہمارے مخالف فریق اہل سنت نے اسکی اہمیت پر کبھی غور ہی
نہیں کیا۔ ان کے یہاں آج تک کوئی تقریر نہیں لکھی گئی اسکا تذکرہ آج سے قبل بھی
آچکا ہے اور اسی وجہ سے میرے معروضہ پر سنی حضرات نے دوسرے روز کے
جلسہ سے اپنے رپورٹروں کو میرے پاس بٹھانا شروع کر دیا ہے جو اس وقت
بھی میرے پاس بیٹھے ہیں لیکن وہ کوئی تقریر نہیں لکھ سکے نہ ان کے قلم میں
اس قدر قدرت ہے اور نہ اس قدر تیزی کے ساتھ وہ تقریر لکھ سکتے ہیں
جسکا فیصلہ اسی وقت اور اس طرح ہو سکتا ہے کہ حکیم اسرار الحق صاحب جو ابھی
ابھی تقریر کر کے اپنی جگہ پر بیٹھے ہیں انکی تقریر یا تو ان کے رپورٹر اسی وقت
حاضرین جلسہ کے سامنے پڑھکر سنا دیں یا میں سناتا ہوں (کاغذات دکھا کر)
یہ تقریر میرے پاس موجود ہے اور میں نے ابھی ابھی لکھی ہے اسے لفظ بلفظ
پڑھکر سنائے دیتا ہوں اسی پر جھوٹ اور سچ عام حاضرین پر کھل جائے گا۔

کسی معاملہ میں چالاکی سے کام لینا اور بات ہے اور ایمانداری و
واقعیت کے ساتھ پبلک پر ظاہر کرنا اور چیز۔

اس تقریر پر سکوت کا عالم حضرات اہل سنت پر طاری ہو گیا اور کوئی جواب بغیر
لہجہ کی شکایت کے نہ دے سکے جس سے عام حاضرین نے پوری پوری طرح
سمجھ لیا کہ حقیقت یہی ہے۔ حکیم اسرار الحق صاحب بھی خاموش تھے۔ اگر ان کے
یہاں کوئی لکھنے والا تقریروں کو لکھ سکتا تو اسی وقت حکیم صاحب کی تقریر کو یا دوسری
تقریروں کو پڑھکر عام حاضرین کے سامنے سنا سکتا تھا۔ گویا اس جھوٹ اور
چالاکی کے کھل جانے پر جو کچھ پشیمانی ہوئی اسکا اندازہ وہی لوگ کر سکے جو اس
جلسہ میں موجود تھے۔

میری اس تقریر کے وقت علاوہ امروہہ کے ہندو مسلمانوں کے بیرونی مقامات
دہلی، مظفر نگر وغیرہ کے حضرات بھی موجود تھے اور سب نے اس معاملہ کو بخوبی دیکھا اور
سچ اور جھوٹ کا اچھی طرح اندازہ کر لیا۔

اب یہ جلسہ برخاست ہوا اور پھر شام کے وقت سنیوں نے اپنا ایک جلسہ شیخ الہند
کے انتقال پر اظہار ملال کی غرض سے مسجد پان بازار میں منعقد کیا۔ اس جلسہ میں
اصلی مقصد کے ساتھ حکیم اسرار الحق صاحب نے مناظرہ کے متعلق بھی خلاف معاہدہ
تقریریں کیں جنمیں ظاہر کیا گیا تھا کہ شیعہ مناظر ہمارے سوالوں کا جواب ہرگز نہیں دے سکتے
اس کے بعد شیعہ صاحبان کی طرف سے ایک چھپا ہوا اعلان شائع ہوا جس میں یہ
اعلان کیا گیا تھا کہ کل مناظرہ ہوگا سب صاحبان جلسہ میں شرکت فرمائیں
اس اعلان نے سنی حضرات میں ایک عجیب ہلچل ڈالدی چنانچہ حضرات اہل سنت
سید محمود حسن صاحب کے یہاں تشریف لائے جنمیں حکیم اسرار الحق صاحب
مولوی آل احمد صاحب وکیل و آنریری مجسٹریٹ۔ قاضی [illegible] صاحب [illegible] شامل ہوئے
ان حضرات نے اس امر کی شکایت کی کہ آپکا اعلان جو شیعوں کی طرف سے شائع
ہوا ہے یہ کیوں شائع کیا گیا جس کا جواب شیعوں کی جانب سے یہ دیا گیا کہ چونکہ

ہمارے مناظر صاحب نے سُنّی مناظر کے سوال کا جواب کافی طور پر دیدیا ہے
بعد ازاں ہمارا سوال پیش ہو گا چنانچہ کچھ دیر اس پر بحث رہی۔ حکیم اسرار الحق صاحب نے
فرمایا کہ مناظرہ بند کر دینا چاہئے جس کے جواب میں یہ کہا گیا کہ آپ کو پہلے ہی سمجھنا
چاہئے تھا جب ہماری طرف سے آپ کے سوال کا جواب کافی طور پر دیدیا گیا تو
پھر ہمارے سوال کے جواب دینے سے کیوں گریز کی جاتی ہے۔

اس جلسہ میں ایک صاحب نے حکیم اسرار الحق صاحب سے دریافت کیا کہ آپ نے
پرانی شاہی مسجد میں جو تقریر کی تھی وہ کیا تھی ذرا خود ہی اُسے بیان فرما دیجئے
مناظرہ کے متعلق اس جلسہ میں کیا کہا تھا جس کے جواب میں حکیم صاحب نے فرمایا
کہ میں نے ضرور اس جلسہ میں کہا تھا کہ شیعہ صاحبان کی طرف سے کافی جواب
ہمارے سوال کا نہیں ہوا۔ اس پر شیعہ صاحبان نے شکایت کی کہ آپ نے
ہمیں اس جلسہ میں مدعو کرنے کے خلاف وعدہ اور خلاف واقعہ ایسا عمل کیوں کیا
تب حکیم صاحب نے فرمایا کہ میں نے چاروں طرف نظر ڈالکر دیکھ لیا تھا کہ
اس جلسہ میں کوئی شیعہ صاحب تو نہیں ہیں اس پر سید منہاج الحسن خان صاحب نے
فرمایا کہ جناب والا ایک تو میں ہی وہاں بیٹھا تھا اور پندرہ بیس حضرات شیعہ اور
موجود تھے تب حکیم اسرار الحق صاحب نے کہا

چونکہ ہمارے فریق پر آپ کے مناظر صاحب کی تقریروں کا بہت
بڑا اثر پڑا تھا اس لئے ہم نے اُن لوگوں کے قلوب کو ٹھنڈا کرنے
کے لئے ایسا عمل کیا تھا مجھے اس کی سخت ضرورت تھی اور میں
اب آپ حضرات سے معذرت کرتا ہوں۔

اس پر سید سبط رسول صاحب نے فرمایا کہ ذرا آپ پھر اس کا اعادہ فرمائیے
کہ وہ کیا وجہ تھی جس نے آپ کو ایسی تقریر کرنے پر اس جلسہ میں مجبور کر دیا تھا۔

میں پھر سننا چاہتا ہوں۔ چنانچہ حکیم صاحب موصوف نے پھر وہی الفاظ زبان
سے ادا کئے اور کہا کہ سید صاحب آپ بار بار [illegible] پہنچنے ہیں حقیقتاً تحریف قرآن
کے متعلق ہمارے فریق پر بہت بڑا اثر پڑا تھا اسی وجہ سے لوگوں کا دل ٹھنڈا کرنے
کے لئے میں نے اپنی تقریر میں ایسا کہا تھا لیکن یہ کہنے کے بعد حکیم صاحب کچھ سوچنے
لگے اور پھر خاموش ہو گئے اور پھر اس جلسہ میں مناظرہ بند کرنے پر زور دیا گیا لیکن
شیعہ صاحبان کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا گیا یا تو آپ تحریر دیں جس سے کہ شیعہ
جواب کافی ہو گیا ورنہ کل ہمارا سوال ضرور پیش ہونا چاہئے۔ اس پر سنی حضرات
کی طرف سے یہ آواز پیدا ہوئی کہ فساد ہونے کا احتمال ہے جس کے جواب میں شیعہ
صاحبان نے کہا جو جیسا کرے گا وہ خود اس کا نتیجہ بھگتے گا۔ اس پر سنی صاحبان یہ
کہکر اٹھ کھڑے ہوئے کہ اچھا دیکھا جائے گا۔ ۲۶ دسمبر کو مناظرہ بند رہا اور جناب
صدر الافاضل مولانا السید سبط حسن صاحب قبلہ نے اپنے مقام پر لوگوں سے یہ ارشاد فرمایا کہ مولوی [illegible]
صاحب کو جواب کے متعلق کچھ شکوک باقی رہ گئے ہوں تو انھیں یہاں میرے پاس بلا لیا جائے [illegible]
وہ مجھ سے ان شکوک کو رفع کر سکتے ہیں۔ بالآخر ۲۷ دسمبر کو بوقت ۸ بجے صبح ایک جدید تحریری
معاہدہ فریقین میں ہوا جس کا مضمون یہ تھا کہ چونکہ اہلسنت حضرات کے مناظر صاحب یہ فرماتے ہیں کہ تیسرے سوال
اول کا جواب کافی نہیں ہوا اور شیعہ حضرات کے مناظر صاحب یہ فرماتے ہیں کہ ہم جواب کافی دے چکا لہذا بنظر رفع
نزاع باہم فریقین یہ امر قرار پایا کہ مناظرین فریقین مع حکم کے جو پنچ مذہب ہوں اور [illegible]
ایک جگہ بیٹھکر اس پر نظر کریں کہ کونسی تنقیح اور توجیہ سوال مذکور کا جواب ہوا اور کونسی کا جواب نہیں ہوا
یعنی کی تقاریر لفظاً لفظاً [illegible] فریقین کے دستخط کرا لئے جاویں گے اور ایک دوسرے سے مقابلہ
لیں گے اور اس کارروائی سے ختم ہونے کے بعد فوراً دوسرے روز جلسہ عام میں وہ تقاریر سنا دی جاویں گے بعد شیعہ
مناظر [illegible] ہو جاوے گا۔

روئداد جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۰ء

[illegible] بجے کے بعد یہ جلسہ مکان مناظرہ میں منعقد ہوا۔ فریقین سے پچیس پچیس اشخاص

علاوہ چار معزز اہل ہنود بھی شریک تھے۔
اس جلسہ کی نشست بیشتر کی طرح نہ تھی۔ مولانا السید سبط حسن صاحب نے خود اہل
سنت حضرات اور مولوی عبدالشکور صاحب کو اپنے قریب بلا لیا تھا گویا اہل
دونوں فریق اور مناظرین حضرات فرش پر تھے۔ اہل ہنود دونوں فریق کی کروٹ
میں بیٹھے تھے۔ مولوی عبدالشکور صاحب نے اس طرح کارروائی شروع کیا
اولاً فریقین کی جانب سے تقریریں لکھانے کا یہ انتظام کیا گیا کہ مولوی عبدالشکور
صاحب اپنی تقریر نہایت آہستہ آہستہ رک رک کر رپورٹران کو لکھا رہے تھے اور
جناب مولانا سید سبط حسن صاحب سے بھی ایسی ہی خواہش کی گئی لیکن اس طرح
رک رک کر بولنے اور لکھانے کے لئے بہت بڑے وقت کی ضرورت تھی لہذا پھر
جلسہ ہائے سابق کی طرح فریقین کی جانب سے تقریریں ہوتی رہیں اور اب
سنی حضرات کے رپورٹران تقریروں کے لکھنے سے عاجز رہے۔ البتہ
ہمارے یہاں میں خود سابق کی طرح ان تقریروں کو لکھتا رہا جو ذیل میں
درج کی جاتی ہیں۔

۷ر دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء

مولوی عبدالشکور صاحب

میرا سوال یہ ہے کہ کیا حضرات شیعہ اپنے اصول مذہب اور کتب معتبرہ کی
رو سے اپنا ایمان قرآن مجید پر ثابت کر سکتے ہیں۔ میرے اس سوال کی بنیاد
تین چیزوں پر ہے۔ اس وقت پہلی بنیاد کی بابت پوچھتا ہوں کہ اس کا کیا جواب ہے
وہ پہلی بنیاد یہ ہے کہ حضرات شیعہ نے راویان دین کی پہلی جماعت کو بلا استثنا
کاذب مانا ہے تو ان کی روایت سے جو قرآن مجید ملا کیا وہ ایسا قابل وثوق

ہوسکتا ہے کہ اُسپر ایمان رکھنا ضروری ہو۔ اور جو اُسپر ایمان نہ رکھے وہ کافر ہوجائے
اور بس

مولوی سید سبط حسن صاحب

اس وقت میں یہی چاہتا ہوں کہ میرے قلب میں یہ بات آئی ہے کہ بطور افہام عرض کروں میں اہل سنت سے عرض کرتا ہوں کہ وہ مجاز ہیں کہ مجھ سے دریافت کریں۔ اس وقت مناظرہ کی صورت نہیں ہے لہذا میں اجازت دیتا ہوں کہ ہر شخص پوچھ سکتا ہے۔ آجکی یہ باتیں خلاف قاعدہ نہوں گی کیونکہ آجکا جلسہ کوئی باضابطہ جلسہ نہیں ہے محض افہام و تفہیم کی غرض سے مخصوص حضرات شریک ہوسکے ہیں میں نے عرض کیا ہے کہ میں ہر شخص کی تسکین کردونگا جناب کے شبہہ کی بنیاد اول جس میں ایک جزو یہ ہے کہ خود راویوں نے پہلے راویان کو کاذب سمجھا ہے۔ بلا استثناء راوی کلینی کی روایت ہے یہ قرآن ملا ہے لہذا جب راوی مشتبہ ہوگئے بلکہ شیعوں کے نزدیک وہ قابل اعتبار نہیں ہیں پھر شیعوں کا ایمان اس قرآن پر کس طرح ہوسکتا ہے۔ کیونکہ جب وہ راویوں ہی کو صحیح نہیں مانتے یہ تو تنقیح ہے کلام کی۔

اب میں بہ ادب گزارش کرتا ہوں کہ جو جو ہم تک روایت ملے اس میں راوی کی جانچ ہوتی ہے کہ آیا وہ صادق اللہجہ یا کاذب اللہجہ عادل ہے یا غیر عادل مومن ہے یا کافر۔ اور اسی قسم کے اوصاف جنکی بابت جانچ دل میں کی جاتی ہے لیکن جو خبر اجمالاً قطع و یقین اور بذریعہ تواتر قطعی کہ جو مفید قطع و یقین ہو اس میں یہ نہیں پوچھا جاتا کہ کس نے خبر دی جیسے وجود مکہ و مصر۔ افریقہ وغیرہ۔ ان شہروں کا وجود تواتر کے ذریعہ سے ہمکو معلوم ہوگیا ہے۔ لہذا ہم نے اور سب عاقل نے بھی اس بات پر بحث نہیں کی کہ کس کس کی خبر سے ہم کو مکہ کا

وجود معلوم ہوا ہے۔
قرآن مجید کسی ایک راوی یا دو اور تین راویوں کے بیان سے ہم تک نہیں پہنچا
تاکہ ہم ان کی توثیق چاہیں بلکہ وہ بذریعہ تواتر پہنچا ہے۔ جس میں اگر کفار بھی
شامل ہوں تو تواتر میں کوئی قدح نہیں ہو سکتی اس لئے قرآن پر ایمان لانا اور
جماعت اول کا قدح کرنا منافات نہیں رکھتا۔ جواب اول ختم ہوا پہلے بحث
اور تنقید کر لیجئے۔

مولوی عبد الشکور صاحب

میری گزارش اس جواب کے متعلق یہ ہے کہ میرے سوال کی بنیاد میں دو
پہلو تھے ایک یہ کہ راویان قرآن کی پہلی جماعت کو بلا استثنا کاذب مانا ہے
دوسرے یہ کہ نہیں۔ آپ کے اس جواب سے معلوم ہوا کہ آپ نے پہلی
شق کو تسلیم کر دیا یعنی یہ کہ راویان قرآن کی پہلی جماعت بلا استثنا کافر ہے
اب آپ کا فرمانا صرف یہ ہے کہ راوی کی جانچ اس چیز میں ہوتی ہے جو
بطریق روایت ہے اور جو بطریق تواتر ہے اس میں جانچ نہیں ہوتی حتیٰ کہ
کافر اور مسلم کا بھی امتیاز نہیں کیا جاتا اور آپ نے مثال میں مکہ اور مصر فرمایا
میری غرض اولاً یہ ہے کہ روایت و تواتر میں دونوں کو آپ نے ایک دوسرے کا
مقابل قرار دیا ہے حالانکہ تواتر بھی روایت کی ہی ایک قسم ہے۔ ثانیاً خبر
متواتر کے راویوں کی جانچ نہ ہونا اس وقت ہے جب یہ مان لیا جائے کہ
خبر متواتر کے راوی جھوٹ نہیں ہو سکتے اور جھوٹ میں متفق نہیں ہو سکتے۔
[illegible] مسلم ہونا اور خبر صادق کا ذب ہونا اور چیز ہے۔
[illegible] مان لیا کہ وہ سب کے سب کاذب تھے ان کی روایت کسی
[illegible] مفید قطع و یقین نہیں ہو سکتی۔

وجود مکہ و مصر کے راویوں کا کاذب ہونا آج تک کسی نے نہیں مانا اگر بالفرض آج کوئی شخص وجود مکہ و مصر کے راویوں کو بلا استثنا کاذب مان لے تو اُس کے حق میں وجود مکہ و مصر کی خبر بھی مفید قطع و یقین نہ رہے گی۔ پس اب جناب کو یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ جس خبر تواتر کے راویوں کی پہلی جماعت بلا استثنا کاذب مانی جاچکی ہو وہ خبر بھی مفید قطع و یقین ہو سکتی ہے۔

ثانیاً ایک لفظ جناب والا کے ارشاد میں لفظ بذریعہ تواتر سے پہلے بطریق قطع و یقین کی بھی ہے اُس کی نسبت بھی فرماویں کہ طریق قطع و یقین سے بھی تواتر مراد ہے یا کوئی اور چیز۔ کوئی اور چیز مراد ہو تو بیان فرمادیں۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

میں نے جو جواب خدمت میں حاضر کیا ہے اُس میں میں نے کوئی لفظ بلا استثنا کا کلمہ نہیں کہی۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اگر راویان صف اوّل میں کوئی قدح ہو اور کذب کو بھی تہ کر دیا ہے وہ کسی قسم کی قدح ہو میں نے کذب کو معین نہیں کیا میں نے نہ تو کاذب بلا استثنا کہا نہ جناب یہ فرما سکتے ہیں کہ میں نے بلا تسلیم کر لیا۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ اگر صف اوّل میں کوئی قدح بھی ہو تو بھی ایمان قرآن پر ہے۔

دوسرے بلا استثنا کسی لفظ کو میں تسلیم نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ وہ لوگ جن کی قدح مذہب شیعہ میں وارد ہے وہ سب نہ تھے بلکہ میں اُن لوگوں کو استثنا کرتا ہوں اور جو معصوم اور تابعین تھے انھیں تسلیم کرتا ہوں۔

نہ بہا میں کس طرح بلا استثنا کاذب کہہ سکتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ وہ لوگ جو ہمارے خیال میں کامل الایمان نہ تھے

یا وہ کبھی کوئی جھوٹ بولے ہوں تو وہ شخص جو کبھی جھوٹ بولا ہے۔ خصوصاً وہ لوگ جو صادقین میں موجود ہوں تو کاذب کیسے ہو سکتے ہیں۔ قرآن مجید کے موقع پر سب کا جھوٹ بولنا صادق نہیں آتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ جسطرح پر قرآن کی روایت کی گئی ہے بلکہ اگر جناب دیکھیں تو دکھاؤں گا کہ صنف اول نے تواتر ہی کو لکھا ہے غیر تواتر کو ترک کیا ہے۔ صنف اول ہی تواتر کے لئے نہیں ہے (اس کے بعد ایک عبارت پڑھی) اور فرمایا کہ تواتر کو صحابہ نے خود لکھا ہے کہ جو متواتر تھا لکھنے کے وقت تواتر کو لکھا ہے۔ غیر متواتر کو ترک کر دیا ہے۔ اس کے متعلق دکھا دوں گا۔

میرا یہ کہنا کہ روایت سے اگر معلوم ہو تو راویوں کی جانچ تواتر سے نہیں ہوتی اگر تواتر کہا ہے۔ روایت کے مقابلہ میں لانا دلیل اس کی ہے کہ ایک وہ چیز جو مفید ظن ہو اور دوسری وہ جو مفید یقین ہو۔ ایک مفید علم ہے اور ایک نہیں ہے؛ جس وقت یہ باتیں طے ہو چکیں اور آپکو معلوم ہو چکا کہ میں ہرگز صنف اول کو بلا استثناء کاذب نہیں کہتا اور میرا قول ہے کہ وہی لکھا ہے جو متواتر ہے۔

مولوی عبدالشکور صاحب

جناب والا کی تقریر میں دو باتیں ایسی ہیں کہ اگر اُنکا جواب مجھے ملجائے تو معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔

(۱) آپ نے فرمایا کہ میں راویان یا احادیث کی پہلی جماعت کو بلا استثناء کاذب نہیں مانتا ہوں بلکہ معصوم اور اُن کے تابعین کو مستثنیٰ سمجھتا ہوں۔ اس موقع پر میرے ذمہ بار ثبوت عائد ہوتا ہے کہ میں آپ کی کتب معتبرہ سے دکھاؤں کہ کوئی مستثنیٰ نہیں ہے بلکہ معصوم اور اُن کے تابعین اس صنف میں سب سے

سابق ہیں چنانچہ پیش کرتا ہوں۔ اصول کافی صفحہ ۴۱۳ عن ابی بصیر قال قال ابو عبد اللہ التقیۃ من دین اللہ قلت من دین اللہ قال ای واللہ من دین اللہ ولقد قال یوسف ایتھا العیر انکم لسارقون واللہ ما کانوا سرقوا ولقد قال ابراھیم انی سقیم واللہ ما کان سقیما۔ ابو بصیر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ تقیہ دین خدا سے ہے میں نے عرض کیا کہ دین خدا سے ہے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہاں خدا کی قسم دین خدا سے ہے اور بتحقیق کہ یوسف نے کہا کہ اے قافلہ والو تم چور ہو خدا کی قسم انھوں نے چوری نہیں فرمایا تھا اور حضرت ابراہیم نے کہا کہ میں بیمار ہوں خدا کی قسم وہ بیمار نہ تھے اس روایت سے معلوم ہوا کہ جو چور نہ تھا اس کو چور کہنا تقیہ ہے۔ اسی کو تمام دنیا کے لوگ جھوٹ کہتے ہیں اور جو بیمار نہ تھا اس نے اپنے کو بیمار کہا۔ اسی کو دنیا جھوٹ کہتی ہے اور اسی معنی کے اعتبار سے تقیہ اور منافقت میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس جھوٹ کے مرتکب وہ معصوم ہیں جن کا اس میں ذکر ہے۔ دوسری روایت میں صفحہ ۴۸۴ پر ہے (مطبوعہ نولکشور) ان حضرات معصومین کی بابت بھی یہی چیز ثابت ہوتی ہے جن کو آپ کے مذہب نے امام مانا ہے۔ اس روایت کا ترجمہ یہ ہے یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ میرے دین سے ہے اور میرے باپ دادا کے دین سے ہے۔ اور جو تقیہ نہ کرے وہ بے ایمان ہے۔ میں نے اپنے خیال میں استثناء کا غلط ہونا ثابت کر دیا۔ مزید شواہد کی ضرورت ہوگی تو وہ بھی پیش کروں گا۔

دوم۔ آپ نے فرمایا کہ جو کبھی جھوٹ بولے اسکا ہر وقت جھوٹ بولنا جائز نہیں یعنی جھوٹا کبھی سچ بھی بول دیتا ہے اور اس کے کلام میں ہر وقت

ضروری نہیں کہ جھوٹ ہی ہو۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ اسوقت یقین کیساتھ کہتے شک سے کوئی فائدہ نہیں نکلتا۔

سوم۔ آپ نے فرمایا کہ صحابہ نے اس قرآن کو لکھا جو متواتر تھا غیر متواتر کو لکھا ہی نہیں۔ اسکا ثابت کرنا اپنی کتب سے لازم ہے۔ کتب اہل سنت کا حوالہ نہ سنا جائے گا۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

میں نے تو یہ چاہا تھا کہ اس جلسہ میں اجزائے سوال جسکا ذکر جلسہ مناظرہ میں ہوا تھا اُن کو دو دو لفظوں میں ختم کر دوں اور کوئی دوسرا مسئلہ اس وقت تک شروع نہ کیا جائے جب تک کہ پچھلے سوال کے تمام اجزا طے نہ ہو جائیں۔ شرائط مناظرہ بھی اسی امر کو ظاہر کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص درمیان مسئلہ میں کسی دوسرے مسئلہ کو شروع کر دے گا تو اس نے گویا شرائط مناظرہ کے خلاف کیا اور اس کی شکست سمجھی جائے گی لیکن چونکہ آپ اس امر کو بار بار زبان پر لاتے ہیں اس لحاظ سے میں شرائط مناظرہ سے قطع نظر کر کے چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ تقیہ بھی آپ کے حسب دلخواہ یہیں طے کروں۔ سنئے تقیہ اور کذب یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں اور ان کے الفاظ بھی الگ الگ ہیں اور معنی میں بھی زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کذب کے معنی کسی چیز کو بلا ضرورت شرعیہ غیر مطابق واقعہ بیان کرنا ہے اور تقیہ اس کا نام ہے کہ جان و آبرو کی حفاظت کی غرض سے کسی ایسی بات کا بیان کرنا جو خلاف واقع ہو یا اس طرح بیان کرنا جس سے لوگ اس معنی کو سمجھیں جو ظاہر میں خلاف واقع ہیں۔ اس معنی کے اعتبار سے تقیہ آپ کے اور ہمارے دونوں مذہبوں میں

موجود ہے۔ اور خود آپ کے خلیفہ اول صاحب نے اس پر عملدرآمد کیا ہے۔
بخاری جلد ۵ صفحہ ۶۲ میں یہ واقعہ مرقوم ہے کہ جس وقت جناب رسالتمآب شب ہجرت
غار کی طرف تشریف لئے جا رہے تھے اور حضرت ابوبکر بھی آپ کے ساتھ تھے
تو کافروں میں سے ایک شخص نے حضرت ابوبکر سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص
تمہارے ساتھ ہے انھوں نے جواب دیا کہ ان ھذا الرجل یھدینی السبیل
یعنی یہ شخص مجھے راستہ بتاتا ہے۔ یہ ایسے الفاظ تھے کہ سمجھنے والا یہ سمجھا کہ
کی وجہ سے راہ بھول جانے کے خوف سے راستہ بتانے والا ہے اور مقصود
ابوبکر کا یہ تھا کہ یہ شخص ہدایت کرنے والا ہے (یہ کل واقعہ بخاری میں موجود ہے)
یہ تو وہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ جناب رسالتمآب ہیں کیونکہ اس کے ظاہر کرنے میں
جان کا خوف تھا اس وجہ سے ایسے الفاظ فرمائے کہ جس سے وہ شخص دوسرے
سمجھ کر مطمئن ہو گیا اور چلا گیا۔ اسی کا نام تقیہ ہے کہ جان و آبرو کے خوف سے
ایسے الفاظ بیان کرنا جو ظاہر میں خلاف واقع معنی رکھتے ہوں یا بعض
ضرورتوں کی وجہ سے (جان و مال و آبرو) کی وجہ سے خلاف واقع کا بیان
کرنا اور ہم نے آپ ہی کی کتاب سے ثابت کیا کہ یہ آپ کے یہاں بھی موجود ہے۔
اس کے علاوہ دوسری کتاب کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیے مواہب مدینہ
صفحہ ۳۱۳ قال الخطابی قال العلماء ما وقع فی قصۃ ابی جندل
علی وجھین احدھما ان اللہ قد اباح التقیۃ للمسلم ان خاف
الھلاک ورخص لہ ان تتکلم بالکفر مع اضمار الایمان ان
لم یمکن التوریۃ یعنی قصہ ابی جندل میں دو طرح سے تاویل کی گئی ہے
ایک تو یہ کہ خدا نے تقیہ کو مسلمان کے لئے مباح قرار دیا ہے جب اسے
خوف جان ہو۔ اور اس کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ کفر کا کلمہ بولے

مگر دل میں ایمان کو چھپائے رکھے۔ دیکھئے آپکی کتاب کی اس عبارت سے تو
یہانتک معلوم ہوتا ہے کہ انسان اُن الفاظ کو بھی اپنی زبان پر جاری کر سکتا ہے
جو الفاظ کفر ہیں اور شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۳۲ میں آیہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن
بالایمان میں کلام کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ کفر بھی جائز ہے بشرطیکہ
ایمان کے ساتھ اطمینان حاصل ہو۔ عربی عبارت یہ ہے قال السندی
فی شرح البخاری فی قوله تعالیٰ الا من اکره وقلبه مطمئن
بالایمان فیه جواز الکفر عند الاکراه بشرط الطمانینة
بالایمان اور نصائح کافیہ صفحہ ۷۷ نقلا عن السیوطی قال
انه کان فی ایام بنی امیه اکثر من سبعین الف منبر یلعن
علیها علی بن ابی طالب بما سنه لهم معویه من ذالک و
کان فیهم المسلمون من اهل السنة والجماعة اکثر من عدد
ولکنهم کلهم ارتکبوا علی المنابر ام سکتوا امنه فهو التقیه - یعنی
سیوطی کا قول ہے کہ ایام بنی امیہ میں ستر ہزار منبر پر امیر المومنین پر لعن کیا
جاتا تھا اور بہت سے اہل سنت موجود تھے لیکن وہ ساکت رہے ہوں یا انھوں نے
خود لعن کا ارتکاب کیا ہو دونوں صورتوں میں تقیہ تھا۔ اب تو آپ کو معلوم ہوا کہ
تقیہ آپ کے یہاں بھی موجود ہے۔ اور پھر جب تقیہ آپ کے یہاں بھی موجود
تو محض ہماری طرف منسوب کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اور جبوقت تقیہ اور کذب
دونوں باعتبار لغت اور باعتبار عرف دو جدا گانہ چیزیں ہوئیں اور معصوم نے
تقیہ کی اجازت دی اور خداوند عالم نے بھی تقیہ کو جائز قرار دیا جبکہ آپ کی
کتب مذکورہ سے ثابت ہو چکا اور ساتھ ہی اس کے خداوند عالم نے
جو ہونوں پر لعنت بھی کی تو سمجھ میں نہیں آیا کہ تقیہ کرنے والا کاذب کسطرح ہو سکتا

اور تقیہ اور کذب دونوں کیونکر ایک چیز ہو سکتے ہیں۔ رہا یہ امر کہ تقیہ اور منافقت
ایک چیز ہے جیسا کہ آپ نے اپنی تقریر میں ارشاد فرمایا ہے تو اس کے متعلق
ذرا غور سے سنئے ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ تقیہ میں
معصیت خدا نہیں ہے اور منافقت میں بہت معصیت ہے جیسا کہ قرآن مجید
کی آیات شاہد ہیں اور اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا ہے۔

اس کے علاوہ منافقت اور تقیہ میں ایک بین فرق یہ ہے کہ منافقت میں استبطان
کفر ہوتا ہے اور تقیہ میں استبطان ایمان (اتحاد استبطان کے معنی دل میں پوشیدہ
رکھنے کے ہیں) لہذا اس بنا پر ان دونوں میں تباین کی نسبت ہوگی۔ نہ معلوم
آپ نے کیونکر ان دونوں کو ایک چیز قرار دیدیا۔

ہم لوگ تقیہ اور کذب کو بالکل دو مغائر چیزیں سمجھتے ہیں اور حقیقتاً ہے بھی یہی
اور کسی نبی یا امام کی طرف کذب کو منسوب نہیں کرتے بلکہ ان حضرات کے متعلق
ہم لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ جبوقت یہ حضرات جان و مال کی حفاظت کی غرض
سے تقیہ کرتے تھے تو اس کو توریہ میں ادا فرماتے تھے جس سے سمجھنے والا بظاہر
الفاظ کو دیکھ کر مطمئن ہو جاتا تھا اور خلاف واقع معنی کو سمجھتا تھا۔ ہم نے
کبھی کسی نبی کے متعلق یہ نہیں کہا کہ معاذ اللہ انھوں نے جھوٹ بولا لیکن آپ کے
یہاں ایسی روایتیں بھی موجود ہیں جس سے انبیاء کا صریحی جھوٹ بولنا ثابت ہوتا
ہے۔ چنانچہ بخاری میں جناب ابراہیمؑ کے متعلق یہ مرقوم ہے کہ انھوں نے
تین جھوٹ بولے (کتاب کھولکر دکھا دی گئی) اور ہم لوگ انھیں باتوں کو
جن کو آپ صریحی جھوٹ مانتے ہیں تقیہ بمعنی توریہ کہتے ہیں یعنی جناب ابراہیم
نے ایسے الفاظ ادا کئے جو واقع میں سچے تھے لیکن سمجھنے والا خلاف واقع سمجھا
یہ حدیث جو آپ نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی بیان کی ہے اسکا حاصل

اور مقصود بھی یہی تقیہ ہے جو توریہ میں ادا کیا گیا ہے اس کو جھوٹ کہنا
کسی طرح درست نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ امام معصوم علیہ السلام نے جو
جناب یوسفؑ کے متعلق یہ فرمایا کہ انھوں نے کہا اے قافلہ والو تم چور ہو اور
اور اس کے بعد فرمایا کہ خدا کی قسم انھوں نے کچھ نہیں چرایا تھا تو اس کا مقصد
یہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ابو بصیر کے سامنے اس
تقیہ کی مثال پیش فرما رہے ہیں جو توریہ میں ادا کیا جاتا ہے جس میں کلام کے
دو محمل ہوتے ہیں ایک صادق دوسرا کاذب - کاذب ہونے کی صورت
یہ ہے کہ انھوں نے پیمانہ وغیرہ کوئی چیز نہیں چرائی تھی - اسی امر کے متعلق حضرت
نے واللہ ما کانوا سرقوا فرمایا یعنی انھوں نے خدا کی قسم کچھ نہیں چرایا
تھا اور صادق ہونے کی صورت یہ ہے کہ انھوں نے اس واقعہ کے قبل
جناب یوسف کو ان کے باپ سے چرایا تھا اور یہی مطلب مطابق واقع ہے
چونکہ حسب شرائط ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی کتب معتبرہ سے ثابت کریں
اس لئے اس کے اثبات میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی عبارت شرح
اصول کافی سے پیش کرتے ہیں التقیۃ انما هی فی الاعمال لا العقائد
لانها من الاسرار التی لا یعلمها الا علام الغیوب فاستشهد
علیه السلام بجواز التقیة بالایة الکریمة حیث قال ولقد
قال یوسف نسبة القول الی یوسف باعتبار انه امر به والفعل
ینسب الی الامر کما ینسب الی الفاعل وهذا القول مع
انهم لم یسرقوا السقایة لیس بکذب لانه کان لمصلحة و
هی حبس اخیه عنده باذن الله مع عدم علم القوم بانه
اخوهم مع ما فیه من التوریة المجوزة عند المصلحة التی

خوج بہا عن الکذب باعتبار صورتہم وحالتہم شبیہۃ بحال السراق بعد ظہور السقایۃ عندھم او بارادتہ انہم سرقوا یوسف من ابیہ لمّا دبّرد فی الخبر۔ یعنی تقیہ فقط اعمال میں ہوتا ہے عقائد میں نہیں ہوتا کیونکہ وہ اُن اسرار سے ہے جن کو سوائے علام الغیوب کے کوئی نہیں جانتا اور حضرت نے (امام جعفر صادق ؑنے) جواز تقیہ پر آیہ کریمہ کو شہادت میں پیش کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ولقد قال یوسف ایتھا العیر انکم لسارقون یعنی جناب یوسف ؑ نے کہا کہ اے قافلہ والو تم چور ہو۔ اس قول کو حضرت نے جناب یوسف کی طرف اس اعتبار سے منسوب فرمایا کہ انھوں نے حکم دیا تھا اور فعل جس طرح فاعل کی طرف منسوب ہوتا ہے اُسی طرح حکم دینے والے کی طرف بھی منسوب کیا جاتا ہے۔ اور یہ قول باوجود اس بات کے کہ انھوں نے کچھ نہیں چُرایا تھا کاذب نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس وقت ایک مصلحت در پیش تھی اور وہ یہ تھی کہ اپنے بھائی کو جناب یوسف ؑ خدا کے حکم کی وجہ سے اپنے پاس روک لیں اور وہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ یہی یوسف ؑ اُن کے بھائی ہیں۔ علاوہ اس کے اس قول میں توریہ بھی موجود ہے جو مصلحت کے وقت جائز قرار دیا گیا ہے اور اسی وجہ سے یہ قول کذب سے خارج ہو جائے گا کیونکہ اُن کی حالت اور ان کی صورت بعد اس بات کے کہ اُن کے پاس سقایہ نکلا تھا اُن لوگوں سے مشابہ تھی کہ جو چور ہوتے ہیں۔ یا حضرت یوسف ؑ نے یہ مُراد لی تھی یا انھوں نے یوسف کو اپنے باپ سے چُرایا تھا جیسا کہ اخبار و احادیث ائمہ علیہ السلام سے ظاہر و آشکار ہے۔

اس پر معصوم علیہ السلام کا دوسرا فقرہ بھی شاہد ہے کہ جناب ابراہیم ؑ نے

اپنے کو سقیم کہا حالانکہ وہ سقیم نہ تھے اس سے بھی ظاہر ہے کہ یہاں بھی توریہ تھا لیکن حضرات اہل سنت اسی کو صریح جھوٹ کہتے ہیں جیساکہ بخاری میں موجود ہے جناب مولانا سید سبط حسن صاحب کی تقریر کو قطع کر کے مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا

مولوی عبد الشکور صاحب

میرا مقصود یہ ہے کہ جس کو حضرت جعفر صادق علیہ السلام تقیہ فرماتے ہیں اسی کو دُنیا جھوٹ کہتی ہے لہذا تقیہ اور جھوٹ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

میں نے عرض کیا ہے کہ اس وقت تقیہ توریہ کی صورت میں ادا کیا گیا ہے یعنی کلام کے دو محمل ہیں ایک صادق دوسرا کاذب۔ آپ محمل کاذب کو اختیار کرتے ہیں اور محمل صادق کو چھوڑ دیتے ہیں جس سے آپ کی نظر میں کذب اور تقیہ میں فرق نہیں معلوم ہوتا جبکہ تقیہ کے معنی نہ کسی لغت میں جھوٹ کے ہیں نہ عرف عام و جھوٹ ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ تقیہ کو جھوٹ سے تعبیر کریں اور کلام کے محمل صادق کو ترک فرما کر محمل کاذب کو اختیار فرمائیں۔

مولوی عبد الشکور صاحب

پھر آپ جناب ابراہیمؑ کے قول میں محمل صادق کیا قرار دیں گے۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

محمل کاذب تو وہی ہے جو ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے لیکن محمل صادق یہ ہے

کہ حضرت ابراہیم کو جو اُن کی قوم کی بُت پرستی سے رنج تھا اسی رنج کو بیماری سے تعبیر فرمایا ہے یعنی میں تمہاری بُت پرستی سے اسقدر رنجیدہ ہوں کہ گویا بیمار ہوں۔ جس کو وہ لوگ نہ سمجھے اور ظاہر الفاظ پر نظر کر کے مطمئن ہو گئے۔ لہذا جناب ابراہیم کے کلام کا کاذب ہونا یا کہنا ہرگز درست نہ ہوگا۔

مولوی عبدالشکور صاحب

جناب والا نے میرے معروضات میں سے بعض چیزیں چھوڑ دی ہیں بہتر ہے کہ ایک ایک بات طے ہو جائے۔ تقیہ کے متعلق صرف عرض کرتا ہوں آپ فرماتے ہیں کہ کذب اور تقیہ دو مغایر چیزیں ہیں اگر یہ ثابت ہو جائے تو بیشک میں نے خلاف قاعدہ کام کیا مگر آپ نے جو معنی کذب اور تقیہ کے بیان فرمائے ہیں کسی لغت کی کتاب سے دکھائیے۔

آپ کا یہ فرمانا کہ قرآن میں کاذب پر لعنت آئی ہے اور تقیہ کا حکم ہے۔ قرآن کا حوالہ قبل از ثبوت ایمان نہ دیجئے۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے تقیہ کی جو تعریف کی ہے وہ میرے بیان سے واضح ہے۔ کہ جناب کا یہ مطالبہ کہ لغت پیش کرو۔ اسکا جواب یہ ہے کہ لغت استعمال عرب کو لکھتا ہے نہ استعمال معصوم کو۔ کیا آپ کسی لغت میں دکھا سکتے ہیں کہ نماز کے معنی وہی ہیں جس طریقہ سے ادا کی جاتی ہے مگر لغت استعمال رسول یا استعمال معصوم کو لے تو وہ حدیث ہو جائے اور اصول فقہ کا بہت سا حصہ قطعاً بیکار ہو جائے۔ جو احادیث ائمہ سے مستفید ہوتا ہے وہ ملخصاً آپ کے

سامنے پیش کیا گیا۔ لغت میں تقیہ کے معنی بچاؤ کے ہیں اور اس کا حاصل مصدر بچاؤ ہے اور کذب کے معنی جھوٹ کے ہیں دونوں کے معنی میں لغت کے اعتبار سے فرق ثابت ہے اور تقیہ کے معنی بچاؤ پر لغت میں موجود ہیں اگر آپ نہیں مانتے ہیں تو مہربانی فرماکر کسی لغت سے یہ دکھلا دیجئے کہ کذب اور تقیہ ایک معنی میں مستعمل ہے یعنی تقیہ کے معنی جھوٹ کے ہیں اور میں نے جو کچھ معنی لغت سے عرض کئے ہیں وہ آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔

اس موقع پر مجمع البحرین۔ قاموس۔ منتخب وغیرہ کتب لغت پیش کی گئیں ان میں تقیہ کے معنی بچاؤ کے نکلے اور اسی سلسلہ میں ایک انگریزی ڈکشنری بھی جناب ماسٹر سید ذاکر حسین صاحب دہلوی نے ہندو مذہب انگریزی دان شخص کے سامنے جو اس وقت یہاں موجود تھے اور جن کا نام نامی جناب لالہ کشن لال صاحب ہے اور جو سابق میں میونسپل کمشنر تھے پیش کی جنہوں نے تقیہ کے معنی دیکھنے کے بعد حضار جلسہ کو مخاطب کرکے کہا کہ اس میں بھی تقیہ کے معنی بچاؤ کے ہیں کذب کے نہیں ہیں اس پر حکیم اسرار الحق صاحب اور دوسرے سنی حضرات نے انہیں روکا اور کہا کہ آپ کو اس جلسہ میں بولنے کا حق نہیں ہے تاہم ممدوح نے فرمایا کہ میں انگریزی جاننے کی وجہ سے ڈکشنری کے معنی بیان کرتا ہوں اور کچھ سروکار نہیں ہے۔

اتحاد۔ ان لغت کی کتابوں میں یا کسی دوسری لغت کی کتاب میں مولوی عبدالشکور صاحب تقیہ کے معنی کذب کے نہ دکھا سکے۔

اس کے بعد مولوی سید سبط حسن صاحب نے فرمایا کہ ہمارے یہاں تمام کتب سے ثابت ہے کہ تقیہ جائز ہے اور کذب حرام ہے۔ آپ کسی کتاب میں نہیں دکھا سکتے کہ ہمارے کسی عالم نے کذب کو جائز قرار دیا ہو۔

لیکن آپ کے یہاں کے علماء کذب کو حرام نہیں سمجھتے ہیں چنانچہ احیاء العلوم
میں امام غزالی یہ تحریر فرماتے ہیں ان الکذب لیس حرام بعینہ یعنی
کذب بعینہ حرام نہیں ہے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے نزدیک کذب حرام نہیں
ہے بعدہ حکیم اسرار الحق صاحب نے مولوی سید سبط حسن صاحب سے کہا چونکہ آپ
فرما چکے ہیں کہ جس شخص کو جو شبہہ ہو وہ بلا تکلف دریافت کر سکتا ہے لہذا میں
اپنے سمجھنے کے لئے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں جس کے جواب میں مولانا سید
سبط حسن صاحب نے فرمایا کہ بسم اللہ جو کچھ دریافت کرنا ہو بلا تکلف دریافت
فرمائیے۔ میں بہایت کشادہ پیشانی سے سمجھانے کے لئے تیار ہوں۔
بعض حضرات اہل تشیع نے حکیم صاحب موصوف کو بولنے سے روکنا
چاہا لیکن مولوی سید سبط حسن صاحب نے فرمایا کہ آپ لوگ کچھ نہ کہئے جس
شخص کے دل میں جو شبہہ ہو میں اجازت دے چکا ہوں کہ وہ پیش کرے
چنانچہ حکیم اسرار الحق صاحب نے کہا کہ قرآن مجید میں ہے۔
جعل السقایۃ فی رحل اخیہ ثم اذن مؤذن ایتھا العیر
انکم لسارقون یعنی جناب یوسف نے سقایہ کو اپنے بھائی کے بوجھ
میں رکھ دیا پھر ایک ندا کرنے والے نے ندا دی کہ اے قافلہ والو تم چور ہو
اس کے متعلق میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اس عبارت سے تو یہ معلوم
ہوتا ہے کہ جناب یوسف نے سقایہ کو اپنے بھائی کے بوجھ میں رکھ دیا۔
اس کے بعد منادی نے ندا دی کہ جس کا مفہوم یہ ہے کہ جناب یوسفؑ اور ہیں
اور منادی اور ہے لیکن امام جعفر صادق علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ منادی
خود حضرت یوسفؑ ہیں۔ یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

یہ مسئلہ پہلے مسئلہ سے بالکل الگ ہے کیونکہ پہلا مسئلہ یہ تھا کہ جملہ ایتھا العیر انکم لسارقون میں تقیہ ہے یا نہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول کہ حضرت یوسفؑ نے ندا دی (صحیح ہے یا غلط) اس کے جواب کے متعلق میں اپنی تقریر میں پہلے ہی اشارہ کر چکا ہوں اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی جس عبارت کو پیش کیا تھا اس سے بھی اسکا جواب واضح ہے لیکن آپ کے سمجھانے کے لئے دوبارہ اس مسئلہ کی توضیح کرتا ہوں مثلاً۔
پہلی بات تو یہ ہے کہ ندا کرنے والے نے جناب یوسفؑ کے حکم سے ندا کی تھی کہ اے قافلہ والو تم چور ہو لہذا جسطرح فاعل کی طرف فعل منسوب کیا جاتا ہے اسی طرح فعل کی نسبت حکم دینے والے کی طرف بھی کی جاتی ہے اور قرآن مجید میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں چنانچہ ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے۔ یا ھامان ابن لی صرحا یعنی فرعون نے کہا کہ اے ہامان میرے لئے ایک مکان بنا۔ ظاہر ہے کہ ہامان خود مکان بنانے والا نہیں ہے بلکہ دوسروں سے بنوانے والا ہے لیکن بنانے کی نسبت اُس کی طرف دی گئی ہے۔
لہذا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کا ندا کو جناب یوسفؑ کی طرف منسوب کرنا بالکل صحیح و درست ہے۔

دوسرے اگر لفظ موذن سے خود جناب یوسف ہی مراد لے لئے جائیں تب بھی کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ سقایہ کو بھی اُنھیں نے اپنے بھائی کے بوجھ میں رکھا تھا اور ندا بھی خود اُنھیں نے کی۔

حکیم اسرار الحق صاحب

اِس آیت کے بعد کی آیت یہ ہے کہ قالوا و اقبلوا علیھم ماذا تفقدون
قالوا نفقد صواع الملک الخ یعنی جناب یوسفؑ کے بھائیوں کے
اسباب کو جس وقت وہ لوگ تلاش کریں گے تو انھوں نے کہا کہ تم لوگ کیا تلاش
کرتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم بادشاہ کا پیمانہ تلاش کر رہے ہیں۔
مجھے یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ یہ سب صیغے جمع کے ہیں۔ اور جناب یوسفؑ
واحد ہیں، تو صیغہائے جمع واحد کی طرف کیوں راجع ہو سکتے ہیں۔

مولوی سید سبط حسن صاحب قبلہ

مطلب یہ ہے کہ جس وقت حضرت یوسفؑ نے ندا دی کہ اے قافلہ والو تم چور ہو
تو حضرت کے ملازمین دوڑ پڑے اور ان کے اسباب کی تلاشی لینے لگے۔
انھوں نے کہا کیا تلاش کرتے ہو جواب دیا کہ پیمانہ کھو گیا ہے اُس کو ڈھونڈتے
ہیں لہٰذا اس صورت میں جمع کی ضمیریں حضرت یوسفؑ کی طرف راجع نہ ہونگی
بلکہ اُن کا مرجع وہ لوگ ہیں جو تلاش کرنے کے لئے بڑھے ہیں۔
اس کے بعد حضرات اہل سنت نے کہا کہ نماز کا وقت ہے لہٰذا نماز کے بعد پھر گفتگو
ہو گی۔ یہ سب لوگ مسجد میں نماز پڑھنے چلے گئے۔ نماز سے واپس ہو کر جب وقت
تشریف لائے تو ابتدائے کلام اس طرح ہوئی۔

مولوی عبد الشکور صاحب

میں نے یہ عرض کیا تھا کہ آپ نے راویوں کی پہلی جماعت کو بلا استثنار کاذب

کاذب مانا ہے اور کسی کو مستثنیٰ نہیں قرار دیا اور کافی کی روایت بھی پیش کی تھی
جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تقیہ وہ چیز ہے کہ جس کو لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔
اور دوسری روایت اسی اصول کافی سے پیش کی تھی کہ امام علیہ السلام نے
فرمایا کہ تقیہ میرا اور میرے باپ دادا کا دین ہے لہذا آپ جن لوگوں کو مستثنیٰ
کرتے ہیں وہ تقیہ کے ضمن میں داخل ہو کر کاذب قرار پائیں گے۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

میں نے عرض کیا کہ ان احادیث سے ہر گز ثابت نہیں ہوتا کہ جھوٹ اور تقیہ
ایک چیز ہے بلکہ میں نے عرض کیا کہ اس مقام پر تقیہ توریہ کے معنی میں ادا کیا گیا
ہے آپ اسکا جواب کچھ نہیں دیتے ہیں اور برابر یہی فرما رہے ہیں کہ تقیہ اور جھوٹ
ایک چیز ہے باوجودیکہ اس عام جلسہ میں لغت کی کتب بھی پیش کر دی گئیں اور
سب کو معلوم ہو گیا کہ تقیہ کے معنی جھوٹ کے نہیں ہیں بلکہ بچاؤ کے ہیں پھر آپکا
بار بار یہی فرمانا کہاں تک جائز اور درست ہے۔

مولوی عبد الشکور صاحب

آپ کے کلام سے یہ معلوم کہ حضرت یوسفؑ کا یہ کہنا کہ اے قافلہ والو تم چور ہو
اس کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے حضرت یوسفؑ کو ان کے باپ سے چرایا تھا
اگر یہ صحیح فرض کر لیا جائے تو امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ خدا کی قسم
انھوں نے کچھ نہیں چرایا تھا۔ کیونکر درست ہو سکتا ہے درآں حالیکہ ان کی
چوری پہلے فقرہ سے ظاہر ہے کہ انھوں نے حضرت یوسفؑ کو ان کے باپ سے
چرایا تھا جیسا آپ فرماتے ہیں۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اُس الزام کو دفع فرمایا ہے جو اُس ندا کے وقت اُن کے بھائیوں کی طرف عائد ہوا تھا کہ تم چور ہو حضرتؑ نے اس امر کو نہیں فرمایا کہ انھوں نے کبھی چوری نہیں کی تھی بلکہ پہلے فقرہ سے حضرت یوسفؑ کی مقصود تھا کہ چوری کی مگر اُس وقت بلکہ جناب یعقوبؑ سے یوسفؑ کو لے گئے اور حضرت کا نفی سے کے نفی کرنے سے یہ مقصود ہے کہ پیمانہ بادشاہی اُنھوں نے نہیں چرایا تھا اور یہ بالکل واضح ہے کہ جس وقت مثلاً کوئی شخص کسی چوری کے الزام میں گرفتار کر کے عدالت کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور گواہان شہادت سے دریافت کیا جاتا ہے کہ اس نے فلاں چیز کو چرایا یا نہیں تو اگر کوئی شخص اُس ملزم کی چوری کا انکار کرتا ہے تو اُسکا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ اس شخص نے تمام عمر میں کبھی چوری نہیں کی بلکہ اُس وقت کے انکار سے محض یہ مقصود ہوتا ہے کہ جس چیز کی چوری کے الزام میں یہ شخص ملزم قرار دیا گیا ہے اُسی کو اس نے نہیں چرایا۔ اسی طرح حضرت نے ارشاد فرمایا کہ انھوں نے کچھ نہیں چرایا تھا یعنے جس چیز کی بابتہ اُس وقت الزام دیا گیا تھا اُس کو نہیں چرایا تھا۔

مولوی عبد الشکور صاحب

اگر کوئی شخص کسی شخص کے متعلق ہمیشہ کے لئے نفی کر دے تو کیا ہرج ہے

مولوی سید سبط حسن صاحب

ہمیشہ کی نفی محض ایک ممکن چیز ہے لیکن ہر ممکن کے لئے وقوع لازم نہیں ہے

اس کے علاوہ حضرت کیونکر ہمیشہ کی نسبت نفی فرما سکتے تھے در آنحالیکہ لوگ جناب یوسف کو ان کے باپ سے جدا کر چکے تھے۔ جیسا کہ احتجاج تفسیر صافی وغیرہ میں موجود ہے۔

مولوی عبدالشکور صاحب

میں تو اس بات کو عرض کرتا ہوں کہ جس چیز کو امام تقیہ فرما رہے ہیں اسی کو لوگ جھوٹ کہتے ہیں لہذا آپ یہ ثابت کیجئے کہ یہ دونوں چیزیں الگ الگ ہیں۔

مولوی سید سبط حسن صاحب

حضرت یہ تو آپ نے وہی بات فرمائی جس کو اس سے قبل کئی مرتبہ فرما چکے ہیں اور میں کافی جواب دے چکا ہوں۔

اس کا مقصد بجز وقت گذاری اور کیا ہو سکتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے خوب تماشہ ہے۔ کبھی آپ کہتے ہیں کہ شیعوں نے راویان قرآن کو بلا استثناء کاذب مانا ہے۔ کبھی فرماتے ہیں کہیں شیعوں کی کتاب سے دکھا یا تو ہوتا۔ میرا یہ کہنا کہ بلا استثناء نہیں مانا وہ بنا بر قول ابن ... الصحابۃ الاثلثۃ نفر ہے۔ یہاں بھی بلا استثناء نہیں حالانکہ یہ قول راوی کا ہے نہ حدیث معصوم۔

ہم تو اہل سنت کی صحاح اور مسانید میں صف اول مسلمان بلا استثناء ضال گمراہ وبدعتی ثابت کر سکتے ہیں۔ حدیث انس صحابی اور ابو درداء صحیح بخاری صفحہ ۷۰ و ۹۳ ج ۱۔ ذرا ملاحظہ تو فرمایئے گا۔

تقیہ اور جھوٹ ایک ہی ہیں آپ تو بجز الفاظ کے کچھ بھی نہ فرما سکے میں الگ الگ دکھلا چکا۔ حضرت من بار بار لغت اور لغوی معنی پر کیا اصرار رہے

حالانکہ اُس سے بھی وہ الگ الگ ہیں کیا آپ اس سے بھی واقف نہیں کہ اصطلاح شرعیہ ولغوی معنی یکساں ہونا لازم نہیں ہیں معنی شرعی کے ہوتے ہوئے لغت کی طرف رجوع فرمانا شریعت کو منقلب کر دینا ہے۔ کیا۔ الصلوٰۃ کے معنی لغوی تحریک الصلوین آپ کیا کرتے ہیں یا معنی شرعی نماز و دعا کے۔ کیا بروقت احتجاج معنی صلوٰۃ و دعا کے آپ یہی فرمائیں گے کہ ہم کیسے مانیں کہ اس کے معنی دعا و صلوٰۃ کے ہیں۔ لغت میں اس کے خلاف تحریک الصلوین ہیں پس ہر عاقل اسکا جواب ناقابلیت پر محمول کر کے خاموشی پسند کرے گا۔

کذب کے معنی پر بیکار اصرار اور اصل بحث سے فرار ہو رہا ہے۔ سب سمجھ رہے ہیں کہ یہ نمائشی بلند پروازیاں کیوں ہیں۔ آپ کے یہاں سے وہی ثبوت تحریف اور اس کے متعلق آپکا اقرار مضطر کر رہا ہے۔ تقیہ کی تسکین مزید کے لئے تو آپ مواہب لدنیہ کی عبارت ان اللہ اباح التقیۃ للمسلم اذا خاف الھلاک ورخص لہ ان یتکلم بالکفر مع اضمار الایمان ان لم یمکنہ التوریۃ ملاحظہ فرمائیے اور سندھی کی شرح بخاری باب الکفر میں فیہ جواز الکفر عند الاکراہ بشرط الطمانیۃ بالایمان پڑھئے اصلاح ذات البین شرعاً مباح ہے جیسا کہ حضرت یوسف کا عمل تھا اور جسے ہم مفصل کہہ چکے۔

مولوی دلدار علی صاحب کے الفاظ پر موقوف نہیں۔ اسپر تمام علما کا اتفاق ہے کیونکہ زمانہ جور کی امتداد اور ہر امام کا عہد امامت جائرین کے نما وقت سے خالی نہ ہونا کون نہیں جانتا۔ ہم تقیہ کے معنی قرآن سے دکھا چکے۔ قول معصوم سے کذب کے معنی سمجھ لیجئے کہ ان الکذب خراب الایمان۔ اب بھی فرق سمجھ میں آیا۔ تلک الغرانیق العلی جسکا قول ہے آیا تقیہ تھا یا معاذ اللہ اور کچھ۔

نتیجہ بحث تو یہی نکلا کہ مسئلہ تحریف قرآن آپ کے یہاں ہے جس میں اب حسب اقرار خود آپکا تکلیف تحریر اقرار نامہ بطلان مذہب سنیہ پسند فرمائیں گے۔ اور تقیہ اور کذب دو الگ الگ امر ہیں۔

اس کے بعد وقت مغرب قریب آیا منجانب شیعہ کہا گیا کہ تقریروں پر دستخط ہونا چاہئیں جواب ہوا کہ ہمارے یہاں مکمل تقریر نہیں ہے نوٹ ہیں شیعوں کی طرف تقریریں لکھی گئی تھیں۔ یہ قرار پایا کہ مولوی عبدالشکور صاحب اپنے مقام سے تقریریں لکھ کر بھیجدیں اس وقت فریقین کی تقریروں کا مقابلہ ہو کر دستخط ہو جائیں گے۔

۹ بجے کے بعد مولوی عبدالشکور صاحب کی طرف سے بجائے تقریروں کے جدید مباحث غلط تحریر ہو کر آئے جو ان تقریروں کے بالکل خلاف تھے جو آج کے جلسہ میں فریقین کے مناظرین نے کی تھیں۔ اس پر کہا گیا کہ یہ وہ تقریریں نہیں ہیں بلکہ ذہنی تقریریں لکھ کر لائے ہیں اور کل آٹھ ۸ ستمبر ۲۰ء کو جلسہ عام میں جب معائدہ سنائیں گے ہم اپنے یہاں کی تقریریں جو آج کے جلسہ میں ہوئی ہیں سنادیں گے۔ آپ اپنے یہاں کی انھیں سنکر پبلک خود فیصلہ کرلے گی۔ پھر تا سحر واپسی نہ ہوئی۔

۹ ستمبر ۱۹۲۰ء

آج کے روز کی عام اطلاع تمام شہر میں تھی اور عام شہرت تھی کہ آج مناظرہ کا جلسہ منعقد ہوگا۔ اسی وجہ سے لوگ مکان مناظرہ میں صبح اول وقت سے آنا شروع ہوگئے لیکن سنی حضرات نے ایک اعلان مکان مناظرہ کے اس دروازہ پر جو سنی حضرات کی آمد کے لئے مخصوص تھا لکھ کر لگا دیا اور سید معظم حسنین اور نثر الدین احمد چند سنی حضرات خود دروازہ پر کھڑے رہتے اور آنے والے

سنیوں کو مکان مناظرہ میں جانے سے روکتے رہے کسی کو مکان کے اندر نہ جانے دیا۔ لیکن اہل ہنود اور شیعہ حضرات مکان میں دوسرے راستہ سے جو شیعوں کی آمدورفت کے لئے مخصوص تھا پہنچتے رہے اور ایک ہزار سے کچھ کم لوگوں کا مجمع مکان مناظرہ میں پہنچ گیا اور موجود تھا لیکن ان لوگوں کو قطعی علم نہ ہوا کہ دوسری جانب سے کیا کارروائی کی جارہی ہے۔ جب مناظرہ کا معینہ وقت گزرنے لگا اور سنیوں کے بیٹھنے کی جگہ بالکل خالی رہی تو اب حاضرین کو فکر ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے چنانچہ چند حضرات سنیوں کے دروازہ پر پہنچے اور وہاں یہ دیکھا کہ سید معظم حسین اور بشیر الدین صاحبان لوگوں کو دروازہ کے اندر جانے سے روک رہے ہیں۔ دروازہ پر ایک اعلان چپاں تھا جس میں سنیوں کی نمایاں فتح دکھائی گئی تھی۔ جسکا مضمون ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اعلان منجانب اہل تسنن

چونکہ حضرات شیعہ نے خلاف شرائط مناظرہ عملدرآمد کر کے حسب شرائط اپنی ہار ناقابل انکار بنادی ہے اور اب بھی شرائط مناظرہ کی پابندی نہیں کرتے۔ باوجود پچیس پچیس آدمی فریقین کے طے ہونے پر جلسہ عام کا ارادہ شیعوں نے ظاہر کیا جو خلاف معاہدہ جدید ہے اور مجلکوں کی ذمہ داری سے باہر ہے لہذا کوئی سنی بھائی مقام جلسہ میں نہ جاویں اور خدائے برتر نے جو سنیوں کو فتح مبین عنایت فرمائی ہے الحمد پر خدا کا شکر ادا کریں۔ ۱۰ دسمبر ۲۰ء محمد عبد الرؤف بقلم خود

اسی سلسلہ میں ایک تحریر مولوی عبد الرؤف جنابی سید سبط رسول صاحب کے نام آئی کہ جب مناظرہ خاص پچیس پچیس آدمیوں کا مقرر ہو چکا ہے تو پھر جلسہ عام کس کی تجویز سے ہوگا

اور اگر اب جلسہ عام ہوگا تو نقض امن کے آپ ذمہ دار ہونگے جسکا جواب سبط رسول صاحب نے دیا کہ اس تحریر کا جواب آج جلسہ عام میں دیا جائے گا۔

اشتہار بازی

چونکہ [illegible] مناظرہ اور دیگر مقامات پر ۲۰ دسمبر کی صبح کو "[illegible]" چھپا کر بانٹ دئے تھے اور انہیں اپنی نمایاں
فتح و [illegible] تھی لہذا یہیں سے اشتہار بازی کی شروعات ہوئی اور شیعوں نے
ان کے جواب میں ایک اشتہار جس پر صدر نشین کا فیصلہ درج تھا چھپوا کر شائع کیا
جواب میں سنیوں کے اور سنیوں کے جواب میں شیعوں کے اشتہار اب تک
چھپکر شائع ہو رہے ہیں۔

چونکہ ان اشتہاروں کی بابتہ عام رائے یہ ہے کہ روئداد میں انھیں شامل کیا جائے
لہذا میں نے خود لکھنؤ پہنچکر اشتہاروں کا ذخیرہ فراہم کرنا چاہا شیعہ حضرات کی
طرف سے جسقدر اشتہار شائع ہوئے تھے وہ تو حاصل ہو گئے لیکن سنی حضرات
کے اشتہار نہ مل سکے بالآخر میں خود جناب مولوی عبد الشکور صاحب کی خدمت
میں ان کے در دولت پر حاضر ہوا اور موصوف سے شرف نیاز حاصل ہونے پر
اپنا استغاثہ پیش کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ اگر آپ کی جانب کے اشتہار مجھے نہ ملے
اور روئداد میں درج ہونے سے رہ گئے تو آپکا فریق مجھ سے مشتبہ ہو کر شکایت
کرے گا موصوف نے اولاً سید معظم حسین و شمر الدین کا حوالہ دیا کہ آپ ان سے
حاصل کر سکتے ہیں جس کے جواب میں مجھے عرض کرنا پڑا کہ اگر مجھے امروہہ میں یہ
اشتہار دستیاب ہو جاتے تو میں لکھنؤ کیوں آتا اور آپکو کیوں تکلیف دیتا۔

نوٹ: مولوی صاحب موصوف نے از راہ عنایت دوکاندار کا پتہ دیا کہ بازار چوک میں جائیے اور محمد نظیر قلفی والے کی دوکان اکبری دروازہ کے قریب تلاش کیجئے اور پھر میرا حوالہ دیکر اُن سے اشتہار حاصل کر لیجئے۔ چنانچہ میں ان دوکاندار صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور صرف چار اشتہار مجھے اُن سے مل گئے۔ بقیہ اشتہارات بھی میں نے اپنی خاص کوشش سے حاصل کر لئے ہیں۔ گویا اس وقت تک فریقین کی جانب سے جس قدر اشتہار شائع ہو چکے ہیں وہ سب کے سب سلسلہ وار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

روئداد کے ساتھ ان اشتہاروں کا اندراج میرے خیال میں بھی نہایت ضروری تھا تاکہ ہر شخص کو مناظرین کی تقریروں اور مناظرہ کے واقعات کے ساتھ ان اشتہاروں کے ملاحظہ سے کوئی صحیح رائے قائم کرنے کا موقع مل سکے۔

لیکن اس وقت تک اشتہار بازی کا سلسلہ جاری ہے اور نہ معلوم کب تک جاری رہے گا لہٰذا آئندہ اشتہاروں کے متعلق کوئی خاص انتظام کیا جائے گا۔

اشتہار

منجانب حضرات اہل شیعہ

امروہہ میں شیعوں کی نمایاں فتح اور اہلسنت کا فرار

ہم شیعیان اہل سنت والجماعت کے	مگر اہل سنت سکوت اختیار کرتے ہوئے

مناظرہ مذہبی یکم دسمبر سنہ ۱۹۳۲ء سے پندرہ دسمبر تک قرار پایا تھا اور علماء فریقین جمع ہوئے اول سوال حسب شرائط مناظرہ منجانب مولوی عبدالشکور صاحب کے شروع ہوا۔ اس پر مولنا سید سبط حسن صاحب قبلہ نے شافی و کافی جواب دیکر اپنے سوال کا ارادہ فرمایا مگر مناظر صاحب شیعہ کے جواب سے عام پبلک چونکہ متاثر ہو چکی تھی لہٰذا اہل سنت کی طرف سے دوران ایام مناظرہ میں ایسے حیلے شروع ہو گئے کہ جن سے نقض امن کی دہمکیاں دینے لگے باوجود اس کے آج ۸ دسمبر کو شیعوں کا جلسہ مجلس مناظرہ میں جمع ہوا مگر اہل سنت سکوت اختیار کرتے ہوئے موقع مناظرہ پر تشریف نہ لائے اور کوئی موقع شیعوں کو سوال کرنے کا نہ دیا۔ اس سے زیادہ اور کیا نمایاں فتح ہو سکتی ہے جسپر باہم اہل ہنود کی جماعت بھی شاہد ہے۔

نوٹ اصل بناء فرار اہل سنت والجماعت یہ ہے۔ کہ مناظر صاحب اہل سنت نے چونکہ قسم کھا کر دعوے کیا تھا کہ اگر کتب اہل سنت میں سے ایک روایت صحیح بھی تحریف فی القرآن کی دکھا دیں تو میں مذہب اہل سنت پر خاک ڈالکر مذہب شیعہ اختیار کر لوں گا۔ مناظر صاحب شیعہ نے چند کتب مخالفین سے مثل موطا و صحیح بخاری وغیرہ بر سر عام مجمع ثابت فرمادیا مگر افسوس نہ اس کا جواب دیا اور نہ ایفاء وعدہ کیا۔

المشتہر شیعیان امروہہ۔

صدر مسلم فریقین کی رائے

مکرم بندہ سید سبط رسول صاحب۔ تسلیم عرض ہے۔ جواب آپ کے نوازش نامہ کے التماس ہے کہ میں عربی فارسی سے ناواقف ہوں لیکن جیسا میری رائے ناقص میں اس وقت آیا یہ تھا کہ شیعہ صاحبان کی طرف سے یہ بحث تھی کہ قرآن شریف میں کمی و بیشی موجود ہے اور سنی صاحبان کی طرف سے یہ بحث تھی کہ قرآن شریف

بی بی بیٹی موجود نہیں ہے اس پر شیعہ صاحبان کے مناظر نے تین کتابیں
پڑھ کر سنائیں جن میں سے کسی کا یہ مطلب تھا کہ ایک آیت کو جس کا نام میں
نہیں جانتا قرآن شریف کے جمع کرنے والے صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ آیت
میں نے حضرت محمد صلعم کی زبان سے خود سنی ہے لیکن گواہ نہ ملنے کی وجہ سے
میں اس کو داخل قرآن شریف نہیں کر سکتا ہوں۔ شیعہ صاحبان کے مناظر نے
یہ بھی فرمایا تھا کہ ایسی بیٹی میں ۱۱۴ جگہ پر دکھلا سکتا ہوں اس پر سنی صاحب کے
مناظر صاحب نے ان تینوں کتابوں میں سے ایک کتاب طلب کی جو کہ
شیعہ صاحب نے بھیجدی اس کے بعد سنی صاحب کے مناظر نے کوئی
جواب نہیں دیا اور کہا کہ میرے پہلے سوال کا جواب آپ نے نہیں
دیا۔ مناظرہ کا وقت ختم ہو گیا تھا اور سنی صاحب کھڑے ہو گئے
اور شیعہ صاحبان کے مناظر کو موقع تقریر کا نہیں دیا گیا۔
[illegible] صدر صاحب کی رائے سے اتفاق
کرتا ہوں [illegible] صاحب [illegible]

[illegible]

اشتہار

منجانب اہل تسنن

باسمہٖ تعالیٰ حامداً ومصلیاً

مناظرہ امروہہ میں شیعوں کی ناقابل انکار شکست

آج لکھنؤ پہنچکر معلوم ہوا کہ حضرات شیعہ نے مناظرہ امروہہ میں جو شکست فاش اٹھائی۔ یعنی اپنے اصول مذہبی وروایات مذہب کی روسے اپنا ایمان قرآن شریف پر ثابت نہ کرسکے۔ اس کے خلاف واقعات سے آنکھ بند کرکے ایک اشتہار شائع کیا ہے لہذا ضروری ہوا کہ جو مختصر اشتہار امروہہ میں اہل سنت وجماعت کی طرف سے چھپا اور شائع ہوا تھا اسکو اہل لکھنؤ کے سامنے پیش کردیا جائے وہو ہذا

نقل اشتہار امروہہ

انا فتحنا لک فتحا مبینا

امروہہ ضلع مراد آباد کے عظیم الشان مناظرہ کا خوشگوار نتیجہ

اہل سنت کی طرف سے یہ سوال پیش کیا گیا کہ کیا حضرات شیعہ کا ایمان قرآن شریف پر ہے یا ہوسکتا ہے اور اس کے تین وجوہ بھی بیان کئے گئے جو شیعوں کے سوا آج تک کسی کلمہ گوے اسلام میں نہ پائے گئے نہ پائے جاسکتے ہیں۔

اسکا جواب جو مناظر شیعہ نے دیا وہ ایسا ہے جسکے لکھنے کی کوئی ذی علم جرات نہیں کرسکتا۔ اگر وہ جواب ہم لکھتے تو ممکن تھا کہ کسی کو غلطی کا احتمال ہوتا۔

اس واسطے مناسب سمجھا گیا کہ اُس کو ہم نہ ظاہر کریں۔ بلکہ وہ خود ہی وہ جواب یا
جو جواب صلاح و مشورہ سے ہو سکے اُسے شائع فرمائیں تو ناظرین کو خود معلوم
ہو جائے گا کہ مناظر شیعہ صاف مغلوب ہوئے جس میں تامل کی بھی گنجائش نہیں
اہل سنت و جماعت کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ خداوند عالم نے اُن کو
فتح عنایت فرمائی۔ المشتہر خاکسار سید محمد عبد الرؤف ناظم انجمن اشاعۃ الاسلام امروہہ

نوٹ (۱) یہ واقعہ ہے کہ حضرات شیعہ نے باوجود اپنے بہت کچھ زبانی و تحریری
مطبوعہ و غیر مطبوعہ اقراروں کے فریقین کی تقریروں پر جو قلمبند ہیں دستخط نہ کئے
آخری جلسہ کی تقریر پر دستخط کرانے کے لئے جب اصرار ہوا تو شیعہ مناظر جناب
مولوی سید سبط حسن صاحب اٹھکر گھر کے اندر چلے گئے۔ بعد میں پانچ چھ
مرتبہ ہماری طرف سے آدمی گئے اور بیحد اصرار کیا مگر کسی طرح وصول یابی
کے دستخط بھی نہ کئے۔

(۲) مولوی سید سبط حسن صاحب حسب دوران مناظرہ میں ایک دن عمداً یا سہواً بھولکر خود واپس لے گئے
(یعنی لالہ منگل سین صاحب بزاز امروہہ خود اپنے خط منقولہ اشتہار شیعہ میں لکھتے
ہیں کہ میں عربی و فارسی سے ناواقف ہوں اور انھوں نے جلسہ عام میں اُردو زبان
سے بھی ناواقفیت کا اظہار فرمایا حتیٰ کہ اشتہار شیعہ میں ان کے دستخط بھی ہندی
میں ظاہر کئے گئے ہیں پھر باوجود عربی و فارسی بلکہ اردو نہ جاننے کے اُن کو
صدر جلسہ مبلغ فریقین بننا جس کے لئے عربی کا سند یافتہ ہونا شرط تھا فریقین کی
دفعہ ۱۲ میں [illegible] ایسا [illegible] جرأت کو [illegible] میں رکھتا
اللہ صاحب موصوف [illegible] مناظرہ فریقین کو وقت بتانے [illegible]
[illegible] وہ بھی تیسرے دن کے جلسہ میں تھوڑی دیر کے لئے [illegible]
بڑھکر یہ انھوں نے [illegible] تحریر یا تقریر کوئی اپنی [illegible] نہیں کی۔

کی طرف سے یہ بحث تھی کہ قرآن شریف میں کمی و بیشی موجود ہے اور
اور سنی صاحبان کی طرف سے یہ بحث تھی کہ قرآن شریف میں
کمی بیشی موجود نہیں ہے لہذا صدر کی اس تحریری رائے سے جس کو شیعوں
نے بڑے فخر کے ساتھ اپنے اشتہار میں بطور دستاویز کے درج کیا ہے۔
اس سے ہمارا یہ مدعا صراحۃً ثابت ہو گیا کہ شیعہ اس بات کے محض قائل ہی
نہیں بلکہ اس پر بحث بھی کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں کمی اور بیشی
دونوں موجود ہیں بخلاف اہلسنت کے کہ وہ کمی و بیشی کے وجود سے انکار
کرتے ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ مناظرہ بموجودگی صدر جلسہ تین روز رہا اور اس
تین روز کی مدت میں لالہ صاحب موصوف صرف دو گھنٹے کے لئے صدر
مقرر کئے گئے تھے۔ کاش لالہ صاحب تین دن متواتر صدر رہتے اور مناظرین کی
تقاریر کو بحیثیت صدر سنتے تو ان کو صحیح اندازہ ہو جاتا کہ کس مناظر نے کس بات کا
جواب دیا اور کس بات کا جواب نہ دیا۔
اور یہ امر بھی واضح ہے کہ اس مناظرہ میں محض اسی مسئلہ پر مع تنقیحات اور
توجیہات کے اہل سنت کی طرف سے بحث رہی ہے کہ شیعہ ہونے کی حالت
میں موجودہ قرآن شریف پر ایمان نہیں ہو سکتا اور مناظر صاحب اہلسنت شیعوں
کی مسلمہ روایات سے برابر دکھلاتے رہے کہ قرآن شریف میں کمی اور بیشی اور
تغیر و تبدل موجود ہے۔ اور شیعوں کے علما و مجتہدین کا اقرار کہ یہ روایات
متواترہ ہیں اور یہ تحریف پر دلالت بھی کرتی ہیں اور علماء شیعہ میں بجز چار شخصوں کے
تحریف کے متعلق سب کا عقیدہ بھی رہا ہے۔
مناظر صاحب شیعہ دفع الوقتی کے لئے ادھر ادھر کی بہت باتیں فرماتے رہے
لیکن نہ اپنے یہاں کی روایات کی کوئی تردید فرمائی نہ ان روایات سے کہ متواتر

اور دال علی التحریف ہونے سے اور ان روایات کی مطابق اپنے علماء کے عقیدہ سے انکار فرمایا۔ نہ سوال کی توجیہات میں سے کسی ایک توجیہ کا یا قاعدہ جواب دیا۔ شرط نمبر ۱۳ میں ہے کہ اگر عربی کا سند یافتہ صدر مسلمہ فریقین دستیاب نہ ہوا تو بغیر اس کے مناظرہ ہو گا۔ پنڈت کالیچرن صاحب جو سند لائے تھے وہ ہرگز اس قابل نہ تھی جس کو سند کہا جائے کیونکہ اس میں نہ کسی مدرسہ کے مہتمم کے دستخط تھے نہ کسی مدرس کے پس فریقین بلا صدر مناظرہ کرنے پر مجبور تھے لیکن حضرات شیعہ نے موافق اس شرط کے بلا صدر کے کسی طرح مناظرہ نہ کرنا چاہا۔ یہ **پہلا فرار تھا**۔ تاہم اہل سنت نے ان کی خاطر سے اور بغرض اتمام حجت لالہ رگھبیر سرن صاحب کو جو ع بی کے سند یافتہ تھے جلسہ کا صدر تسلیم کر لیا۔

شرط نمبر ۱۵ میں ہے کہ ہر فریق کو اپنے مناظر کے مشہور اور مستند ہونے پر چند معززین شہر کے دستخط دینے ہوں گے۔ باوجودیکہ اہل سنت کی جانب سے موافق شرط کی اس دستخطی سند کا بارہا شدید مطالبہ کیا گیا لیکن یہ ٹال مٹول کی اور کسی طرح حضرات شیعہ نے مولوی سبط حسن صاحب کے متعلق اپنی دستخطی تحریر نہیں دی۔ یہ **دوسرا انحراف ہوا**۔ شرط نمبر ۶ کی رو سے روزانہ تقریریں قلمبند ہو کر رات کے ۹ بجے تک مناظرین کی سپرد کرنا لازمی تھا اور جو فریق ایسا نہ کرے اس کی ہار مانی گئی تھی۔ مناظرہ کے اول ہی روز قبل ۹ بجے شب کے اہل سنت کی جانب سے تحریرات گئیں لیکن شیعہ مناظر صاحب نے اپنی تحریرات کو وصول کرنا اور اپنے دستخط کرنا منظور نہ فرمایا اور باوجود سخت تقاضہ اور اصرار کے نہ وہ تحریرات حوالہ کی گئیں اور نہ اس طرف کی تحریرات وصول کی گئیں۔ یہ **مسلمہ تیسری ہار ہوئی**۔ شرط نمبر ۱۴ کا یہ منشا تھا کہ جس وقت

تک ایک مسئلہ ختم نہو جائے دوسرا مسئلہ پیش نہ ہوگا اور جسطرف سے اس کی خلاف ورزی ہوگی اُس فریق کے مناظر کی شکست متصور ہوگی پہلا مسئلہ اہل سنت کی جانب سے شیعوں کا ایمان بالقرآن کا تھا اور اس کی چند تنقیحات و توجیہات بھی مناظر صاحب شیعہ کا فرض تھا کہ یا تو ہر ہر تنقیح توجیہ کا جواب دیتے یا اپنے جواب نہ دینے کو تسلیم فرماتے یا کم از کم ہماری آخری درخواست کے موافق یہ تحریر فرما دیتے کہ قرآن میں کمی و بیشی اور تغیر و تبدل وغیرہ کا قایل نہیں میں موجودہ قرآن شریف پر بے کم و کاست ایمان رکھتا ہوں اور جو ان کے خلاف عقیدہ رکھے اُس کو گمراہ یا کافر سمجھتا ہوں تو بھی یہ مسئلہ ختم ہو جاتا لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس بحث کو درمیان میں چھوڑ کر اپنی طرف سے سوال پیش فرمانے پر مصر ہوے اور اپنے شیعوں کو بھی اس اصرار پر آمادہ فرمایا۔ اس نزاع کے رفع کرنے کے لئے حضرات شیعہ کی خواہش کے موافق ۷ دسمبر کو فریقین میں دوسری تحریر مکمل ہوئی جسکا منشاء یہ تھا کہ بجائے جلسہ عام کے مناظرین صرف پچیس پچیس آدمیوں کے سامنے اس سوال کی ہر تنقیح و توجیہ پر بحث کر لیں اور تحریرات بھی قلمبند اور مقابلہ ہو کر فوراً فریقین کے حوالہ ہوتے رہیں چنانچہ ۸ دسمبر کو مخصوص جلسہ شروع ہو کر صرف ایک شق پر بحث ہوئی۔ باوجود سخت جد و جہد کے بالاتباع دستخط قلمبند شدہ تحریرات کے مناظر صاحب شیعہ کے اصرار پر جلسہ برخاست ہو گیا بعد میں تحریرات مذکورہ مناظر شیعہ صاحبان کی قیامگاہ پر بھیجی گئیں لیکن ناکام واپس آئیں سید سبط رسول صاحب بانی مناظرہ نے مع چند شیعہ ہمراہیان کے تشریف لاکر صاف جواب دیدیا کہ شیعہ مناظر صاحب دستخط دینے پر کسی طرح رضامند نہیں ہوتے اسپر سید صاحب موصوف سے تحریرات مذکورہ پر خود اُن کے دستخط لینے کی خواہش کی گئی لیکن اپنے دستخط دینے سے بھی انھوں نے

انکار فرمادیا یہ چوتھی شکست ہوئی (۴) ہم پر اہلسنت نے تہیہ کر لیا کہ جب وقت
تک حضرات شیعہ ان شرائط پر عملدرآمد نہ کریں گے اور جو تحریرات کا تبادلہ نہ کریں گے
ہم خلاف شرائط بے سود مناظرہ نہ کریں گے چنانچہ ۲۰ رد سمبر کی صبح کو اہل سنت
کی جانب سے یہ تحریر گئی کہ یا تو اس وقت تک کی تحریرات پر دستخط فرما کر ہمیں بھیجیے
تاکہ آج اس کے بقیہ سوال کی تنقیحات وغیرہ پیش کی جائیں ورنہ آپ کی ہار ہوئی
شیعہ صاحبان نے باوجود سخت تقاضہ کے تحریرات پر دستخط نہ کئے اور بجائے
طے شدہ مخصوص مناظرہ کے اپنے گروہ میں مناظرہ عام کا اعلان کر دیا اور
اہل سنت کو اطلاع تک نہ دی تاکہ وہ بھی اپنے گروہ میں جلسہ عام کا اعلان کر سکیں
اگر حضرات شیعہ اپنے اس طرز عمل پر غور کریں گے تو اس طرح خلاف قرارداد
مناظرہ بلا ہماری تیاری اطلاع جلسہ عام منعقد کر کے اپنی کمزوریوں کا ثبوت دینے کا
الزام بھی اٹھائیں گی (۵) یہ رہے گا جو پانچواں انحراف ہے اگر حضرات
شیعہ کے پاس واقعات مذکورہ کے علاوہ اور ایسے امور موجود ہوں جن سے
ان کی فتح اور اہل سنت کا فرار ثابت ہو سکتا ہے تو برائے عنایت ان کو پبلک
کے سامنے پیش فرما کر فیصلہ لیں ورنہ ؎

تو کہیں ڈر سے پھر نہ سکے ہم ایسے نہیں قائل
جو آگے ہی سے نہ ٹکا تو وہ اکھڑ گیا ہے

الراقم خاکسار سید عبدالرؤف

مطبوعہ داوتار کرشن نے اپنے مطبع ... میں چھاپا

اشتہار منجانب اہل سنت

اہل تشیع اور تسنن کا مناظرہ واقع امروہہ شیعان امروہہ کا

اشتہار ملعوہ منجانب کی تنقیح نظر

ایہا الناظرین

سخن ہا شنیدنے دارد   جلوہ مفت دیدنے دارد

اشتہار شیعان امروہہ مطبوعہ ۲ ستمبر سنہ کے کالم اول میں لکھا ہے (اول سوال حسب شرائط مناظرہ منجانب مولوی عبدالشکور صاحب شروع ہوا اور مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ نے جواب شافی دیکر اپنے سوال کا ادا ہو فرمایا) شیعیان امروہہ آپکو مناسب تھا کہ مولانا عبدالشکور صاحب کے سوال اور مولانا سید سبط حسن صاحب کے جواب شافی وکافی کو تحریر فرما دیتے کہ فریقین کو سوال جواب کی حقیقت معلوم ہوجاتی - آپ حضرات کی اس تحریر سے حقانیت ظاہر نہیں ہوتی -

فریقین کی تقریریں قلمبند ہوئی ہیں لیکن جناب مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ نے تحریر پر دستخط کرنے سے انکار فرمایا - دیکھو اشتہار شرائط مطبوعہ [illegible] کی شرط (۷) میں لکھا ہے (فریقین کی جانب سے تقریریں قلمبند ہوا کریں گی اور تحریرات فوراً بعد مقابلہ تحریرات ان پر مناظرین طرفین کے دستخط بعد ختم مناظرہ لیکر ۱۰ بجے شب تک منتظمین کے سپرد کردیں گے اگر تحریر حوالہ نہ کی جاوے گی تو اس فریق کی ہار متصور ہوگی) فریق شیعہ کی ہار تو ہوگئی کہ مولانا سید سبط حسن صاحب نے تحریر پر دستخط کرنے سے انکار فرمایا - شیعان امروہہ تحریر فرماتے ہیں

(اور کوئی موقع شیعوں کو سوال کرنیکا نہ دیا) شیعوں کو موقع سوال کرنیکا جب دیا جا سکتا تھا کہ سنی مناظر کے سوال کا جواب شیعہ مناظر کافی دیتا۔ شیعہ مناظر نے تکرار عبث میں وقت گزار دیا اور صدر صاحب نے فرائض صدر شرط (۲) پر عمل نہیں کیا۔ صدر صاحب کو چاہئے تھا کہ جناب مولانا سید سبط حسن صاحب سے ایک تحریری اقرار عجز مغلوبیت کا لیکر سوال کرنیکی اجازت دیتے۔ شیعان امروہہ فتح کے شادیانے آپکو بجانا اس حالت میں زیبا تھے کہ مولانا سید سبط حسن صاحب سوال کرتے اور مولانا عبدالشکور صاحب اپنے جواب تقریر تحریر شدہ پر دستخط کرنے سے انکار فرماتے۔ موجودہ حالت تو حضرت جامی علیہ الرحمۃ کے اس شعر کے مصداق ہے ؎

جامی چہ لاف میزنی از پاک دامنی ؛؛ بر خرقہ تو این ہمہ داغ شراب چیست

دوسرے کالم میں جناب منگل سین صاحب بزاز صدر جلسہ کی رائے تحریر ہے اس رائے کے متعلق اسی قدر لکھنا ہے کہ جناب سید سبط رسول صاحب نے جناب منگل سین صاحب کو خط لکھا اور جناب منگل سین صاحب نے اپنی رائے کو کسی اردو داں سے لکھوا کر ہندی میں دستخط کرکے جناب سید سبط رسول صاحب کی خدمت میں روانہ کر دیا اور شیعان امروہہ نے جناب سید سبط رسول صاحب سے حاصل کرکے چھاپ دیا۔ شیعان امروہہ اگر آپ حضرات سید سبط رسول صاحب کے خط کی نقل جناب منگل سین صاحب سے حاصل کرکے درج اشتہار فرما دیتے تو امر واقعی کی حقیقت کھل جاتی فی الحال تو ساختہ خود سمجھا جاتا ہے جناب منگل سین صاحب کا فرض تھا کہ فرائض صدر شرط (۱) حسب شرط (۲) تحریروں پر دستخط کرالیتے جو فریق دستخط کرلینے سے انکار کرتا اسکی ہار کا اعلان فرما دیتے۔ جناب منگل سین صاحب نے اپنے فرائض منصبی کو ادا نہیں کیا ہم امید کرتے ہیں کہ

انگل سین صاحب غور فرما کر جس فریق نے دستخط کرنے سے انکار کیا ہے بابارہ دیجئے
اُس فریق کی ہار بذریعہ اشتہار شائع فرما دیں۔ تاریخ مناظرہ بجم دسمبر ہے حسب حصوت
پندرہ یوم مقرر تھی اور صدر جلسہ غیر مذہب کا شخص عربی کا سند یافتہ حسب شرط
(۱۲) مقرر تھا اور ایسے صدر کا مہیا کرنا فریق شیعہ کے ذمہ تھا۔ فریق شیعہ کو ایسا
صدر دستیاب ہوا اور جناب انگل سین صاحب کو پیش کیا جو عربی فارسی بالکل نہیں
جانتے جناب مولانا عبد الشکور صاحب نے اتمام حجت کی غرض سے سوال پیش
کیا اور مولانا سید سبط حسن صاحب نے ایسے جواب دئے کہ قلم بند ہونے پر دستخط
کرنے سے خود ہی انکار فرمایا۔ موقع ہے کہ مولانا عبد الشکور صاحب کے سوال کا شافی
کافی جواب دیا جاوے۔ شیعان امروہہ کالم اول میں تحریر فرماتے ہیں (اہل
سنت سکوت اختیار کرتے ہوئے موقع مناظرہ پر تشریف نہ لائے اور کوئی
شیعوں کو سوال کرنے کا موقع نہ دیا) دوسرے کالم میں تحریر فرماتے ہیں (مناظرہ
کا وقت ختم ہونے کو آگیا تھا اور سنی صاحب کھڑے ہو گئے اور شیعہ صاحبان کے
مناظر کو موقع تقریر کا نہیں دیا گیا) کالم اول میں اہل سنت کا نہ آنا دوسرے کالم
میں انگل سین صاحب کی تحریر سے تقریر کرنا کھڑے ہونا ثابت ہے۔
ناظرین فیصلہ فرما دیں کونسی بات قابل اعتبار ہے۔ ناظرین ضرور ملاحظہ فرما کر فیصلہ
کریں۔ کالم ۳ میں تحریر ہے۔ شیعہ صاحبان کی طرف سے بحث ہے کہ قرآن
شریف میں کمی بیشی موجود ہے اور سنی صاحبان کی طرف سے یہ بحث تھی کہ قرآن شریف
میں کمی بیشی موجود نہیں ہے) ناظرین بشہادت انگل سین بشہادت رسالہ شیعہ امروہہ
یہ بات ثابت ہو گیا شیعہ کمی و بیشی قرآن کے قائل ہیں اور سنی کمی و بیشی قرآن کو
نہیں مانتے۔ کیا وہ مذہب جو قرآن شریف میں کمی و بیشی کا عقیدہ رکھتا ہے قابل
قبول کرنے اور باعث نجات ہو سکتا ہے یا وہ مذہب جو آیہ انا نحن نزلنا الذکر

ع انا لہ لحافظون عقیدہ رکھتا ہے کہ قرآن میں کمی و بیشی نہیں ہے باعث نجات ہے دنیا و عورت سے جنید آخر معاملہ بخدا و شیعہ

المشتہر محمد نظیر۔

نوٹ۔ اگر کوئی صاحب امروہی ہوں۔ یا لکھنوی جواب میں کوئی لفظ خلاف تہذیب تحریر فرمادیں گے جواب ترکی بترکی ہوگا۔

(مطبوعہ) باہتمام نور احمد مالک مطبع محمد تیغ بہادر لکھنو محلہ نواب گنج

اشتہار منجانب اہل تشیع

چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد

ابھی امروہہ کے مناظرہ کے شامیانہ و فرش کو اٹھے ہوئے نہ مہینے گذرے نہ سال پھر بھی چھوٹے کے قلعی گروں نے زرد چہروں میں روپ پیدا کرنے کے لئے کوششیں شروع کردیں جو اشتہاروں میں ان کے نامۂ عمل بنکر ناظرین کے سامنے آرہی ہیں۔ ابھی اس جلسہ کے شرکا کو اتنی مدت نہیں گذری کہ سہو نسیان کی گرد ان کے دل و دماغ سے ان تصویروں کو چھپا دے جنپر فرار کا غبارہ اور ذلت کی زردروئی نظر آتی تھی۔ پھر کیا اشتہارات حاضرین جلسۂ مناظرہ پر کوئی اثر ڈال سکتے ہیں؟ امروہہ کی زمین کا ہر ذرہ جانتا ہے کہ فتح کس کے نام رہی اور شکست کس کو نصیب ہوئی۔ ہاں مریدوں کو اپنے گھر دیکھنے کے لئے دور زمینوں پر یہ دروغ بافی ضرور نتیجہ خیز ہے مگر وہ بھی صرف تھوڑی دیر کے لئے۔ اچھا اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ایک واقعی مرقع ناظرین کے سامنے پیش کریں جسکی سچائی پر خدا اور رسول اور دشمن کا دل گواہ ہو۔

یاد کرو اس وقت کو کہ جب کا لیحرن صاحب آریہ عربی کا سند یافتہ اور موافق شرط طرفین صدارت کے لئے لایا گیا اور تمنے اس کی سند میں (حالانکہ وہ

مطبوعہ اور حجت سے مکمل تھی) احتمالات بیجا پیدا کر کے صدر نشین ہونے دیا (حالانکہ تم بعد میں ایسوں کی صدارت پر راضی ہو گئے جن کے پاس ایسی سند بھی نہ تھی) کیا تم نہ سمجھے کہ لوگ اس انکار کی تہ کو پہنچ گئے اور جان گئے کہ چونکہ آپکا مناظر اُس سے مناظرہ میں ہار چکا تھا اس لئے آپ اُن کے سامنے ان مولوی صاحب کو پیش کرتے ہوئے گھبراتے تھے حالانکہ وہ موافق شرط تھا اور یہ خلاف ورزی آپکی **پہلی شکست** تھی۔

یاد کرو۔ اُس وقت کو جب کالیچرن صاحب نے عربی عبارت کے بنانے میں تمہارا امتحان لینا چاہا اور اپنا امتحان دینا چاہا تو تم میں سے ایک بھی سامنے نہ آیا حالانکہ اُن کا دعوےٰ سب سُن رہے تھے اور تمہارا سکوت سب دیکھ رہے تھے پھر جب تم کفر سے مقابلہ نہ کر سکے تھے تو اسلام کا سامنا کرنے کے لئے منہ چھپاتے۔

یاد کرو اُس وقت کو کہ جب انھوں نے (کالیچرن نے) تمکو کھلے لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ تم حق کو چھپاتے ہو اور حق پر پردہ ڈالتے ہو" کیا تمہیں اپنے اشتہاروں کو دیکھ کر اُن کے کلمات کی سچائی نظر نہیں آتی یاد کرو اُس وقت کو جب شیعہ مناظر نے تمہیں تمہارے علماء کے اقوال سے الزامی جواب دیا ہے اور بتایا ہے کہ جب تم خود ہمیں اسلامی فرقوں میں شمار کرتے ہو تو ہمارا ایمان بالقرآن کا تم کیونکر انکار کرتے ہو۔ کیا منکر قرآن تمہارے نزدیک مسلم ہے؟ اسکا جواب تمہارے مناظر کے پاس کچھ نہ تھا اور بغیر جواب بتائے مناظر کا سوال پر اصرار یہ ہٹ دھرمی اور تمہاری **دوسری شکست** تھی

یاد کرو اُس وقت کو جب تم خلفائے ثلثہ کی حمایت کے لئے یہ کہہ رہے تھے کہ جب تم اُن کو بُرا کہتے ہو تو اُن کے جمع کئے ہوئے قرآن پر کیونکر ایمان لا سکتے ہو۔ اُس وقت شیعہ مناظر نے تمہیں جواب دیا کہ جس قرآن پر رسول کا ایمان تھا۔

نے تقیہ بتایا ہے اس کو صحیح بخاری میں حضرت ابراہیمؑ کی تین جھوٹ باتوں میں
سے ایک جھوٹ قرار دیا ہے اور کہا کہ تم انبیا کو العیاذ باللہ دروغگو بتاتے ہو تو
تمہارا ایمان پیغمبروں پر کیونکر ہو سکتا ہے۔ اسکا جواب تمہارے مناظر کے پاس سوائے جبر مان لینے
کے اور کچھ بھی نہ تھا اور یہ تمہاری آٹھویں شکست تھی۔

یاد کرو اس وقت کو جبکہ تمہارے مناظر نے تحریف قرآن کا سوال پیش کیا ہے
اور شیعہ مناظر نے جواب دیا ہے کہ زیادتی کا ہمارے یہاں کوئی قائل نہیں [illegible] کمی
کی روایتیں تمہارے یہاں بھی ہیں اور ہمارے یہاں بھی۔ اسپر تمہارے [illegible] مناظر کا
انکار اتنی قوت پر پہنچا کہ انھوں نے چند مرتبہ فرمایا کہ اگر کوئی ایک صحیح روایت کتب
اہل سنت میں تحریف کے متعلق موجود ہو تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں اہلسنت
اور مذہب اہل سنت کے سروں پر خاک ڈال دوں گا اور اس مذہب پر لعنت
کروں گا جس پر شیعہ مناظر نے مجمع سے ملتفت ہو کر کہا کہ اس دعوے کو حضرات
لکھ لیں تاکہ مناظر صاحب اس قول کو بھول نہ جائیں۔ اسپر آپ کے مناظر نے کہا
کہ ہاں ہاں سب صاحب لکھ لیں۔ چنانچہ دعوے لکھ لیا گیا اور شیعہ مناظر نے بطریق
تواتر ایک سو تیرہ زیادتیاں موافق مذہب اہل سنت دکھائیں اور کمی کی تیرہ روایتیں صحیح
صحیح بخاری اور موطائے ابن مالک اور مسند احمد حنبل اور اتقان و در منثور سیوطی سے
دکھائیں اس وقت آپ کے مناظر کی گھبراہٹ انتہا درجہ پہنچی کہ سورہ اور قرآن
دونوں میں فرق کے قائل ہو گئے۔ اسپر شیعہ مناظر نے تعجب ظاہر کیا تو فرمانے
لگے کہ بسم اللہ خود حضرت [illegible] ہے۔ اسی [illegible] کو صدر نشین اپنے خطبے میں
لکھ رہا ہے جس کو آپ لوگ حق [illegible] سے ظاہر [illegible] ہیں کہ شیعہ قرآن میں
کمی بیشی کے قائل ہیں جیسا کہ صدر نشین لکھ رہا ہے۔ حضرت [illegible] صدر نشین اسی واقعے
کو لکھ رہا ہے کہ ان کی کتابوں سے کمی بیشی ثابت ہوئی ہے اور آپ لاجواب ہو گئے۔

اُس وقت اہلِ تسنن کے پژمردہ چہرے لائق دید تھے۔ کیونکہ سُنی مناظر صاحب کی ڈالی ہوئی خاک پر چکی تھی اور شیعہ مناظر کہہ رہا تھا کہ "الحر اذا وعد وفا" (جب کوئی آزاد وعدہ کرتا ہے تو اُسے پورا کرتا ہے) آپ ایک ہی روایت مانگتے تھے میں نے تو کئی پیش کر دیں لہٰذا اس مذہب پر خاک ڈالکر ادھر چلے آیئے ؂

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں ؛ واں ایک خامشی تری سب کے جواب میں

اور یہ آپ کی **نویں شکست** تھی۔

یاد کرو اُس وقت کو جب مولوی خلیل احمد صاحب صدر نشین اہلسنت اپنے ماتھے پر تاسفی گھونسے علانیہ لگا رہے تھے اور یہ شکست واضح کا ماتم تھا اور واقعاً وہ غیرت دار بزرگ تھے کہ اس واقعے کے بعد اُنھوں نے مجمع کو اپنا جمال مبارک نہیں دکھایا بلکہ سُنا گیا ہے کہ مناظر اہل سنت کے شاکی گئے کہ تم نے میری سپید ڈاڑھی پر یہ خضاب چڑھایا۔ ہم اُن کی منصف مزاجی کی قدر کرتے ہیں مناظر اہل سنت چونکہ مجمع کے سامنے اپنی لیپی ترانیوں سے بہت شرمندہ تھے اس لئے اُنکی دلی تمنا تھی کہ کسی طرح بات ٹل جائے لیکن مناظر شیعہ اپنا مطالبہ ترک نہ کرتا تھا اور وہ فرماتے تھے کہ میرے سوال کا جواب دو۔ تب آخر مناظر شیعہ نے کہا کہ رپورٹروں کی رپورٹ دیکھی جائے اگر کسی سوال کا جواب رہگیا ہو تو میں پھر اس کو حل کروں لیکن آپ سمجھے کہ ساری قلعی کھلجائے گی اسلیئے صدر سے فریاد کی کہ "جناب صدر یہ رپوٹوں کے دیکھنے کا کونسا موقع ہے"

اگر تم سچے تھے کہ ہم نے تمہارے سوالوں کا جواب نہیں دیا تو رپوٹیں کیوں نہ پڑھنے دیں کہ حال معلوم ہو جاتا اور یہ تمہاری **دسویں شکست** تھی۔

یاد کرو اُس وقت کو کہ جب شیعہ مناظر نے عام مجمع سے خطاب کیا ہے کہ تمہیں اب فیصلہ کر دو کیونکہ میرے مطالبات کا جواب نہیں ہوتا۔ اور یہ وقت

ایسا ممتاز تھا کہ سپید اور سیاہ چہرے سے فاتح اور مفتوح گروہ کو الگ کر کے دکھلا رہے تھے اور آریہ ہندو جوش میں اپنا خیال ظاہر کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے تھے تو تم نے بیتاب ہو کر فریاد کی تھی کہ "تمہیں کچھ کہنے کا کوئی حق نہیں ہے" حالانکہ انھیں اپنا خیال ظاہر کرنے کا حق تھا یہاں تک کہ وہ بیٹھ گئے۔

اگر تم اپنے اشتہاری دعووں میں سچے ہو تو اُس وقت اپنی فریادوں کو روک کر بے تعلق فریق کے خیالات کے سننے کا موقع کیوں نہیں دیا؟ ممکن تھا کہ وہ تمہارے ہی موافق کہتے لیکن تمہارے دلوں نے مغلوبیت کا یقین کر لیا تھا اور تمہیں معلوم تھا کہ جج اس وقت تمہارے خلاف فیصلہ دیگا۔ اور یہ تمہاری گیارہویں شکست تھی پھر آج تمہیں اپنے اشتہاروں میں یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ صدر کا فیصلہ اسی وقت کیوں نہ دیا گیا یاد کرو اُس وقت کو جبکہ تم اس موقع پر سے چپکے سے نماز کے لئے [illegible] حالانکہ تم دو بجے تک [illegible] لیکن اس [illegible] نماز ایک ہی بجے ختم ہو گئی اور تم نے صدر نشین سے [illegible] منٹ کا توقف بھی گوارا نہ کیا اور یہ تمہاری بارہویں شکست اور نمایاں فرار تھا۔

کیا یہ رسوائیاں بھول گئے ہو جو اشتہار میں اپنی فتح لکھنے کی جرأت [illegible] کیا تم نے لالہ جگل کشن کو صدر نہیں بنایا تھا؟ اگر نہیں بنایا تھا تو انھیں کرسی صدارت پر کیوں بیٹھنے دیا؟ پھر صدر بنانے کے بعد آج خلاف فیصلہ دینے سے وہ [illegible] لیکن قبل فیصلہ وہ تمہارے مسلم صدر تھے۔

کیا دوران مناظرہ میں شعر مناظر کا [illegible] اور یہ [illegible] کذب صریح نہیں ہے جو تم نے [illegible] اگر [illegible] تم نے [illegible] کلام [illegible]

امروہہ سے لکھنؤ روانہ ہوئے جب سنی مناظر لکھنؤ پہنچ چکے تھے۔
سوچو اور اپنے اقوال کو اس طرح خیال کرو جسطرح خدا نے جھوٹوں کو یاد کیا ہے۔
یاد کرو اس صحبت افہام و تفہیم کو جو مناظرہ کے شرائط پر نہیں قائم ہوئی تھی اور نہ عام جلسہ مناظرہ کی صورت میں قائم ہوئی تھی بلکہ تمہارے اطمینان کے لئے اور اپنے سوال کا موقع لانے کے لئے منعقد ہوئی تھی جسمیں تم نے کسی شرط مناظرہ پر عمل نہیں کیا تھا اور روایات احاد پر جو خلاف شروط مناظرہ تھے بحث شروع کی اور مناظر شیعہ نے سنیوں کو عام اجازت سوال دی چنانچہ مناظر کے علاوہ اور لوگوں نے بھی سوال کیا اور تم مسئلہ تقیہ میں دن بھر گفتگو کرتے رہے حالانکہ وہ صحبت صرف اس لئے تھی کہ جو کچھ ایمان بالقرآن کے جواب میں تمہیں شک رہ گیا ہو وہ صاف کر دیا جائیگا۔ اس کا تم نے کچھ ذکر ہی نہیں کیا اور یہ تمہاری خلاف ورزی اور **تیرہویں شکست** تھی
تمہارے مناظر کو یہ نہیں معلوم تھا کہ جب تقیہ توریہ میں ادا کیا جاتا ہے تو اس میں دو پہلو ضرور ہوتے ہیں ایک سچ اور دوسرا جھوٹ اور وہ ایتھا العیر انکم لسارقون کو جھوٹ ہی سمجھا کئے اور صدق کے پہلو سے حسب عادت منھ موڑتے رہے۔ پھر درمیان میں یہ طے ہوا کہ مناظر سنی لکھ کر سوال بھیجیں اور مناظر شیعہ جواب تحریری دیں۔ اسی بات پر فیصلہ ہوا لیکن سوال لکھا ہوا نہ بھیجا گیا اگرچہ پوری رات انتظار میں گذر گئی اور یہ **چودہویں شکست** تھی۔
پھر اس وقت کو یاد کرو جب صبح کو فاتح فرقہ اپنے مجاہدین سمیت میدان مناظرہ میں آ پہنچا اور انتظار کے گھنٹے ایک بجے تک گنتا رہا جس میں ہندو اصحاب بھی موجود تھے اور تم اپنی طرف کے لوگوں کو آنے سے روک رہے تھے اور آج اشتہار میں لکھتے ہو کہ ہمکو اعلان مناظرہ کا موقع نہیں دیا گیا۔ اس جھوٹ کی کوئی انتہا ہے

تمہاری پندرہویں شکست تھی۔
اگر تم سچے ہو تو اس سرگزشت کے ایک حرف کو غلط ثابت کر دو اور اگر تم
اس کی تکذیب واقعی پر قادر نہیں ہو تو تمہاری شکست اور فرار طشت از بام ہو
چھوٹا منہ ہے نہ چھوٹو گے اسے تو ائمہ بن اکثر وفاداروں سے خود کا داغ کیا دنیا پر کا
الملتمس سید منظور حسین رضوی امروہوی عفی عنہ۔

(مطبوعہ نور المطابع لکھنؤ)

اشتہار منجانب اہل سنت

مناظرہ امروہہ میں شیعوں کی شکست عظیم جو ظاہر ہو کے سامنے ہوئی کسی عیاری یا جھوٹی اشتہار بازی سے چھپ نہیں سکتی

یہ تو ہم کیا تمام دنیا جانتی ہے کہ جس فرقہ نے حضرت صدیق کی مشہور عالم صداقت
حضرت فاروق کی ضرب المثل عدالت کی تکذیب کر دی جس نے شیر خدا علی مرتضیٰ
کو خائن و جھگڑالو کہہ دیا (دیکھو کتاب احتجاج و حق الیقین وغیرہ) جس نے تمام
صحابہ کرام کو بلا استثنا جھوٹا کہا اور حضرت علی مرتضیٰ اور ان کی ذریت طاہرہ کو سب سے
زیادہ جھوٹ بولنے والا اور جھوٹ کو عبادت عظمیٰ سمجھنے والا قرار دیا جس نے
قرآن شریف کو محرف کہنا اپنے اصول اعتقادات میں داخل کیا (دیکھو کتاب
اساس الاصول وغیرہ) جس نے ایک عجیب و غریب مذہب تصنیف کر کے ائمہ
اہل بیت سے منسوب کر دیا اور وہ ہر چند انکار کرتے رہے مگر ایک نہ سنی
اور کہہ دیا کہ ان اماموں کی عادت ہے کہ مجمع عام میں اپنے اصلی مذہب

انکار کر جاتے ہیں (دیکھو اصول کافی استبصار وغیرہ) اس فرقہ کے نزدیک کسی واقعہ کا گو وہ ہزاروں کے سامنے ہوا ہوا انکار کر جانا یا کسی بے بنیاد جھوٹے کو واقعات کا لباس پہنا دینا کونسی بڑی بات ہے۔ آج کئی دن کی خاموشی اور غور و فکر کے بعد پھر ایک لمبا چوڑا اشتہار شیعوں کی طرف سے شہر لکھنؤ میں شائع ہوا ہے جس کے جواب میں موافق اس زرین فقرہ کے جو الہ آباد ہائیکورٹ نے ضلع فتحپور کے ایک تبرائی مقدمہ کے فیصلہ میں لکھا ہے صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ جھوٹ بولنا مذہب شیعہ میں بڑا فرض اور بڑی عبادت ہے (دیکھو اصول کافی وغیرہ) لیکن اس کا نتیجہ فقط اسقدر ہوسکتا ہے کہ اُن کو آخرت میں ثواب ملجائے۔ دنیا میں اُن کو سوا ذلت و رسوائی کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس مختصر جواب کے بعد تمام دروغ بافیوں کا سلسلہ یوں قطع ہو جاتا ہے کہ کارروائی مناظرہ امروہہ کا نمبر (۱) شائع ہو گیا جس کا نام

شکست عظیم باعداء قرآن کریم قیمت ۱؍

اور دوسرا نمبر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہفتہ میں شائع ہو جائے گا۔ اگر ہمت ہو تو اب تمام ہندوستان نہیں تمام دنیا کے شیعہ ملکر ہمارے اس قیامت خیز سوال کا جواب دیدیں جو مناظرہ میں پیش ہوا اور شیعہ مناظر جواب سے عاجز رہے۔
اب ضرورت نہ تھی کہ ہم اس اشتہار کی غلط بیانیوں اور خلاف تہذیب کارروائیوں کو ظاہر کریں لیکن نمونہ اور محض نمونہ کے طور پر صرف پانچ باتیں برعایت تخفیف عرض کی جاتی ہیں (۱) بالکل غلط ہے کہ ہمارے مناظر عالیجناب مدیر النجم تم فیضہم کا کالیچرن صاحب کبھی مناظرہ ہوا ہارنا جیتنا تو درکنار۔
(۲) بالکل غلط ہے کہ کالیچرن صاحب کی سند ہم جحبت سے مکمل تھی سند کی

عربی عبارت غلط ہونے کے علاوہ نہ اس پر کسی کے دستخط تھے نہ کسی کی مُہر

(۳) بالکل غلط ہے کہ مناظرہ میں تمہارے صدر الافاضل کی کوئی بات بے جواب شافی دئیے ہوئے نظر انداز کی گئی چنانچہ ہمارے جوابات جنکا جواب الجواب تم سے نہ ہو سکا کارروائی میں درج ہیں۔ البتہ تمہارے صدر الافاضل آخر میں عاجز ہو کر یہ کہکر بیٹھ گئے تھے کہ اب میں کچھ جواب نہ دوں گا آپ جو چاہیں کہیں۔

(۴) بالکل غلط ہے کہ حضرت مولٰنا خلیل احمد صاحب نے تاسف کیا یا کوئی ایسی حرکت کی جیسی تم نے لکھی البتہ اس قسم کی بلکہ اس سے بھی زیادہ خفیف حرکتیں تمہارے صدر الافاضل صاحب سے سرزد ہوتی رہیں۔ دیکھو کارروائی مناظرہ امروہہ نمبر ۲

(۵) بالکل جھوٹ ہے کہ تمہارے مناظر عالیجناب مدیر النجم دامت برکاتہم کے لکھنؤ پہنچنے کے بعد امروہہ سے چلے بلکہ ان کا دو دن پہلے امروہہ سے چلدینا چشم دید واقعہ ہے۔ اس قسم کی جھوٹی باتوں سے اس اشتہار کا خمیر کئی دن کی محنت میں تیار ہوا ہے۔ مگر اہل تقیہ سے جھوٹ کی شکایت ہی کیا سے

کیا جو جھوٹ کا شکوہ تو یہ جواب ملا ؎ تقیہ ہم نے کیا تھا ہمیں ثواب ملا

شیعہ صاحبان اپنے امام جعفر صادق کی نصیحت جو خود ان کے مذہب کی سب سے زیادہ معتبر کتاب اصول کافی مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۲ھ میں ہے یاد رکھیں تو شاید یہ ذلتیں ان کو نہ پیش آئیں وہ نصیحت یہ ہے یا سلیمان انکم علیٰ دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ ترجمہ۔ اے شیعو تمہارا دین ایسا ہے کہ جو اس کو چھپائے گا اللہ اس کو عزت دے گا۔ اور جو ظاہر کریگا اللہ اسکو ذلیل کریگا

منظور حسین صاحب رضوی امروہی اپنے اس لکھنوی اشتہار کی غلط بیانیوں کا ثبوت عدالت میں پیش کرنے کے لئے تیار رہیں۔ شاید یہ موقع خدا نے چاہا تو جلد ہی آئے فقط

الراقم قمر الدین احمد جوائنٹ سکریٹری انجمن اشاعۃ الاسلام امروہہ

اشتہار منجانب اہل سنت
راستی موجب رضائے خداست

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا ۔ بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

شیعہ اور سنی کے مذہبی جھگڑوں کا خاتمہ جناب صدر الافاضل مولانا سید سبط حسن صاحب مجتہد نے امروہہ میں اپنی زبان مبارک سے فرما دیا اور سید منظور حسین صاحب رضوی امروہی نے نور المطابع لکھنؤ میں چھپوا کر لکھنؤ کے بازاروں میں چسپاں کر دیا

ملاحظہ ہو عبارت اشتہار مطبوعہ نور المطابع کی بہری شکست

[illegible]

"اس وقت شیعہ مناظرنے ہمیں یہ جواب دیا کہ جس قرآن پر رسول کا ایمان تھا پیغمبر اور صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفہ ثالث کے جمع کرنے سے پہلے مر گئے ۔ بس وہی قرآن ہمارا ایمان ہے" اس عبارت کو پڑھ کر تمام شیعوں کو جناب صدر الافاضل مولوی سید سبط حسن صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اب کسی سنی کو موقع کلام نہیں ہو سکتا اس لئے کہ دوسرا کوئی قرآن دنیا میں موجود نہیں اگر موجود ہے تو ایک قرآن خلیفہ ثالث کا جمع کیا ہوا جس کو دنیائے اسلام قرآن منزل من اللہ مانتی ہے اور شیعہ اس کو مصحف عثمانی کہتے ہیں دیکھو عبارت استقصاء الافحام مصنفہ جناب مولوی حامد حسین صاحب جلد اول صفحہ ۹ مصحف عثمانی کہ حضرات اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد کنند و جمعی نقصان آں را ناقص الایمان بلکہ خارج

پندارند۔ اگر کوئی سنی موجودہ قرآن پیش کرے گا شیعہ فرمادیں گے کہ یہ تو مصحف
عثمانی ہے اس پر ہمارا ایمان نہیں ہے۔ وہ قرآن لاؤ جس پر رسول کا ایمان تھا
جس پر شہدائے بدر و احد کا ایمان تھا جس پر اور صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفہ ثالث کے
جمع کرنے سے پہلے مر چکے تھے اسی قرآن پر ہمارا ایمان ہے۔ ساری دنیا کے
مسلمان جناب صدر الافاضل مولوی سید سبط حسن صاحب کے ایمان کے پوشیدہ
قرآن کی تلاش میں مشرق سے مغرب تک زمین سے آسمان تک اگر جا سکیں
پتہ نہیں لگا سکتے۔ اگر جناب صدر الافاضل سید سبط حسن صاحب جس پر ان کا
ایمان ہے اس قرآن کو پیش کرتے اور فرمادیتے کہ دیکھو یہ قرآن ہے اس پر
رسول کا ایمان تھا اور اس پر شہدائے بدر و احد کا ایمان تھا اس پر اور صحابہ کا
ایمان تھا جو خلیفہ ثالث کے جمع کرنے سے پہلے مر چکے تھے اس پر ہمارا ایمان ہے
قطعی فیصلہ ہو جاتا۔ لیکن جناب صدر الافاضل مولوی سید سبط حسن صاحب نے
اس قرآن کو پیش نہیں کیا جس پر ان کا ایمان ہے اور نہ آئندہ پیش کر سکتے ہیں
معلوم ہو گیا کہ جناب موصوف کا ہاتھ قرآن سے خالی ہے محض زبانی دعوے
ہے۔ اور بس۔ آپ دوسری شکست میں تحریر فرماتے ہیں "کہ جب تم خود ہمیں اسلامی
فرقوں میں شمار کرتے ہو تو ہمارے ایمان بالقرآن کا تم کیونکر انکار کر سکتے ہو
کیا منکر قرآن تمہارے نزدیک مسلم ہے" اگر جناب صدر الافاضل مولوی
سید سبط حسن صاحب استقصاء الافحام مصنفہ جناب مولوی حامد حسین صاحب
جلد اول صفحہ ۹۰ کی عبارت "مصحف عثمانی کہ حضرات اہل سنت آنرا قرآن کامل
اعتقاد کنند و معتقد نقصان آنرا ناقص الایمان بلکہ خارج از اسلام پندارند"
ملاحظہ کرتے تو یہ شبہ جناب کے دل سے نکل جاتا کہ اہل سنت موجودہ قرآن
کے ناقص جاننے والے کو کامل الایمان جانتے ہیں یا ناقص الایمان اضل

ایمان رکھو اس قرآن پر (س) کیونکر معلوم ہوا کہ اس سے جناب امیرؑ کا جمع کردہ
قرآن مراد نہیں ہے نیز کیونکر معلوم ہوا کہ قول جناب امیرؑ تقیۃً نہیں ہے (ش) یہ
قول زمانہ خلافت کا ہے اور اس کے خلاف کوئی قول کسی معصوم کا نہیں ہے
ان دونوں وجہوں سے یہ قول تقیۃً نہیں ہو سکتا (س) جناب امیرؑ زمانہ خلافت میں
برابر تقیہ کرتے تھے۔ علامہ شستری کی مجلدات الحقاق میں [illegible] لکھا ہوا ہے
آپ خود بھی پڑھ لیجئے اور اس قول کے خلاف خود جناب امیرؑ کا قول میں احتجاج
طبرسی میں دکھا چکا ہوں پھر دیکھ لیجئے (ش) قول معصوم کو بھی جانے دیجئے
شیعوں کے دل میں قرآن کی تصدیق ہے زبان میں اقرار ہے اس کا نام ایمان ہے
پس قرآن پر شیعوں کا ایمان ہے (م) شیعہ مناظر کا یہ کہنا کہ قول معصوم کو بھی
جانے دیجئے گویا ناچار اقرار ہے کہ کسی قول معصوم سے بھی شیعوں کا ایمان
قرآن پر ہو سکتا ہے نہ کسی اور بات پر یہ **دوسری نمایاں فتح شیعوں کی**
(س) آپ کا یہ کہنا کہ تواتر کو جانے دیجئے قول معصوم کو بھی جانے دیجئے صاف
صاف اقرار ہے کہ قرآن کی تصدیق نہ تواتر سے ہو سکتی ہے نہ قول معصوم سے
پھر کس چیز نے شیعوں کے دل میں قرآن کی تصدیق پیدا کر دی ہے بیان فرمایئے
ورنہ آپ کا کہنا کہ شیعوں کے دل میں تصدیق قرآن ہے ضرور تقیہ ہے (م) شیعہ
مناظر نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا یہ **تیسری نمایاں فتح ہے شیعوں کی**
(ش) شیعہ کلمہ گو اور قبلہ رو ہیں ہر کلمہ گو وہر قبلہ رو مسلمان ہیں قرآن پر ہر مسلمان کا
ایمان ہے پس قرآن پر شیعوں کا ایمان ہے (س) ہر کلمہ گو وہر قبلہ رو کا مسلمان ہونا
شیعہ مذہب کے بھی خلاف ہونے کے علاوہ شیعوں کے عقیدۂ خلاف متواتر
اور ائمہ شیعہ کے تقیہ و عقیدۂ تحریف قرآن کی وجہ سے شیعوں کا ایمان قرآن پر
نہ تواتر سے ہو سکتا ہے نہ قول معصوم سے نہ موجودہ قرآن پر ایمان کا اور کوئی ذریعہ

قرآن پر جسکا ایمان نہیں ہوسکتا ہے محض کلمہ گوئی اور قبلہ روئی سے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا ہے
(م) شیعہ مناظر سے اسکا بھی جواب نہ ہوسکا یہ چوتھی نمایاں فتح ہے شیعوں کی
لطف تر ماجرا یہ ہے کہ شیعہ مناظر نے ہر کلمہ گو و ہر قبلہ رو کو مسلمان کہکر یہتا بلان
جناب ائمہ و قاتلان جناب امام حسینؓ کو بھی کلیتہً مسلمان بنادیا شاباش یہ پانچویں
نمایاں فتح ہے شیعوں کی (س) صاحب شرح مواقف و صاحب
ملل و نحل نے شیعہ کو اسلامی فرقہ لکھا ہے اگر قرآن پر شیعوں کا ایمان نہ ہوتا تو ایسے
اعلام اہل سنت کیوں شیعہ کو اسلامی فرقہ لکھتے (س) بعض علماء اہل سنت کا
شیعہ کو اسلامی فرقہ لکھنے کی وجہ ہے کہ شیعوں کے عقائد سے واقف نہ تھے
خصوصاً شیعوں کے عقیدۂ تحریف قرآن سے بالکل واقف نہ تھے کیونکہ اس
زمانہ میں شیعوں کی کتابیں نہیں ملتی تھیں (ش) معتقد تحریف قرآن کا کافر ہونا
کسی نامور سنی عالم کے قول سے دکھا دیجئے تو میں اس بحث کو چھوڑ دوں گا۔
(س) ملک العلماء علامہ بحر العلوم لکھنوی نے شرح مسلم الثبوت میں لکھا ہے کہ
قائل تحریف قرآن کا فر ہے جدا لیجئے بچشم خود بھی دیکھ لیجئے (م) شیعہ مناظر سے
اپنے کئے کا کوئی علاج نہ ہوسکا یہ چھٹی نمایاں فتح ہے شیعوں کی۔
(ش) تحریف قرآن شیعوں کا عقیدہ نہیں ہے اعتقادات جناب صدوق میں
ہے کہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ اس قرآن میں نہ کوئی تحریف ہے نہ کوئی اور خرابی۔
جناب صدوق نے بصیغہ جمع فرمایا ہے لہذا کُل شیعوں کا یہی اعتقاد ہے۔
(س) آپ نے تفسیر صافی سے جناب صدوق کا قول پڑھکر سنایا اس کے
ساتھ جو اسکا رد ہے اس کو آپ نے چھوڑ دیا۔ لاتقربوا الصلوٰۃ کے مثل کو
آپ نے اصل کردیا تھا کُل شیعوں کا یہ اعتقاد ہونا ہرگز مقصود صدوق نہیں
ہوسکتا ہے صیغہ جمع چار کے واسطے بھی آتا ہے۔ سوا چار کے جن میں

جناب صدوق بھی ہیں کُل مشائخ شیعہ معتقد تحریف قرآن ہیں (ھ) شیعہ مناظر
کو یہ کہنے کی بھی ہمت نہوئی کہ سوا چار کے کل مشائخ شیعہ کا معتقد تحریف قرآن
ہونا دکھائے یہ **ساتویں نمایاں فتح ہے شیعوں کی** (ش) جب
نولکشوری مطبوعہ قرآن پر سنیوں کا ایمان ہے مکتوبہ صحابہ قرآن پر شیعوں کا
ایمان کیوں ہوگا (س) نولکشوری قرآن کی اصل اگر اہل اسلام کے پاس ہوتی
تو نولکشوری قرآن پر کسی کا ایمان ہوتا مکتوبہ صحابہ قرآن کی اصل کسی کے پاس
نہیں ہے لہذا صحابہ کے ساتھ سنیوں کا ایسا عقیدہ رکھنے والوں کا ایمان مکتوبہ
صحابہ قرآن پر یقیناً ضروری ہے لیکن صحابہ کے ساتھ شیعوں کا ایسا عقیدہ رکھنے
والوں کا ایمان مکتوبہ صحابہ قرآن پر یقیناً محال ہے (ھ) شیعہ مناظر سے اس پر کچھ بھی
نہ کہتے بنا یہ **آٹھویں نمایاں فتح ہے شیعوں کی** صحابہ کرام کا محرف
قرآن ہونا جیسا شیعوں کا عقیدہ ہے ویسا نولکشور کا محرف قرآن ہونا جسکا عقیدہ
ہوگا تو نولکشوری قرآن پر اسکا ایمان ضرور محال ہوگا پس نولکشوری قرآن کی
مثال تو ویسا پسر نوح کی طرح باپ کو چھوڑ کے ڈوبنا ہے (ش) ہم اقرار کرتے
ہیں کہ اس قرآن میں نہ کوئی تحریف ہے نہ کوئی اور خرابی جسکا یہ عقیدہ نہیں ہو
وہ کافر ہے اسلام سے خارج ہے (س) مہربانی فرما کر ان الفاظ کو لکھ دیجئے
(ش) کیا آپ رسول اللہ ہیں جو آپ کہیں وہ میں لکھوں (س) یہ تو کسی مذہب
میں نہیں ہے کہ رسول اللہ کہیں تو لکھو اور کوئی کہے تو نہ لکھو (ش) میں لکھ دونگا
تو آپ اس کو چھاپ دیں گے پھر میں کیوں لکھدوں (س) امروہی ہندو کیا دھرم
ہے کہ نہ لکھنے کا ہے نہ چھاپنے کا (س) جب لکھنے سے آپکو ایسا انکار
ہے پھر کیا ثبوت ہے کہ زبان سے کہنا آپکا تقیہ نہیں ہے (ھ) اگر شیعہ مناظر
ان الفاظ کو لکھ دیتے تو کم سے کم ہندوستان کے ہر فرد بشر کو معلوم ہو جاتا

کہ شیعہ مناظر نے اپنے ائمہ اور کل مشائخ کو اسلام سے خارج کر دیا ہے ہم
بیچارے کیونکر لکھ سکتے بہرحال یہ **نویں نمایاں فتح ہے شیعوں کی**
(دش) شیعوں کا ایمان اُس قرآن پر ہے جس پر جناب رسول خدا اور اُن صحابہ کا
ایمان تھا جو کہ جناب عثمان کے جمع قرآن سے پہلے مر چکے تھے (۱۰) شیعہ مناظر
نے ان الفاظ سے شیعوں کا ایمان ہونا بیان کیا ہے باوجود مطالبہ کرنے سنی مناظر
کے اس قرآن کو شیعہ مناظر نے کس وقت پیش کیا تھا اور کس وقت پیش کرینگا وعدہ
کیا پس معلوم ہوا کہ شیعوں کا ہاتھ قرآن سے خالی ہے اور بحکم حدیث ثقلین جسکا ہاتھ
قرآن سے خالی ہوگا اہل بیت سے بھی خالی ہو گا پس شیعوں کا ہاتھ قرآن کریم و
اہلبیت نبی کریم دونوں سے خالی ہے یہ **دسویں نمایاں فتح ہے شیعوں کی**
(۱۱) عشرہ مبشرہ کو ثبوت شہر بعد از جنگ صاحب کو معلوم ہو کہ بقول شیعہ مناظر جس
قرآن پر جناب رسول خدا کا ایمان تھا موجودہ قرآن کے بالکل بعینہ وہی قرآن ہونے
شیعوں کا ایمان یقیناً محال ہے محال اولاً اس لئے کہ اس مناظرہ میں بھی
شیعوں کے اس عقیدہ سے انکار نہ ہو سکا کہ جناب امیر نے قرآن جمع کیا تھا موجودہ
قرآن اس کے خلاف ہے ثانیاً اس لئے کہ علامہ قزوینی نے شرح کافی میں
دیگر اعلام شیعہ نے دیگر کتابوں میں شیعوں کا یہ عقیدہ بیان کیا ہے کہ بعد معلوم
ہو سکتا کہ ابوبکر و عمر کے تحریف قرآن سے انکار نہیں ہو سکتا ہے ثانیاً
اس لئے کہ صاحب فصل الخطاب و دیگر اعلام شیعہ کا صریح اقرار ہے کہ تحریف
قرآن پر تمام شیعہ کا اجماع ہونا ائمہ شیعہ کے اقوال متواترہ سے صراحۃً ثابت کر
دیا اب باقی موجودہ قرآن پر شیعوں کا ایمان محال ہونے میں تامل ہو سکتا ہے
نہیں ہرگز نہیں لیکن جناب رسول خدا جو قرآن اپنے اصحاب کو دیکھ دنیا سے
تشریف لے گئے تھے وہی موجودہ قرآن کے بالکل بعینہ وہی قرآن ہونے پر سنیوں کا

علمائے فرنگی محل و استاذ علمائے فرنگی محل نہیں ہے تو کیا ہے شیعہ صاحبان
نمایاں فتوحات مذکورۂ بالا کے سرور لامحصور سے اسکو بھول گئے خیر اب
یاد کریں اور سمجھیں کہ مذکورۂ بالا نمایاں فتوحات شیعہ سے فیصلہ کامل ہو چکا
تاہم اگر ان فتوحات کو مکرر کرنا یا ویسی اور فتوحات حاصل کرنا اور مناظرہ امروہہ
کا منظر اہل لکھنؤ کو دکھانا منظور شیعہ ہے تو سہل ترکیب یہ ہے کہ مولوی ناصر
حسین صاحب مولوی عبد الشکور صاحب کو مناظرے کی دعوت دیں مولوی صاحب
ممدوح مولوی ناصر حسین صاحب کو شرائط مناظرہ بھیجدیں پھر مناظرہ ہو جائے
لکھنؤ والے مناظرۂ امروہہ کا منظر دیکھیں تقیہ والے اپنے مذکورۂ بالا فتوحات
نمایاں کو مکرر کریں یا ویسی فتوحات نمایاں اور حاصل کریں۔

نوٹ اس کے بعد مولوی ناصر حسین صاحب اگر مناظرہ نہ کریں اشتہار بازی
کا سلسلہ جاری رکھیں تو یہ شیعوں کا اختیاری فعل ہے لیکن حقیقت ایسی کھل چکی ہے
کہ نہ اشتہار بازی سے چھپ سکتی ہے نہ تقیہ بازی سے۔ ۳۰ / ربیع الثانی
مطبوعہ اودھ پریس یحییٰ گنج لکھنؤ۔ المشتہر محمد اعظم میلاد خوان صدیقی لکھنوی۔

منجانب اہل تشیع

فیصلہ کی ایک سہل ترکیب

ہم نے باتباع آل طاہرین کبھی کسی پر ابتدائی حملہ نہیں کیا۔ پہلے بھی یہی عادت
رہی اور اب بھی اسی طریقہ پر قائم ہے۔ نہ ہم تفرقہ بین الملل الاسلامیہ کے خواہشمند
ہیں نہ ہمارا رزق اس تفرقہ پردازی پر موقوف ہے لیکن دفاع ایک عقلی طریقہ ہے
جو ہر باغی کے جواب میں ہمارے پاس حاضر ہے۔
مولوی عبد الشکور صاحب میں ایک مدت سے خلاف رسم حضرات علمائے

اہل سنت یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جس زمین پر پہنچتے ہیں وہاں شیعوں کو مناظرہ
کی دعوت دیتے ہیں اور اسقدر اشتعال دیتے ہیں اہتمام کرتے ہیں کہ ہم شیعہ
اُن کے جواب کے لئے تیار ہو جاتے ہیں پھر کیا تھا جھوٹ سچ لکھدیا اپنے
احباب و ہم مشربوں سے کچھ اکراہ چھپا اور شائع کرنا شروع کر دیا اور
اپنا غلبہ سید سے مسلمانوں پر ظاہر کرکے چندہ بھی لے لیا اور کتابوں اور
رسالوں کی قیمت بھی وصول کرلی جیساکہ ہمارے دوست سید منظور حسین صاحب
رضوی امروہی کے اشتہار کے جواب میں ایک حرف بھی نہ لکھا اور عامیانہ
کلمات اور ہرزہ گوئی سے کام لیکر فرقہ شیعہ کی سخت دل آزاری کی اور اسی
کے ساتھ ساتھ ایک رسالہ کا بھی اشتہار دیدیا جس کی قیمت ۱۰/ ہے وغیرہ
ہمارے دوست موصوف کو اپنے اشتہار میں عدالت کی دھمکی بھی دیدی جسکو
نے وہ پہلے سے آمادہ ہیں۔ اب ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ مولوی عبد الشکور صاحب
اگر کوئی ایسے بزرگ ہیں کہ جو مذہب اہل سنت کے ایک رکن عظیم ہیں جن کی شکست
تمام فرقہ کی شکست سمجھی جاسکتی ہے۔ اگر ایسا ہے اور حضرات علماء فرنگی محل اسبات
کی تصدیق فرمادیں تو ہم ان کو دعوت مناظرہ یہیں لکھنؤ میں دیکر تمام مجمع کو پھر امروہہ کا
منظر دکھادیں اور اگر حضرات علماء فرنگی محل اُن کے عالم ہونے اور رکن رکین اہل
سنت ہونے کی تصدیق نفرمائیں تو ہم غیر عالم سے نہ بحث کرنا چاہتے ہیں نہ
اپنے فرقہ کو ایسے شخص سے مباحثہ کا مشورہ دیتے ہیں۔

یاد رہے کہ جس دن حضرات علماء فرنگی محل کی تصدیق طبع ہو کر ہمارے اشتہار
کے برابر لگادی جائے گی اُسی دن ہم مولوی عبد الشکور صاحب کو دعوت
مناظرہ بعد طے کرلینے شرائط مناظرہ کے دیکر ایک نافذ الکلمہ حکم کے سامنے
ہمیشہ کے جھگڑے کا خاتمہ کردیں گے جس کے بعد فضول اشتہاروں کا کوئی

موقع نہ رہے گا کیونکہ اب اشتہاروں کی بدتہذیبیاں دیکھ کر اگرچہ وہ جھوٹ میں لیا
جس سے کہ ثابت کر دے کہ دشمن کے پاس نہ کوئی صحیح ذریعہ ہے نہ ہماری کسی کتاب میں
اسکا کچھ ہے لہذا ہم ان سب فضول گویوں سے اپنا ہاتھ کھینچتے ہیں کہ چونکہ اس رسالہ
میں تجربہ کیا ہے اُسی کی حقیقت عالم پر عنقریب ظاہر کر دیں تاکہ ناظرین بالانصاف
خود فیصلہ کر لیں کہ بیس برس میں مناظر اہلسنت نے کیا خوب سوال مشتہر کر کے تمام دنیا
کے علماء اہل سنت سے حاصل کیا ہے جسکا جواب کیا کافی اسی وقت مناظر شیعہ نے
دیدیا تھا جس سے لاجواب ہو کر مہر سکوت لبوں پر لگ گئی۔

نہ اُٹھو نا ہو دلِ اہل طریقت کیا مانو ہوا کلیجہ تھام کو آ جائے گا تا بحشر ہم سے

المشتہر سید ظفر حسین رضوی لکھنوی (مطبوعہ نور المطابع)

اشتہار بجانب اہل سنت

کیا ابھی فیصلہ نہیں ہوا

ایکدن مان ہی جائنگے ہمارا کہنا، تم کہے جاؤ یہی تیری حقیقت کیا ہے

ایک اشتہار بعنوان فیصلے کے ایک سہل ترکیب مشتہرہ سید ظفر حسن صاحب
رضوی لکھنوی مطبوعہ نور المطابع لکھنؤ ہر گلی کوچہ میں چسپاں نظر آیا مشتہر صاحب
تحریر فرماتے ہیں (ہم نے باتباع آل طاہرین کسی پر ابتدائی حملہ نہیں کیا
ہمیشہ یہی عادت تھی اور اب بھی اسی طریقہ پر عمل ہے نہ ہم تفرقہ بین الملل
الاسلامیہ کے خواستگار ہیں) اس عبارت کو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مشتہر صاحب
نے تقیۃً تحریر فرمایا ہے یا بلا تقیہ۔ بلا تقیہ تحریر نہیں ہو سکتی کیونکہ تقیہ
شعار دین ہے اور تقیہ تو ہر دین میں ادا کیا جاتا ہے اس حالت میں تقیہ میں

دو پہلو ضرور ہوتے ہیں ایک سچ دوسرا جھوٹ ملاحظہ ہو اشتہار مشتہرہ سید منظور حسین صاحب امروہی مطبوعہ نور المطابع لکھنؤ کی چودہویں شکست (کہ جب تقیہ تو ریہ میں ادا کیا جاتا ہے تو اس میں دو پہلو ضرور ہوتے ہیں ایک سچ دوسرا جھوٹ) معلوم نہیں کہ آپ نے یہ اشتہار کس طرح کے تقیہ سے تحریر فرمایا۔ اور اس میں کسقدر سچ ہے اور کسقدر جھوٹ۔ سید ظفر حسین صاحب ہم کو حیرت ہے کہ آپ کے نزدیک ابھی فیصلہ نہیں ہوا شیعہ اور سنی میں پہلا فیصلہ قرآن کے متعلق ہونا چاہیے تھا جب یہ فیصلہ ہو گیا کہ شیعہ کمی بیشی قرآن کے قائل ہیں اور موجودہ قرآن پر حضرات شیعہ کا ایمان نہیں ہے ملاحظہ ہو اشتہار مشتہرہ شیعیان امروہہ مطبوعہ ریاضی پریس امروہہ ۲۰ دسمبر ۱۹۱۰ء بشہادت لالہ بلاقی رائے صاحب صدر و لالہ شنبھو نرائن صاحب (شیعوں کی طرف سے یہ بحث تھی کہ قرآن میں کمی بیشی موجود ہے) دوسرا اشتہار مشتہرہ سید منظور حسین صاحب رضوی امروہی مطبوعہ نور المطابع لکھنؤ کی تیسری شکست میں تحریر ہے (جس قرآن پر رسول کا ایمان تھا شہداء بدر و احد کا ایمان تھا جس پر اور صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفہ ثالث کے جمع کرنے سے پہلے مر چکے تھے اسی قرآن پر ہمارا ایمان ہے) دونوں اشتہاروں کی عبارت پڑھنے والوں کو واضح طور پر معلوم ہو گیا ہو گا کہ موجودہ قرآن میں کمی بیشی کے شیعہ معتقد ہیں اور موجودہ قرآن پر حضرات شیعہ کا ایمان نہیں ہے۔ ان تحریروں کے بعد آپ فیصلہ کے منتظر ہیں کیا ابھی فیصلہ نہیں ہوا جناب مولوی عبد الشکور صاحب وہ بزرگ ہیں کہ ایک جلسہ جسکو ہز آنر سر جان ہیوٹ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر صوبہ متحدہ سانڈرس صاحب کمشنر نے لکھنؤ میں منعقد کیا اور اس جلسہ میں شمس العلماء جناب مولانا عبد المجید صاحب فرنگی محلی و جناب شمس العلماء مولانا عبد الحمید صاحب فرنگی محلی و دیگر معززین

شہر شریک تھے ان سب کے مشورے سے بالاتفاق جناب مولانا سید ناصر حسین صاحب کے مقابلے کے لئے جناب مولانا عبدالشکور صاحب منتخب ہوئے تھے۔ ہمارا یہ لکھنا سچ ہے یا جھوٹ جناب مولانا سید ناصر حسین صاحب و مولانا عبدالمجید صاحب و مولانا عبدالحمید صاحب سے تصدیق فرمالیں یا مزید اطمینان کے لئے کیفیت کی مثل مطبوعہ و مجریہ گورنمنٹ متحدہ ملاحظہ کریں لیکن بعد سید ظفر حسن صاحب رضوی کو اختیار ہے کہ مولانا عبدالشکور صاحب کو حسب تحریر خود دعوت مناظرہ دیں یا پھر سکوت لبوں پر لگا کر بیٹھ رہیں۔ امروہہ میں جو عقیدہ جناب صدر الافاضل سید سبط حسن صاحب نے تمام مسلم و غیر مسلم کے مجمع میں ظاہر فرمایا تھا کہ موجودہ قرآن میں کمی بیشی موجود ہے اور موجودہ قرآن پر ایمان نہیں۔ یہ منظر تو امروہہ لکھنؤ دہلی وغیرہ کے تمام مذہب کے لوگوں کو معلوم ہو گیا اب ضرورت ہے کہ جناب صدر الافاضل سید سبط حسن صاحب اس قرآن کو جس پر ان کا ایمان ہے ساری دنیا کے مسلم و غیر مسلم کے سامنے پیش کر دیں کہ شیعہ مذہب کی حقانیت میں دنیا کو کلام باقی نہ رہے موجودہ حالت میں سمجھنے والے جو کچھ سمجھتے ہیں اس کو آپ صحیح نہیں اور ہمارے کہنے کو آپ قبول نہ فرماویں گے۔ "تید ستان قرآن را چہ سود آنرا بہر کار آ"

نہ بہکو رازداران حقیقت سے ذرا سنبھلو کہ سارا بھید کھلنے کا اعجاز کلم سے

الراقم خاک پائے اہل سنت والجماعت محمد نذیر لکھنؤی ۔۔۔ نور احمد نائب مطبع
باہتمام ۔۔۔ محمد شفیع بہادر لکھنؤ

اشتہار منجانب اہل سنت

شیعوں کی اشتہار بازی نہ چلی

امروہہ کا مناظرہ بھی ایک عجیب چیز ہوا۔ اے سرزمین امروہہ تو جس قدر ناز کرے

بجا ہے کہ تیرے اوپر قرآن مجید کا معجزانہ جلال وجبروت ظاہر ہوا۔ اعدائے قرآن
کریم کو مجمع عام میں ہزاروں کے سامنے ایسی شکست عظیم ملی کہ سراسیمہ ہوکر خود
اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا گھروندہ بگاڑنے لگے اور اہل ایمان کے ہاتھوں سے
جو ہونا تھا ہوا۔

اے زمین امروہہ اب آیۂ کریمہ کی تجلی تجھے مبارک ہو یخربون بیوتہم
بایدیہم وایدی المومنین مناظرہ میں یہ آیت اسی خاص موقع پر پڑھی بھی گئی تھی
شیعوں کو پہلے ہی سے یقین تھا کہ مناظرہ میں شکست ان کے لئے لازم ہے
ان کے امام صادق اس کی پیشین گوئی کر چکے تھے (دیکھو بحار علامہ مجلسی) مگر
اپنی کہنہ مشقیوں کے بھروسہ پر سامنے آنے کی جرأت کر بیٹھے بیچارے کیا جانتے
تھے کہ قرآن کریم کے مقابلہ میں کوئی کید چاہے کتنا ہی عظیم ہو کام نہیں دیکتا
وان کان مکرہم لتزول منہ الجبال مناظرہ میں جب قسمت کا لکھا سامنے
آیا اور شکست عظیم اٹھانے کے بعد ۲۰ دسمبر کو شیعوں نے جلسہ خاص کی بنیاد ڈالی
تو جو کچھ کسر باقی رہ گئی تھی وہ اس روز پوری ہوگئی تھی کہ ان کے صدر الافاضل
مولوی سبط حسن صاحب یہ کہکر کہ مجھے چار برس ہوئے زہر دیا گیا ہے میری
صحت خراب ہے تکیہ لگا کر لیٹ گئے پھر یہ فرما کر کہ اب میں یہاں نہیں ٹھہر سکتا
بغیر جوتہ پہنے ہوئے مقام مناظرہ سے اٹھکر جلدی سے گھر کے اندر داخل
ہوگئے مگر قضائے الٰہی نے اسپر بھی چین نہ لینے دیا اور کسی نے ان کے
سینوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ جو کچھ رسوائی ہوئی امروہہ میں ہوئی باہر والے
کیا جانیں لہٰذا اشتہار بازی کرنی چاہئے شاید اہل سنت اس خیال سے کہ
ہزاروں کے سامنے کے واقعات کسی جھوٹے کے جھٹلانے سے جھوٹے
ہو نہیں سکتے انہیں اشتہار بازی کا جواب نہ دیں اور کام بنجائے۔ چنانچہ

ایک اشتہار چھپوا کر امروہہ سے لایا گیا اور شیعوں کے قبلہ نے لکھنؤ پہنچتے
ہی تمام شہر میں اس کو چسپاں کرادیا لیکن ماتم اور شیعوں کا مقام ہے کہ اہل سنت
نے اشتہار بازی کے جواب کا بھی تہیہ کر لیا تین اشتہار ان کی طرف سے اور
چار ہماری طرف سے ابتک نکل چکے ہیں شیعوں نے اپنے اشتہاروں کے
ذریعہ سے جھوٹ بولنے کا ثواب تو خوب حاصل کیا کیونکہ ان کے مذہب میں
۹/۱۰ حصہ دین کے جھوٹ میں ہیں (اصول کافی نولکشوری صفحہ ۴۸۴) مگر حق یہ ہے
کہ ان کی اشتہار بازی ان کے لئے وبال جان ہو گئی۔ دیکھو ہر اشتہار میں شیعوں نے
اپنی شکست کا اقرار کیا ہے۔

پہلے اشتہار میں انھوں نے لالہ منگل سین صاحب بزاز امروہہ کو صدر مسلمہ
فریقین لکھ کر جو فیصلہ ان کے نام سے لکھا ہے اس میں یہ الفاظ موجود ہیں شیعہ
صاحبان کی طرف سے یہ بحث تھی کہ قرآن شریف میں کمی و بیشی موجود ہے اور
سنی صاحبان کی طرف سے یہ بحث تھی کہ قرآن شریف میں کمی بیشی موجود نہیں ہے
کس قدر صاف اعتراف شکست کا ہے تحریف قرآن کے اعتقاد کا صریح
اقرار ایمان بالقرآن سے واضح انکار۔

دوسرے اشتہار میں جو "چو دزد چراغ بکف" کے مبارک نام سے موسوم
ہے یہ الفاظ خود اپنی طرف سے لکھے ہیں "جس قرآن پر رسول کا ایمان تھا
شہدائے بدر و احد کا ایمان تھا جس پر ان صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفہ ثالث کے
جمع کرنے سے پہلے مر چکے تھے اسی قرآن پر ہمارا ایمان ہے" اس میں بھی
صاف اقرار کر لیا کہ قرآن موجودہ پر شیعوں کا ایمان نہیں صدر الافاضل شیعہ نے
یہ ان ہی مناظرہ میں ارشاد فرمائی تھی مگر جب اس پر یہ مطالبہ ہوا کہ اس قرآن کو جس پر
تمہارا ایمان ہے لاؤ یا اس کی وجہ بتاؤ کہ حضرت علی نے اپنی خلافت میں

اُس قرآن کو کیوں نہ شائع کیا پھر یہ بتاؤ کہ اُس بے نام و نشان قرآن پر تمہارے
ایمان کی کیا دلیل ہے اور ہمارے سوال کی وجہ اوّل کا کیا جواب ہے تو
صدر الافاضل یہ کہکر بیٹھ گئے کہ اب میں کچھ جواب نہ دوں گا آپ جو چاہیں فرمائیں
اور مولوی محمد سجاد صاحب [illegible] ہوکر کہا کہ جناب مولنا اب آپ کچھ نہ فرمائیں
اب تیسرا اشتہار لیجیے جسکا نام سہل ترکیب ہے ہمارے دو اشتہاروں میں جو
لطیفے مذہب شیعہ کے بحوالہ کتب شیعہ درج تھے اُن کا جواب تو ہو نہ سکا
سوا اس کے کہ یہ باتیں ہماری کسی صحیح کتاب میں نہیں اگر یہ بات ہے تو اپنے
کسی مجتہد سے لکھوا کر شائع کر دیں کہ حق الیقین احتجاج کافی استبصار صحیح
کتابیں نہیں ہیں۔ اس تیسرے اشتہار نے دو مصیبتیں بڑی زبردست شیعوں پر
نازل کیں (۱) عنوان میں ظاہر کیا ہے کہ فیصلہ ابھی نہیں ہوا فیصلہ کی سہل ترکیب
یہ ہے کہ لالہ انگل سین صاحب کا خود ہی شائع کریں پھر خود ہی ظاہر کریں کہ فیصلہ
ابھی نہیں ہوا۔ یا رب اس اختلاف بیانی سے سوا سراسیمگی اور شکست خوردہ
بدحواسی کے اور کیا سمجھا جائے (۲) فیصلہ کی سہل ترکیب یہ بتائی ہے کہ حضرات
علمائے فرنگی محل سے یہ تصدیق لیکر شائع کیجئے کہ حضرت مولنا صاحب مدیر النجم
ناظر مناظرہ مذہب اہل سنت کے رکن عظیم اور عالم ہیں تو ہم ان کو دعوت مناظرہ
دیں لکھنؤ میں دیگر تمام مجمع کو پھر امروہہ کا منظر دکھا دیں ورنہ ہم غیر عالم سے بحث
کرنا نہیں چاہتے ہیں نہ اپنے فرقہ کو مشورہ دیتے ہیں۔ اگر مقصود اس کا یہ تھا کہ اہل سنت
اپنے ایک آفتاب عالم تاب کی روشنی کو مدرس کے کہنے سے تصدیق کا
محتاج مان لیں تو ممکن ہے کہ کبھی اس طرف متوجہ ہوں گے تو شیعہ بیچارے
لکھنؤ میں شکست کے غم مناظرہ سے نجات پا جائیں گے اور امروہہ کی شکست کا
سبب یہ سمجھا جائے گا کہ مناظر اہل سنت کے غیر مصدق ہونے کی وجہ سے

شیعوں نے کامیابی کی کوشش ہی نہیں کی مگر قسمت نے یہ پانسہ بھی پلٹ دیا تو جیسی تصدیق تم چاہتے ہو اس سے ہزار درجہ بہتر ہم پیش کر سکتے ہیں اگر سچ ہو (تمہارے مذہب میں حرام نہو تو (توبہ توبہ) اب اپنے امام غائب کو میدان مناظرہ میں لاؤ اور وہ تم پر رحم نکریں تو اپنے صدر المحققین مولوی ناصر حسین صاحب ہی کو آمادہ کر کے دعوت مناظرہ دیکر اہل لکھنؤ کو امروہہ کا منظر دکھادو۔

سنو! بحکم ہز آنر سر جان ہیوٹ صاحب گورنر صوبہ متحدہ سانڈرس صاحب کمشنر قسمت لکھنؤ نے اپنی کوٹھی پر علما و رؤسائے اہل سنت کا ایک جلسہ منعقد کیا جس میں شمس العلما مولوی عبد المجید صاحب فرنگی محلی و شمس العلما مولوی عبد الحمید صاحب فرنگی محلی و جناب حکیم عبد الولی صاحب مرحوم و مسٹر نبی اللہ صاحب بیرسٹر و دیگر رؤسائے شہر تھے سب کی متفقہ تجویز سے کمشنر صاحب لکھنؤ نے حضرت مولنا صاحب مدیر النجم کو اہل سنت کی طرف سے شیعوں کے صدر المحققین کے مقابلہ میں منتخب کیا ہز آنر نے بھی اس انتخاب کو پسند فرمایا گورنمنٹ کی مطبوعہ کارروائی کمیشن دیکھو۔

یہ بات بھی قابل دید ہے کہ ہمارے سوال کی اہمیت نے شیعوں کو اسقدر مرعوب کر دیا ہے کہ سہل ترکیب میں وہ اس کو بیس سال کی خوب محنت اور تمام دنیا کے علمائے اہل سنت کی محنت کا نتیجہ قرار دیتے ہیں الحاصل ما شئت ہلت بہ الاجمال (اور فی الحقیقت دیکھنے میں تو ایک سوال ہے مگر مذہب شیعہ کا پورا فوٹو اس سوال میں آگیا ہے حق تعالی جناب حضرت مولنا صاحب مدیر النجم کو حق تعالی جزائے خیر دے۔ آمین۔

نوٹ: جس طرح نمونہ کے طور پر شیعوں کے جز اشتہار کے کچھ کچھ جھوٹ ہم دکھلاتے ہیں اس سہل ترکیب کا بھی ایک جھوٹ دکھاتے ہیں لکھا ہے کہ شیعہ

کبھی ابتدائی حملہ نہیں کرتے" یہ ایک ایسا چمکتا ہوا جھوٹ ہے کہ دنیا میں سوا شیعوں
کے کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا شیعہ سنی کی بحث ابتداً تقریراً یا تحریراً ہر جگہ اور ہر وقت
شیعوں کی طرف سے ہوئی ہے۔ ہندوستان میں سب کے پہلے شیعوں کے شہید ثالث قاضی
نور اللہ شوشتری نے حضرت خلد آشیان جہانگیر شاہ دہلی کے دربار میں تقیۃً سنی بنکر
عہدہ قضا حاصل کیا اور بعد اہل سنت میں کتاب احقاق الحق لکھی۔ امروہہ میں
مولوی مقبول احمد شیعہ نے جو سزا یافتہ بھی ہیں یہ فتنہ برپا کیا اور اس وقت لکھنؤ
میں بھی اشتہار بازی کی ابتدا شیعوں سے ہی ہوئی ہے اہل سنت نے البتہ دفاع سے
کام لیا وہ بھی طویل صبر و سکوت کے بعد حضرت مولانا صاحب مدیر النجم نے سوا
ان چند مقامات کے جہاں شیعہ چھیڑ کر چکے تھے آج تک کہیں شیعوں کا نام بھی نہیں لیا فقط

الراقم خاکسار شمس الدین احمد جوائنٹ سکریٹری انجمن اشاعت الاسلام امروہہ

(مطبوعہ اصح المطابع مکتوبی ٹولہ لکھنؤ)

اشتہار منجانب اہل تشیع

مشت بعد از جنگ

ہمارے پندرہ فتوحات میں سے تیرہ تسلیم کر لی گئیں اور دوسرے دو کا جواب شائع
کیا گیا ہے وہ بھی بجواب کیا ایک خوبی ہے۔ ہم آپ کے اس واہمہ کو بھی
رفع کئے دیتے ہیں۔ مگر سمجھ میں نہ آئے تو ہمارا کیا قصور ہے۔ ہم اپنے
ایمان بالقرآن کا پورا ثبوت دے چکے ہیں جو مناظرہ کی کارروائی سے بخوبی شائع
ہو چکا۔ لیکن ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا شہداء بدر و احد کے زمانہ میں
صحابہ کا قرآن یہی قرآن موجود تھا جس کو حضرت عثمان نے اپنی جانب سے جمع کیا
ہے یا کوئی دوسرا قرآن تھا؟ اگر وہ یہی قرآن تھا تو ہمارے [illegible] کا جواب

آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور اگر اُن شہدا کا قرآن اور تھا اور یہ قرآن اور ہے تاکہ ہم کو اُسے ڈھونڈھکر بتانا پڑے تو آپ جس قرآن کو مانتے ہیں اُسکا تواتر جاتا ہے یہ بھی ارشاد ہو کہ اور متعدد قرآن جو بہت سے تھے اور اُن کو حضرت عثمان نے جلا کر اپنا نام روشن کیا تو یہ بتائیے کہ وہ قرآن آپ کے نزدیک قرآن تھے یا نہیں؟ اگر قرآن تھے تو جلایا کیوں؟ اور اگر قرآن نہ تھے تو جمع کرنے والے اس قرآن کے جمع کرنے میں مدد کیوں لی گئی؟ جواب میں تقیہ نہ کیجئے گا کیونکہ وہ اگرچہ قرآن سے ثابت ہے مگر آپ اُس کے کھلے مخالف ہیں۔ دوسری شکستیں جو کچھ لکھا وہ ایسا ہے کہ اسکا جواب کچھ بھی نہ دیا۔ اگر اگر علامہ دہر مصنف استقصا کا یہ قول آپ کے نزدیک درحقیقت صحیح ہے تو شارح مواقف اور شہرستانی کا نام اسلامی فہرست سے نکال دیجئے کہ انھوں نے بعقیدہ اہل سنت بہتر اسلامی فرقوں میں شمار کیا ہے ؎

صد شکر کز رقیبان نامِ کساں گزشتی ٭ گوشتِ خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

عبارت استقصا کا مطلب ہم سے سمجھئے کیونکہ وہ ہماری کتاب ہے۔

ایک کذب صریح

استقصا جلد اول صفحہ ۹ کا حوالہ اشتہار میں دیا گیا ہے اور یہ دروغ محض ہے۔ ہاں صفحہ ۱۶ پر یہ عبارت ایک خاص شان سے ہے جس کو تحریف کر کے اشتہار میں لکھ دیا ہے ہم اُسے پورا نقل کئے دیتے ہیں تاکہ ناظرین پر یہ دروغ بے فروغ کھل جائے۔ وہ سنیوں کی روایات تحریف قرآن کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ پیش ازیں اخبار کالشمس فی رابعة النہار بعدِ بیان آنکہ کما باسبت کہ دو سورہ کاملہ کہ در مصحف اُبی بن کعب و ابن عباس ثبت بود ازیں مصحف عثمانی کہ حضرت اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد کنند مفقود نقصان آنرا تا قصر در ملا بیان کنا بجاز

اسلام پندارند بر داشتہ اند و ناقص نا تمامش گزاشتہ۔"

وہ یہ کہلوانا چاہتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس قرآن میں کمی کی تصریح کی اُن کو اور جنہوں نے اس قرآن میں کمی کی (جن میں بڑے بڑے صحابہ داخل ہیں) اُن کو خارج از اسلام کہو جیسا آپ نے صادر کر کے بڑے بڑے صحابہ کو خارج از اسلام قرار دیدیا۔ غالباً جب اس مصیبت پر آپ غور کریں گے تو اس عقیدے سے باز آئیں گے۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ ایک دوسرا اشتہار نظر سے گزرا جس میں اور غیر مربوط باتوں کے ساتھ یہ مذکور تھا کہ کسی زمانے میں علمائے فرنگی محل نے سُنّی مناظر کو منتخب کیا تھا اگر یہ صحیح ہے تو اُن سے آج بھی لکھوا لیجئے کہ مولوی عبد الشکور صاحب علمائے اہل سنت ہیں اور ان کی شکست مذہب اہل سنت کی شکست ہے اور اگر یہ آج ناممکن ہے تو ہم پہلا قصہ انتخاب بھی جھوٹ سمجھیں گے۔

نوٹ ہمیں افسوس ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ سنی مناظر صاحب نے کن کن مدرسوں سے فضیلت کی ڈگریاں حاصل کی ہیں اگر کوئی صاحب بتائیں گے تو ہم بھی اُنکے نام کے ساتھ اُن کے القاب لکھنے کو تیار ہیں۔

المشتہر سید منظور حسین رضوی امروہوی (مطبوعہ نور المطابع لکھنؤ)

اشتہار منجانب اہل تشیع

سینو کی دشمنی قرآن سے

اے زمین امروہہ تو عجب زمین ہے کہ تیرے اوپر قرآن کے جلانے والوں کے طرفدار ایسے سوختہ دل ہوئے کہ ابتک دُھوئیں اُڑ رہے ہیں۔ تقیہ کو بُرا کہنے والے اسقدر جی کھول کر جھوٹ بول رہے ہیں کہ سچ کا خون ہوا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ شیعہ اعدائے قرآن کریم ہیں (حالانکہ ہم شیعہ قرآن کے ساتھ اور قرآن ہمارے ساتھ ہے اور قرآن پر ایمان حقیقی رکھنے والا سوائے ہمارے کوئی نہیں ہو سکتا) کیا ہم نے کبھی قرآن کو جلا دیا تھا؟ (دیکھو اتقان جلد ۱ صفحہ ۶۱ سطر ۱۰۔ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۲ واقعہ حضرت عثمانؓ) ششم ہم کیا کبھی قرآن کو نیزوں پر باندھا تھا؟ واقعہ معاویہ طبری جلد ۶ صفحہ ۳۶ سطر ۲ مطبوعہ مصر۔ ششم ہم کیا قرآن کو کبھی خفا ہو کر پھاڑ ڈالا تھا یا اس پر تیر لگائے تھے؟ واقعہ ولید۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ لکھنؤ) ششم ہم کیا کبھی قرآن کو تخت کے نیچے رکھ کر بکری کے بچے کو کھلا دیا تھا؟ واقعہ حضرت عائشہ۔ درمنثور سیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۳۰) ششم ہم۔ کیا قرآن نے کے جمع کرنے والوں کی پسلیاں توڑ ڈالی تھیں؟ (واقعہ حضرت عثمان ابن مسعود کے متعلق۔ نجاۃ المومنین محسن کشمیری نہایۃ العقول فخر الدین رازی معارف ابن قتیبہ۔ ششم ہم کیا قرآن کے حکم کے برخلاف کبھی میدان جنگ سے رسول مقبولؐ کو چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے (واقعہ خلفائے ثلاثہ۔ واقعات خیبر و احد و حنین۔ دیکھو تاریخ ابن جریر طبری و تاریخ کامل وغیرہ) ششم ہم۔ کیا صاحب قرآن (رسولؐ) کو کبھی معاذ اللہ ہذیان گو کہا تھا؟ (واقعہ حضرت عمر۔ صحیح بخاری کتاب العلم۔ صحیح مسلم کتاب الوصایا۔ مشکوٰۃ شریف) ششم ہم کیا کبھی قرآن کو غلط بتایا تھا؟ (واقعہ حضرت عثمانؓ و عائشہ تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ششم ہم۔ کیا کبھی قرآن میں شرک تجویز کیا تھا؟ (منہاج ابن تیمیہ نقلاً عن الکشاف) ششم ہم۔ کیا قرآن کو کبھی نکسیر کے خون سے لکھنے کی اجازت دی تھی؟ (ششم ہم) کیا کبھی پیشاب سے قرآن کی آیتوں کو تحریر کرنے کی اجازت دی تھی؟ ششم ہم کیا کبھی قرآن کو مُردار کی جلد پر لکھنا جائز سمجھا تھا؟ فتاوی قاضی خان صفحہ ۷۰۰ مطبوعہ نولکشور پریس ششم ہم۔ ہزار جھوٹ کا ایک جھوٹ تو ہم پر عداوت

قرآن کا الزام ہے اب دُنیا بتائے کہ عدوِ قرآن کون ہے ہزاروں کے سامنے شکستِ عظیم اس کو ملی جس پر شیعہ بھی شاہد ہیں اور ہندو بھی گواہ ہیں اب صرف تیسرا گروہ رہگیا جس کو اپنی ہی زبان سے اپنی مدح کر لینا آتا ہے صائب کا شعر ہے سے ثنائے خود بخود کردن نزیبد مرد دانا را الخ آپ کے مرد ہونے کا یہی ثبوت ہے "یخربون بیوتہم بایدیہم" اہل بیت کے تابعین کے لئے کنایہ و دوسرا جھوٹ ہے بلکہ یہ اُن کے لئے ہے جو حضرت فاطمہؑ بنت رسول اللہ کا گھر جلانے کے لئے گئے تھے (کتاب عقد الفرید شہاب الدین وغیرہ) فقالت یا ابن الخطاب جئت لتحرق دارنا قال نعم" حضرت فاطمہ نے کہا اے پسر خطاب کیا تو میرا گھر جلانے آیا ہے؟ حضرت عمر نے کہا بیشک غالباً یہی آیت وہاں پڑھی گئی تھی۔ مومنین کے لئے اس آیت کی تجویز تیسرا جھوٹ ہے "ہم کہن مشق ہیں اور ہمارا مقابل نو مشق ہے" یہ ایک کلمہ سچ ہے "ان الکذوب قد یصدق" جھوٹا کبھی سچ بھی بول دیتا ہے۔ مناظرہ میں سُنی مناظر اور ان کے مریدوں کے لئے شکست لازمی تھی جیسا کہ ہر باطل پرست کے لئے ضروری ہے اور خدا کا وعدہ ہے "ان جندنا لہم الغالبون" ہمارا ہی گروہ غالب ہوگا لیکن تمہارا یہ قول کہ "شیعوں کی شکست پر امام صادق علیہ السلام نے پیشین گوئی کی ہے" یہ تمہارا چوتھا جھوٹ ہے مریدوں کو بحار کا حوالہ دیکر خوش کر دیا سچے ہو تو بحار کی عبارت مع صفحہ کے لکھ دو۔ اگر مناظرہ میں فتح کی پیشین گوئی دکھا دو گے تو مریدوں کا بھی دل رہجائیگا ورنہ وہ بھی آپ کو وہی کہیں گے جو دُنیا کہہ رہی ہے۔ ۷ر دسمبر کو سُنی مناظر نماز کے بہانہ تشریف لے گئے اور وہاں سے کچھ سوچ سمجھ بھی آئے مگر حضرات شیعہ نے تو کسی جگہ بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی ہاں انھوں نے سُنی مناظر سے پوچھا ضرور تھا کہ آپ

آپ اجازت دیں تو میں دبوجہ بیماری تکیہ لگا کر بیٹھ جاؤں جس پر سُنی مناظر نے کہا
کہا کہ بغیر میرے پوچھے ہوئے بھی آپ بیٹھ سکتے ہیں لہذا تکیہ لگا کر لیٹ جانا
یہ **پانچواں جھوٹ ہے**۔ ہماری طرف جھوٹے مضامین کی نسبت دینا
دراصل بلکہ فیصلۂ صدر بھی موجود ہے یہ آپکا **چھٹا جھوٹ ہے**۔ اور یہ کہ
ہمارے مذہب میں ۹ حصّہ دین کے جھوٹ میں ہے یہ **ساتواں جھوٹ ہے**
اصول کافی کا حوالہ یہ **آٹھواں جھوٹ ہے** کافی صفحہ ۴۸۳ میں ہے یا ابا
عمران تسعۃ اعشار الدین فی التقیہ" اے ابو عمر نو حصّے دین کے تقیہ میں ہیں دس
حصّوں میں سے" لیکن دماغ میں مادۂ فہم نہ ہونے سے تقیہ اور جھوٹ تمہارے
یہاں ایک ہی چیز ہے اور یہ عداوت باطنی قرآن کی ہے کہ اس آیتہ کی مذہب
اہل سنت میں ہنسی اڑائی جاتی ہے جس سے تقیہ کا حکم پیدا ہے حالانکہ تقیہ کا
حکم صحیح بخاری میں بھی موجود ہے چنانچہ کتاب الاکراہ صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۲۵
میں بیان کیا ہے کہ آیہ "الا من اکراہ وقلبہ مطمئن بالایمان" اور آیہ "ان تتقوا
منہم تقاۃ" سے مراد تقیہ ہے اور اس کے بعد کہا ہے کہ قال الحسن التقیۃ الی یوم القیامۃ
یعنی حسن نے کہا کہ تقیہ روز قیامت تک ہے۔ اب سچ کہئے کہ شیعوں پر تقیہ
کا الزام رکھنا قرآن کی ان آیتوں کی ہنسی اڑانا ہے یا نہیں۔ کیا شیعوں کی
عداوت میں کتاب خدا کے بھی دشمن ہو گئے ہو شرم۔ اگر قرآن کو نہیں مانتے
تو اپنی کتاب بخاری کو کیوں غلط سمجھتے ہو؟ اور تاریخ خمیس جلد ا صفحہ ۲۷۱۔ صحیح
مسلم جلد ا صفحہ ۴۸ میں بھی موجود ہے۔ تو اب آپکے دین میں ۹ حصے جھوٹ ہیں
کیونکہ آیہ قرآن کی تکذیب کر دی گئی۔

پہلے اشتہار میں جو لاالہ گل محمد (؟) جیسا کی تحریر درج ہے اس کی تصریح اشتہار
دندان شکن جس میں آپ کی چند دستخطیں لگی ہیں کافی طور پر کر دی گئی ہے

اگر یہ صحیح ہوتا تو لالہ صاحب بزاز نہ کہے جاتے بلکہ وہ سرپرست دشمن قوم تمہارے نزدیک تجویز کئے جاتے۔ یہ فریب افرائے کے ساتھ **نواں جھوٹ** ہے۔ ذرا امروہہ کے ناظرین سے آنکھ ملا کر بات کیجئے اور وہ اہل سنت کے سروں پر خاک ڈالنے والا مضمون یاد کیجئے یہ ہزاروں کے سامنے کی بات ہے کہیں امروہہ کے سنیوں کی نظر میں خفت ہو۔ دوسرے اشتہار یعنی چہ دلاورست دزدے سے نہ معلوم کیوں خفا ہیں یہ تو وہی مثل ہے کہ چور کی ڈاڑھی میں تنکا اس کی نسبت جو کچھ بھی کہتے ہو اسکا جواب اشتہار رشت بعد از جنگ میں دیکھو ہمارا تیسرا اشتہار عجب چیز ہے جسکا علاج ممکن نہیں اپنے اشتہار میں جو حوالہ دیا ہے وہ **دسواں جھوٹ** ہے سچے ہو تو اپنے خرافات کے اثبات میں احتجاج و حق الیقین کا حوالہ دیکھو گستاخانہ کلمات شان سید الوصیین علیہ السلام میں تحریر کئے ہیں اور جس عبارت کا ترجمہ تم نے خائن اور جھگڑا کیا ہے اس کو بقید صفحہ وغیرہ لکھ دو رہ گیا فیصلہ وہ تو ہو چکا لیکن جو لوگ جھوٹی فتح کے مدعی ہیں وہ اگر فیصلہ ہونے کو تسلیم نہیں کرتے تو بشرط التصدیق ہم یہاں بھی وہی امروہہ کا منظر دکھانے کو تیار ہیں ہم حق الیقین [illegible] ایسی لغو باتوں کے اندراج سے [illegible] نہیں آتا۔

سنیوں کا نیا **آفتاب** [illegible] وہ ان کے نزدیک [illegible] اپنا ننگ سمجھتے ہیں۔ **امام غائب** سے مناظرہ کی خواہش [illegible] عجب دعوے ہے۔ دنیا ان کو [illegible] دیکھے کہ امتی آدمی [illegible] معلوم ہے جو رسول نبی کے [illegible] آج وہی امتی رسول کے غزوہ [illegible] مقابلہ کا خواستگار ہے یہ جیسے نمک حلالی اور اسے کہتے ہیں باوفا

انتظرت فارتقب انہم مرتقبون۔ وہ بھی انتظار میں ہیں تم بھی انتظار میں رہو مولانا العلام ناصر الملۃ والدین اس مقابلہ کی خواہش سنکر اپنے امام کی متابعت میں یہ کلمہ کہکر خاموش ہو جائیں گے۔ انزلنی الدہر ثم انزلنی۔ حتی قیل علیؑ و معاویہؓ (مجھے زمانہ نے اتنا کم رتبہ سمجھا کہ میرے نام کے ساتھ معاویہ کا نام لیا جانے لگا) وہ جو کچھ چاہیں کہیں لیکن ہم تو یہ کہتے ہیں ؎

تو کار زمین را نکو ساختی ؎ کہ با آسمان نیز پرداختی

ایک شیعہ طالب علم اس بنیاد کذب کو ڈھا دینے کے لئے تیار ہے [illegible] کو ناکیا ضرور ہے

کمیٹی کا انتخاب۔ یہ اچھی دستار فضیلت ہے۔ ابی حضرت! فضیلت اہل فضیلت کی تصدیق سے ثابت ہوتی ہے نہ کہ کمیٹی کے انتخاب سے۔ اکابر و مشاہیر علمائے فرنگی محل سے اس کی تصدیق کرائیے کہ عبد الشکور صاحب رکن رکین اہلسنت ہیں اور ان کی شکست کل فرقہ اہل سنت کی شکست ہے تاکہ بعد میں یہ نہ کہا جائے کہ عبد الشکور صاحب ایک معمولی آدمی ہیں مذہب پر انکا کوئی اثر نہیں ہے۔ دنیا بھی تو جانے کہ اہل علم کے نزدیک بھی مولوی عبد الشکور صاحب میں علم ثابت ہے جس سے مناظرہ کا کوئی نتیجہ نکلے۔

نوٹ دلچسپ مقابلات۔ نمرود کو خدا کے مقابلہ میں تجویز کیا تھا۔ ابو مرہ (ابلیس) حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں تجویز ہوا تھا۔ ابو جہل حضرت رسالتمآب صلعم کے مقابلہ میں تجویز کیا گیا تھا۔ عمرو بن عبدود حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں تجویز کیا گیا۔ یزید جناب امام حسین علیہ السلام کے مقابلہ کو تجویز کیا گیا تھا۔ بدبو خوشبو کے مقابلہ میں تجویز کیجاتی ہے۔ دنیا میں ایسی تجویزیں اکثر ہوا کرتی ہیں جن کا حق پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ المشتہر سید منظور حسین جعفری امروہوی۔

(مطبوعہ [illegible] المطابع [illegible])

اشتہار منجانب اہل سنت

کلوخ انداز را سنگ بجواب مُشت اِبعدار جنگ

امروہہ کے مناظرہ میں مذہب شیعہ کے عقیدہ کو کہ قرآن میں کمی وبیشی موجود ہے جناب صدر الافاضل مولوی سید سبط حسن صاحب نے ظاہر فرمایا۔ اور بذریعہ اشتہارات شیعیان امروہہ وجناب منظور حسین صاحب رضوی امروہوی وجناب سید ظفر حسین صاحب رضوی لکھنوی۔ لکھنو دہلی اور دوسرے شہروں میں عوام کو اطلاع ہوگئی کہ شیعہ مذہب کا ایمان اور عقیدہ ہے کہ قرآن میں کمی وبیشی موجود ہے۔

سنی اور شیعہ مذہب میں فرق یہ ہے

اہل سنت کا عقیدہ ایمان آیات قرآن پر ہے اور شیعہ مذہب کا عقیدہ وایمان تحریف پر!

تمام دنیا کے ہر مذہب وملت والے جناب صدر الافاضل مولوی سید سبط حسن صاحب کے بتائے ہوئے قرآن کا پتہ نہیں لگا سکتے اور جناب موصوف اس قرآن کے جلوہ سے عالم کو روشن نہیں فرماتے موجودہ قرآن بقول آپ کے علامہ وہر مصنف استقصار مصحف عثمانی ہے ملاحظہ ہو (از یں مصحف عثمانی کہ اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد کنند الخ) اب مشکل یہ ہے کہ جس قرآن پر صدر الافاضل صاحب نے ایمان بتایا اسکا پتہ نہیں ملتا اور موجودہ قرآن پر ایمان لاتے نہیں بتاتے مصحف عثمانی ہے شعر عشق چہ آساں نمود آہ چہ دشوار بود ہجر چہ دشوار بود یار چہ آساں گرفت۔ ہمارے پاس وہ سمجھ نہیں ہے کہ جب تقیہ توریہ میں ادا ہوتا ہے اس میں دو پہلو ضرور ہوتے ہیں ایک سچ دوسرا جھوٹ۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ آپ کی تحریریں خالص تقیہ سے ہیں یا توریہ بھی اس میں شامل ہے۔ اور کونسی تحریر سچ ہے

اور کونسی جھوٹ۔ یہ آپ کی اشک شوئی ہے کہ آپ ہم سے دریافت فرماتے ہیں
(کہ آیا شہدائے بدر واحد و دیگر صحابہ کا بھی قرآن موجود تھا جسکو حضرت عثمان نے
اپنی جانب منسوب کرلیا ہے یا کوئی دوسرا قرآن تھا) جناب سید منظور حسین صاحب
رضوی امروہوی اور تمام شیعہ حضرات کو یہ سوال جناب صدر الافاضل مولوی
سید سبط حسن صاحب سے کرنا چاہئے کہ جناب نے بتایا ہے (کہ جس قرآن پر
رسول کا جس پر شہدائے بدر واحد کا ایمان تھا جس پر اور صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفہ
ثالث کے جمع کرنے سے پہلے مر چکے تھے اسی قرآن پر ہمارا ایمان ہے)
وہ قرآن کہاں ہے۔ آپکا جواب آفتاب سے زیادہ روشن اُس وقت ہوگا جب
آپ اُس قرآن کو دکھادیں ورنہ اندھیری رات اور قرآن سے خالی ہاتھ۔
آپنے تحریر فرمایا (جواب میں تقیہ کیجئے گا کیونکہ وہ اگرچہ قرآن سے ثابت ہے
مگر آپ اُس کے مخالف ہیں) نہایت ادب سے عرض ہے آپ نے اپنی رشت
ازبعد جنگ میں تحریر فرمایا (عبارت استفتا کا مطلب سمجھئے گا کیونکہ وہ ہماری کتاب ہے
لہٰذا قرآن سے تقیہ ثابت ہے یا نہ آپ نہیں سمجھ سکتے اس لئے کہ قرآن پر ہمارا ایمان ہے
اور ہمارے ایمان کی کتاب ہے) آپ قرآن کے حقائق و مطالب کو کب سمجھ سکتے ہیں۔
آپ کے علامہ شہیر مصنف استقصائے اہل سنت کا عقیدہ صاف تحریر فرمادیا ہے
کہ قرآن کے ناقص جاننے والے کو اہل سنت خارج از اسلام جانتے ہیں۔
آپ علامہ موصوف کی تحریر کے مقابلہ میں شارح مواقف اور شہرستانی کا
نام لیتے ہیں اُنھوں نے ہمیں اسلامی فرقوں میں شمار کیا ہے۔
گزارش خدمت ہے کہ آپ کے نزدیک علامہ مصنف استقصا سچے ہیں یا شارح
مواقف و شہرستانی۔ تقیہ یا بلا تقیہ جسطرح آپ کے مزاج مبارک میں آوے
فیصلہ تحریر فرمائے۔ شارح مواقف و شہرستانی کی یہ تحریر شائع کیجئے کہ قرآن کو

ناقص اور کی بیٹی کا عقیدہ رکھنے والا بھی اسلامی فرقوں میں ہے ہم اسلامی فہرست سے ان کو نکال دیں گے۔ ہمت کیجئے۔

بعد شہادت حضرت عثمانؓ مظہر العجائب حضرت علیؑ ابن ابیطالب نے دربارہ خلافت امیر معاویہ سے گیارہ مہینے بمقام صفین لڑائی جاری رکھی ملاحظہ ہو روضۃ الصفا قرآن موجودہ جمع کردہ خلیفہؓ ثالث کو ساری دنیا کے واسطے جس کو اہل سنت اپنا دین و ایمان جانتے ہیں اسی طرح چھوڑا جیسا خلیفہ ثالث نے جمع کیا تھا۔ وہ قرآن جس پر رسولؐ کا ایمان تھا جس پر شہدائے بدر و احد کا ایمان تھا جس پر اور صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفہؓ ثالث کے جمع کرنے سے پہلے مر چکے تھے اُس کو ظاہر نہ فرمایا جس کی وجہ سے دنیا میں یہ اختلاف اور جھگڑے پیدا ہیں۔ جناب سید منظور حسین صاحب اب آپ شیر خدا مشکل کشا مظہر العجائب اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابیطالب کی مقدس مبارک ذات کی نسبت جو کچھ مناسب جانئے خامہ فرسائی کیجئے۔ ہم آپ کی تحریر آپ کو یاد دلاتے ہیں کہ جب آپ اس مصیبت پر غور کریں گے تو اس عقیدہ سے باز آویں گے۔ ہمنے بخواہش آپکے دوست سید ظفر حسین صاحب رضوی لکھنوی جناب مولوی عبد الشکور صاحب کو بمقابلہ جناب صدر المحققین مولوی سید ناصر حسین صاحب قبلہ ایسی سند سے پیش کیا ہے کہ اس کو جھوٹ کہنا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ آپ صدر المحققین سے دریافت فرمائیں کہ شمس العلما جناب مولوی عبد المجید صاحب فرنگی محلی و شمس العلما جناب مولوی عبد الحمید صاحب فرنگی محلی کی رائے سے جناب مولوی عبد الشکور صاحب منتخب ہوئے تھے یا نہ۔

جس وقت انکا رسم مل مصدقہ کو دستخط سے تصدیق کر دیں گے اُس وقت صدق اور کذب کا حال کھل جائیگا۔ جب امروہہ میں مناظرہ ہوا تھا جناب صدر الافاضل مولوی سبط حسن صاحب و [illegible] رئیسین و عام حضرات شیعہ کو لازم تھا کہ جناب

مولوی عبدالشکور صاحب سے سند علماء فرنگی محل طلب فرماتے نہایت عمدہ موقع تھا۔ اب بعد مناظرہ آپ حضرات کا یہ لکھنا کہ علماء فرنگی محل یہ لکھدیں کہ مولوی عبدالشکور صاحب علماء اہل سنت سے ہیں اور ان کی شکست مذہب اہل سنت کی شکست ہے یہ ہے مشت بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد عاقلے را اشارہ کافیست۔ ہم تمام علماء فرنگی محل اور ساری دنیا کے اہل سنت کو جناب مولوی عبدالشکور صاحب کو عالم اور اُن کی شکست مذہب اہل سنت کی شکست لکھوا دیں گے بشرطیکہ حضرات مجتہدین شیعہ لوہ دلیر حق قرآن جو تیغ رسولؐ کا ایمان تھا جس پر شہداء بدر و احد کا ایمان تھا جس پر صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفہ ثالث کے جمع کرنے سے پہلے جمع تھا سب اسلامی دنیا کے سامنے پیش فرما دیں اور بشرط ملاحظہ فوراً ملاحظہ فرمالیں ہم اسقدر دیکھ چکے ہیں کہ آپ کی دشمنی قرآن سے دیکھی۔ اس میں چند فقرے قابل جواب ہیں اور باقی اس شعر کا مصداق ہے

دست تیچارہ چوں بجاں نرسد ؎ چارہ جز پیرہن دریدہ نیست

زمین امروہہ نے ثابت کردیا کہ شیعوں کے ہاتھ میں قرآن نہیں ہے اور سنی مناظر کی تقریر امروہہ نے قرآن میں کمی و بیشی عقیدہ رکھنے والوں کو جلا یا کہ امروہہ ہے لکھنؤ تک آگ لگی ہوئی ہے اور بجھائے سے نہیں بجھتی۔
تقیہ جب تو دین اوامر ہوا ہے بے شک سچ زندہ نہیں رہ سکتا کیونکہ اس میں دو چیز ضرور ہوتے ہیں ایک سچ دوسرا جھوٹ حالانکہ تم شیعہ نہ قرآن کے ساتھ ہو نہ قرآن تمہارے ساتھ ہے قرآن سے تمہارا خالی ہاتھ ہے نہ قرآن تمہارا حقیقی ایمان ہے اس لئے کہ تم کمی بیشی کا عقیدہ رکھتے ہو۔
ہم نے قرآن جلایا تو قرآن کہاں سے آیا کیا جواب بتائیں گے۔ آپ نخرے

فرماتے ہیں (سنیوں کا نیا آفتاب جس کے گرد ریش دراز کی کالی شعاعیں نکلتی ہیں)
جناب سید رضا صاحب اسقدر گھبراہٹ سنیوں کے آفتاب کامل حضرت شیر خدا
آفتابوں کے آفتاب کے ریش مقدس کی نسبت بھی کچھ جودت طبع دکھاتے
اہل سنت اس آفتاب کی ریش دراز کی چمک سے فیضیاب ہو کر اہل باطل پر فتح حاصل
کر لیتے ہیں۔

المشتھر خاکپائے اہل سنت محمد نذیر لکھنوی مہتمم انجمن اشاعۃ الاسلام لکھنو۔

باہتمام نور احمد مالک مطبع محمد تیغ بہادر لکھنو محلہ نواب گنج

اشتہار منجانب اہل تشیع

تیر شہاب

ہم برابر ان باتوں کا جواب مہذبانہ طریق پر دیتے رہے جو عقلاً قابل التفات تھیں
مگر تمہاری سمجھ میں نہ آنا تھا نہ آیا درحقیقت اس نافہمی میں تمہارا قصور نہیں کیونکہ تم انکی
پیروی کرتے ہو جو کلالہ کے معنی تمام عمر نہ سمجھا اس کے پیرو ہمارے اشتہاروں کے
مضامین کو اگر بارہ برس میں بھی سمجھیں تو بہت جلد سمجھے تہذیب کی یہ حالت ہے
کہ ہمکو اور ہمارے مذہب کو جھوٹا کہا جاتا ہے۔ خیر ہمکو اگر جھوٹا کہا تو کوئی شکایت نہیں
تمہاری کتابوں میں خود حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کو ایسا ہی کہا ہے بلکہ اس سے کہیں
بڑھکر کہا ہے دیکھو قسطلانی صفحہ ۲۶۲ قال ابوبکر انی لم اسجد لصنم قط فغضب عمر
بن الخطاب و قال تقول انی لم اسجد لصنم قط و کنت فی الجاھلیۃ کذا و کذا (ترجمہ)
حضرت ابوبکر نے کہا کہ میں نے کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا حضرت عمر غضبناک ہوئے
اور کہنے لگے یہ کیا کہتے ہو کہ تم ایام جاہلیت میں صنم پرست نہ تھے؟ حالانکہ
تم جاہلیت میں ایسے تھے اور ایسے تھے۔

تمنے ہمارے سوالات کے جوابات تو کچھ نہ دیئے محض جاہلوں کو قابو میں رکھنے کے لئے بہت کچھ مہمل باتیں لکھ ڈالیں منجملہ اُن مہملات کے ایک یہ ہے کہ شیعوں نے خود اقرار کر لیا کہ شیعہ قرآن میں کمی و زیادتی کے قائل ہیں" یہ کہکر تمنے اپنے جاہل مریدوں کو خوش کر دیا۔ کبھی تمنے صدر کی رائے کا مطلب غلط بیان کر کے اپنے فرار کو چھپانا چاہا اور اپنی مطلب براری کا ذریعہ قرار دیکر جامہ سے باہر ہو گئے سمجھو اور غور کرو کہ تمہاری خوشی تمہید غم ہے اور تمہاری ہنسی مقدمہ گریہ ہے اگر تمہیں علم سے بہرہ ہوتا تو تم ہرگز ان باتوں کو اپنی نجات کی صورت میں نہ پیش کرتے دیکھو ہم تمہاری طرح مکرتے نہیں اور نہ تم جیسے ہٹ دھرم ہیں ہم تو اب بھی کہتے ہیں کہ خلیفہ ثالث کے جمع کئے ہوئے قرآن میں محض کمی کی روایتیں ہمارے یہاں بھی موجود ہیں مگر تم اپنے یہاں بھی تو دیکھو کہ تمہارے بڑے بڑے صحابہ و اکابر علماء اس کے قائل ہیں اور تمہارے دن طعنوں کا نشانہ ہیں جو تمنے اپنی نافہمی اور غلطی سے ہمپر کئے ہیں اب ذرا اپنے گھروندے کی نیو کو سنبھالو کہیں ایسا نہو کہ بیٹھ جائے اور اپنی آنکھ کا شہتیر بھی تو دیکھو۔

اہل سنت یقیناً قرآن موجود میں کمی کے قائل ہیں

(۱) عن عائشہ قالت کانت سورۃ الاحزاب مائتی آیۃ فلما کتب عثمان المصاحف لم تقدر منہا الا ما ہو الآن (محاضرات راغب اصفہانی) ترجمہ عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ کے وقت میں سورہ احزاب کی دو سو آیتیں تھیں جب سے عثمان نے قرآن لکھا تب سے اتنی ہی آیتیں رہ گئیں جتنی کہ اب ہیں۔ (۲) عن حمیدہ بنت یونس کان فی مصحف عائشہ ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنو صلو علیہ و سلمو تسلیما و علی الذین یصلون الصفوف الاول" قالت قبل ان یغیر عثمان المصاحف

اتقان صفحہ ۳۶ ترجمہ۔ حمیدہ بنت یونس سے روایت کی ہے کہ مصحف عائشہ میں آیۂ مذکورہ مع اس زیادتی کے "و علی الذین یصلون الصفوف الاول" موجود تھا مگر عثمان نے جو قرآن میں تبدیلیاں کیں یہ اُس سے پہلے کا واقعہ ہے۔

(۳) قال قال عمر لعبد الرحمن الم تجد فیما انزل علینا جاہدوا کما جاہدتم اول مرۃ فانا لانجدہا قال اسقطت فیما اسقط من القرآن (اتقان سیوطی صفحہ ۳۶)

ترجمہ۔ عمر نے عبد الرحمن سے کہا کہ آیۂ مذکورہ کو اب ہم قرآن میں نہیں دیکھتے کہا جہاں اور چیزیں گرادی گئیں وہاں یہ آیت بھی غائب کردی گئی۔

(۴) کان مما انزل اللہ آیۃ الرجم فقراناہا وعقلناہا ووعیناہا فلذا رجم رسول اللہ ورجمنا بعدہ فاخشیٰ ان طال بالناس زمان ان یقول قائل واللہ ما نجد آیۃ الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضۃ انزلہا اللہ فالرجم فی کتاب اللہ حق علی من زنیٰ (صحیح بخاری صفحہ ۱۱۵ جلد ۴ مطبوعہ مصر) ترجمہ۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ آیۂ رجم بھی قرآن میں نازل ہوئی تھی ہم نے اس آیۃ کو پڑھا بھی سمجھا بھی یاد بھی کیا اس لئے رسول اللہ نے بھی رجم کیا اُن کے بعد ہم نے بھی حد رجم جاری کی۔ اب میں ڈرتا ہوں کہ کہیں مدت گزرنے سے لوگ یہ نہ کہیں کہ اب تو آیۂ رجم ہمیں کتاب خدا میں نہیں ملتی تو ایک فریضہ کو ترک کرکے گمراہ ہوجائیں کیونکہ رجم زنا کرنے والے کے لئے یقیناً کتاب خدا میں ثابت ہے (۵) قال روی ان عمر قال لولا ان یقال زاد عمر فی کتاب اللہ لاثبت فی المصحف فقد نزلت الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما البتۃ نکالاً من اللہ واللہ شدید العقاب (دیکھو محاضرات راغب اصفہانی)

ترجمہ۔ حضرت عمر نے کہا کہ اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ عمر نے کتاب خدا میں زیادتی کردی تو میں مصحف میں (آیۂ رجم) لکھ دیتا کیونکہ الشیخ والشیخۃ الخ آیۂ رجم نازل ہوا تھا

(۶) عن امامۃ بن ابی سہل ان خالتہ قالت اقرانا رسول اللہ آیۃ الرجم الشیخ والشیخۃ

فارجموهما البتة بما قضیا من اللذة (اتقان سیوطی نوع ۴۷ ص ۱۶) ترجمہ۔ امامہ بن ابی سہل
کہتے ہیں کہ اُن کی خالہ نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ نے آیۂ رجم پڑھائی اور وہ
یہ تھی الشیخ والشیخۃ الخ روایات مذکورہ بالا سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن میں آیۂ رجم
(یعنی حکم سنگساری) تھا جس کے گواہ خود حضرت عمرؓ ہیں مگر انھوں نے لوگوں کے
خوف سے قرآن میں آیۂ رجم کو نہیں داخل کیا۔ مذکورہ بالا حوالوں کے علاوہ
موطائے مالک مسند احمد بن حنبل و صحیح بخاری وغیرہ میں بھی ملاحظہ ہو۔

اہل سنت قرآن مجید میں زیادتی کے بھی قائل ہیں

(۱) وفی مصحف ابن مسعود مائة واثنا عشرة آیة لانه لم یکتب المعوذتین (اتقان سیوطی
صفحہ ۶۷) ترجمہ۔ ابن مسعود کے قرآن میں معوذتین (یعنی قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ
برب الناس) نہ تھے یہ عثمان نے بڑھائے ہیں (۲) ابو عبید عن ابن سیرین
قال کتب ابی بن کعب فی مصحفه فاتحة الکتاب والمعوذتین واللهم انا نستعینک واللهم
ایاک نعبد وترکهن ابن مسعود وکتب عثمان منهن فاتحة الکتاب والمعوذتین (اتقان سیوطی
صفحہ ۶۷) ترجمہ۔ ابو عبید نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ اُبی بن کعب نے اپنے
مصحف میں معوذتین اور فاتحہ اور اللهم نستعینک و اللهم ایاک نعبد لکھا تھا اور ابن مسعود کے
قرآن میں یہ نہ تھا مگر عثمان نے معوذتین اور فاتحہ بڑھایا اور دو فقرے اللهم نستعینک
اللهم ایاک نعبد چھوڑ دئے اب بتاؤ کہ قرآن میں کمی زیادتی کا کون قائل ہے
خدا را انصاف کرو اور اُن پردوں کو جو تمہاری آنکھوں پر پڑے ہیں ہٹانے کی
کوشش کرو اگرچہ انکا ہٹنا محال ہے تمہارے بڑے صحابہ تمہارے طعن کا
نشانہ ہو رہے ہیں یا نہیں۔

کیا بزاز ہونا کوئی عیب ہے؟

تمنے اپنی نافہمی سے اپنے مریدوں کے دلوں پر اثر ڈالنے کے لئے صدر جلسہ فریقین جسکو خود تمنے اور تمہاری جماعت نے صدر منتخب کیا تھا اوس کو بار بار بزاز لکہا تھا تا کہ تمہارے مرید یہ سمجھ لیں کہ ایک بزاز فیصلہ کیا کر سکے گا۔ یا یہ کہ بزازی ایک ذلیل پیشہ ہے مگر چاہ کن را چاہ درپیش کا مضمون صادق آیا۔ اگر تم بزاز ہونا ذلت سمجھے ہو یا عیب سمجھتے ہو تو اپنے خلفا کو اس عیب سے بچاؤ اور اس مثل کے مصداق نہ ہو اندہوں کے اندہے نام نین سکہہ (کان ابو بکر الصدیق بزازاً وکذالک طلحہ وعثمان عبد الرحمن) ترجمہ حضرت ابو بکر بزاز تھے۔ یوں ہی حضرت عثمان و طلحہ و عبد الرحمن بزاز تھے وکان عمر رضی اللہ عنہ دلالاً یسعی بین البائع والمشتری ترجمہ حضرت عمر دلال تھے وکان زبیر بن العوام خیاطاً و جزاراً ترجمہ حضرت زبیر درزی تھے اور قصاب تھے دیکھو حیوۃ الحیوان صفحہ ۲۳۶ مطبوعہ مصر لیجئے آپ کی کتابوں سے ثابت ہوگیا کہ ایسے ایسے جلیل القدر صحابہ بزاز۔ دلال۔ خیاط۔ قصاب تھے پھر اب تمہیں بتاؤ کہ بزاز ہونا کیا عیب ہے اور تم کو حرف زنی کا کون موقع ہے۔ اگر تم اپنی کتابوں سے اپنی واقفیت میں کچھ اور اضافہ چاہتے ہو تو منتظر رہو۔ ائمہ معصومین پر جھوٹے حملے کرنا درحقیقت رسول اللہ پر حملہ ہے۔ ہم تو رسول ہی کی اولاد اطہار کو اپنا پیشوا جانتے ہیں غیروں سے سروکار نہیں تم نانا کا کلمہ پڑھ کر نواسوں اور آل اطہار پر حملہ کرو۔ واسکا انتقام لینے والے خود رسول اللہ ہونگے۔

نوٹ۔ غالباً سُنی مناظر صاحب کے مریدوں نے وہ رودادِ چھپوا کر حضرات فرنگی محل سے ہمارے حسب منشا تصدیق کرالی ہوگی کہ مولوی عبد الشکور صاحب اکابر علمائے اہل سنت سے ہیں لہذا اُن کی شکست تمام فرقہ کی شکست سمجھی جائیگی

اگر حضور یہ تصدیق نہ کرائی ہو تو ان کے مرید جلد کوشش کر کے امروہہ کے مناظرہ کا منظر پھر لکھنؤ میں دیکھ لیں۔

المشتہر سید منظور حسین رضوی امروہوی (مطبوعہ نور المطابع)

اشتہار منجانب اہل تشیع

[illegible] ## وضو شکن [illegible]

چندہ دینے والو! ہمیں تو تمہاری غربت پر رحم آتا ہے کہ مضمون چاہے بے تکا ہی کیوں نہ ہو مگر چھاپ دینے سے مطلب اہل سنت! کیا تم ہمارے اشتہار کو اپنے اشتہار کے سامنے رکھ کر مقابلہ نہیں کرتے؟ اور تم ہمیں پوچھتے کہ ہماری کسی بات کا بھی جواب ہو جاتا ہے۔ ہاں کاغذ ضرور سیاہ ہو جاتا ہے۔ مگر اسے سر کھپائی نہیں کہتے اگر تم یا فہم نہیں ہو اور جواب کا جانچنا تمہیں نہیں آتا تو اپنے ذی علم لوگوں کو دکھا لیا کرو۔ کیا چھپنے والے کی طرح سب کے سب کورے ہیں؟ اگر وہ تم سے کہہ دیں کہ ہاں یہ شیعوں کا جواب ہو گیا تو شائع کر دیا کرو ورنہ دنیا کو ہنسانے سے کیا فائدہ۔ یہ مضامین جو صاحب بھی لکھتے ہوں وہ یہ جانتے ہیں کہ جھوٹ سے کام نکلتا ہے۔ یہ ہے تو مگر صرف جھوٹوں کے سامنے انھیں ایک رٹا ہوا آموختہ یاد ہے کہ "شیعوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن میں کمی و بیشی موجود ہے" کئی مرتبہ جواب دیا گیا کہ یہ نسبت ہماری طرف محض غلط ہے مگر توبہ کون سنتا ہے (صم بکم الخ) دیکھو طلوع والے کاغذ نے تو تمہاری گت اور بھی بنا دی فرماتے ہیں کہ "سنی اور شیعہ مذہب میں فرق یہ ہے کہ اہل سنت کا عقیدہ وایمان آیات قرآن سے ہے اور شیعہ مذہب کا ایمان روایات پر" یہ کیسے چھپ اقتدار تھا وہ سنت نبی حدیث رسولؐ پر اہل سنت کو ایمان لانے

انکار ہے اب یہ منصب صرف شیعوں کے قبضے میں ہے صحاح ستہ اور مسانید
اور تمام کتب احادیث بقول سنی مشہر بیکار اور ناقابل عمل ہوگئیں کیونکہ سنیوں کا
ایمان روایات و سُنت نبوی پر نہیں ہے صرف قرآن کی آیات پر ہے
وہ بھی نہ معلوم کیونکر کیونکہ قرآن بھی تو روایات ہی کے ذریعہ سے پہنچا اور آپ
اسپر ایمان نہیں لاتے حسبنا کتاب اللہ" کے فقرے کی خوب داد دی جہنت جہنت
اگر یہ سچ ہے تو صبح کی نماز کی دو رکعتیں کیونکر معین کیں؟ قرآن میں تو اسکا ذکر
کہیں نہیں ہے یعنی تمام عبادات تمہارے ہاتھ سے گئے یہ بھی بتاؤ کہ
قرآن نے تو حکم دیا تھا کہ "ما اتکم الرسول فخذوہ" (رسول جو تمہیں بتائے اسپر عمل
کرنا) تو پھر اس آیت پر کیونکر عمل ہوا؟ تم تو اقرار کرتے ہو کہ ہم سنت چھوڑے
ہوئے ہیں۔ اب نہ کتاب پر ایمان رہا نہ سُنت پر نہ خدا ہی ملا
اسے بھی غور کرنا کہ جب تم سنت کے منکر ہو تو رسول پر ایمان کیونکر لائے؟
یہ بھی غور کرنا کہ خلفائے ثلاثہ کی فضیلت کا ذریعہ کیا رہا قرآن تو نام لیتا نہیں؟
یہ بھی غور کرنا کہ فدک کا دعوے اور مضبوط تو نہیں ہوگیا کیونکہ حضرت ابوبکر
کے پاس ایک ہی روایت تھی وہ بھی خبر واحد و بایں ہمہ معارض آیہ "یوصیکم اللہ
فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین" (خدا تمہیں تمہاری اولاد کے بابت وصیت کرتا
ہے لڑکوں کا حصہ لڑکیوں کے حصہ سے دونا ہے پھر جب تم روایت پر ایمان
نہیں لاتے تو کہدو کہ حضرت ابوبکر نے ناانصافی کی۔ ان مجیب جناب
کی باتوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ عثمان کے قرآن جمع کرنے سے
پہلے مرچکے تھے انکا ایمان (العیاذ باللہ) قرآن پر نہ تھا جبھی تو وہ ہم سے
پوچھتے ہیں کہ "اس قرآن کا پتہ لگادو جس پر انکا ایمان تھا" سنیو! برائے خدا تم
ان مجیب صاحب سے پوچھو کہ ہاں حضرت ابوبکر حضرت عمر اور جناب رسالتمآب

کس قرآن پر ایمان رکھتے تھے؟ حضرت عثمان نے تو اُس وقت تک جمع نہیں کیا تھا
اگر وہ یہ کہیں کہ قرآن تھا اسپر ایمان تھا تو ہمارے بچے ہوئے قرآن پتہ لگ
جائے گا اور اگر کہیں کہ کوئی قرآن نہ تھا تو ان کے ایمان کو سلام کر کے چلے آنا۔
استقصا کو جسطرح ہمنے اپنی کتاب کہا تھا اُسی طرح یہ بزرگ اپنی کتاب
قرآن کو بتا رہے ہیں ہم اُن سے پوچھتے ہیں کہ استقصا کو تو ہم نے
اسلئے اپنی کتاب کہا ہے کہ وہ ہمارے ہمذہب عالم کی لکھی ہوئی ہے۔
کیا آپ قرآن کو فرما سکتے ہیں کہ وہ کسی سُنی خدا کی لکھی ہوئی کتاب ہے تا کہ آپ کے
قول میں معنی ہوں؟ دل میں جو کچھ ہو چھپا رہے نہیں کہہ گزریگا چاہے ایمان رہے
یا نہ رہے خلفا کی شان تو بلند ہو جائے **حضرت** یہ خلافت نہیں ہے تا کہ آپ
زبردستی اسپر قبضہ کر لیجئے یہ (قرآن) بحکم حدیث ثقلین اہل بیت سے توام ہے
جو اہل بیت نبی سے متمسک ہے (قرآن) اُسی کی کتاب بھی ہے جب آپ
اہل بیت سے متمسک نہیں تو قرآن آپ کی کتاب ہرگز نہیں ہو سکتی اور نہ آپکا
ایمان بالقرآن قابل تسلیم ہے **یہ تو قول رسولؐ ہے** آپ کی [illegible] سے
جو چاہے مقابلۂ رسولؐ میں فرمایئے۔ **دوسری بات** یہ ہے [illegible] ہم نے
نہیں دعوے کیا تھا کہ ہم قرآن سے تقیہ سمجھے۔ بلکہ یہ کہا تھا کہ آپ کے
امام بخاری نے تین آیتوں سے تقیہ کے حکم پر استدلال کیا ہے صفحہ
کا حوالہ بھی تھا۔ ان کو آپ کہدیں کہ امام بخاری صاحب؟ قرآن
تمہاری کتاب نہیں ہے۔ !! صرف [illegible] پانا [illegible] کے لئے [illegible] ہے بھیا
وہاں کے لوگ قرآن سے نکات سمجھتے ہیں۔ ہم کیا سمجھو گے!! اس لئے
کہتے ہیں کہ ذرا سمجھ بوجھ کر جواب دو۔ **یہ تو ایک ہی سی بات ہو**
[illegible] اگر کل حضرات علمائے فرنگی محل نے تصدیق کر دی تھی۔ تو آج [illegible]

کرو تے۔ حضرت دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ اب تو ہم نے اس قرآن کے پتہ لگانے کی ترکیب سنیوں کو بتا دی پھر اس کو تصدیق لکھوا دیجئے۔ تاکہ امروہے کے مناظرے کا منظر آپ کو پھر دکھایا جائے

ایک اور لطیفہ سنئے کہ جن دلائل سے ہم نے قرآن کی دشمنی سنیوں کے افعال سے ثابت کی تھی ان کا ایک یہی جواب تھا۔ لاجواب کا کیا جواب ہوتا لیکن فرماتے ہیں "ہم نے قرآن جلا دیا تو قرآن کہاں سے آیا۔ اس کو دیکھکر اہل علم کیا کیا ہنسے ہوں گے حضرت آپ چھپانا چاہتے ہیں۔ کہ نہیں جلایا گیا۔ تو ہم بغیر ثابت کئے کب چھوڑتے ہیں۔ اچھا سنئے! سب سے پہلے بخاری صاحب کی صحیح میں کیجاتی ہے۔ (باب جمع القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۴۵ مطبوعہ مصر) تفسیر خازن صفحہ ۸ وامر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان تحرق (یعنی عثمان نے حکم دیا۔ کہ ان کے قرآن کے علاوہ جو قرآن ہیں وہ جلا دئے جائیں) قالوا ان عثمان احرق بن مسعود فلیس ذلک بما لیعتذر عنہ بل من اکبر المصالح (لوگ کہتے ہیں کہ عثمان نے ابن مسعود کے قرآن کو جلا دیا۔ پھر اس کے عذر کی ضرورت نہیں بلکہ قرآن کے جلانے میں بڑی مصلحت تھی) تاریخ خمیس عن مصعب بن سعد قال ادرکت الناس متوافرین حین احرق عثمان المصاحف فاعجبہم ذلک ولم ینکر ذلک منہم احد (مصعب بن سعد کہتے ہیں۔ کہ میں نے بہت سے لوگوں سے ملاقات کی جب عثمان نے قرآنوں کو جلایا تھا لیکن یہ جلانا کسی کو برا نہیں معلوم ہوا) کنز العمال صفحہ

۲۸۱ و ۲۸۲ امر عثمان ان تحرق القرآن عثمان نے یہ حکم دیا کہ قرآنوں جلا دیا جائے ؛ صفحہ ۱۹۰ مشکوٰۃ شریف تاریخ ابو الفدا صفحہ ۱۶۸ میں ہے ۔ ثم دخلت سنہ ثلثین فیہا بلغ عثمان ما وقع فی امر القرآن من اہل العراق فانہم یقولون قرآننا اصح من قرآن اہل الشام لانا قرأنا علی ابی موسے الاشعری واہل الشام یقولون قرآننا اصح لانا قرأنا علی المقداد بن الاسود وکذالک غیرہم من الامصار فاجمع رائہ ورائے الصحابۃ علی ان یحمل الناس علی المصحف الذی کتب فی خلافۃ ابی بکر و تحرق ماسواہ من المصاحف التی بایدی الناس ففعل ذالک " (یعنی سنہ ۳۰ھ میں عثمان کو یہ خبر پہنچی کہ اہل عراق کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن صحیح تر ہے کیونکہ ہم نے اسے ابو موسیٰ کو سنا دیا ہے ۔ اور اہل شام کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن صحیح ہے ۔ کیونکہ ہم نے مقداد بن اسود کو سنا دیا ہے ۔ اسی طرح ہر شہر والے کہتے تھے ۔ اسلئے عثمان اور دوسرے صحابہ کی رائے ہوئی کہ وہی قرآن جو ابو بکر کے عہد میں جمع کیا گیا تھا ۔ جاری کیا جائے ۔ اور باقی قرآن جلا دئے جائیں ۔ چنانچہ سب قرآن جلا دئے گئے) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان نے قرآن کو جمع بھی نہیں کیا بلکہ تمام قرآنوں کو جلانے سے پہلے کے جمع کیا گیا تھا ۔ جو کچھ کام ہوا وہ پہلے ہی ہو چکا ۔ ہر عیب کہ سلطاں بپسندد ہنر است دیکھئے ! فخر الدین رازی نہایۃ العقول میں فرماتے ہیں کہ " تمام قرآنوں کو جلا دینا در حقیقت بڑی تعظیم کی بات تھی " ! اچھا خیر اگر ہم اور آپ بھی قرآن کی ایسی تعظیم کرنے والوں کے حق میں تمنا کریں کہ خدا ان کی بھی ایسی ہی تعظیم کرے تو کیا بیجا ہوگا ۔

اگر اتنی گواہیوں سے آپکا جلانا ثابت ہوا ہو تو خیر ورنہ اور شہادتیں بھی موجود ہیں۔ جو آئندہ طلب کرنے پر پیش کیجائیں گی۔ رہ گیا "مہر گرہ رکیش" جو بہت برا معلوم ہوا۔ وہ اس لئے لکھا گیا تھا۔ کہ کاتب اشتہار نے خود ہی اپنے کو آفتاب بنا لیا تھا۔ اگر آپ آفتاب ہیں اور ان میں کچھ بھی مشابہت ہوتی۔ تو ہم اسے کرن کہتے۔ رکیش نہ کہتے۔ لیکن امیر المومنین کیلئے تو رسول نے فرمایا تھا۔ کہ میں اور علی ایک ہی نور سے ہیں۔ پھر ان کے نور کا کیا کہنا ایسی حدیث تو آپ کے بزرگوں کو میسر نہوئی۔ آپ اپنا ذکر کرتے ہوئے شرماتے نہیں حضرت شجرہ طیبہ اور چیز ہے۔ اور وہ لا یخرج الا نکدا، اور شے ہے ؎ چراغے را کہ ایزد بر فروزد ؛ کسی گر پف زند ریشش بسوزد۔

نوٹ ۔ معززین اہلسنت! ہم نہایت ادب سے ملتجی ہیں۔ کہ ہم نے کبھی آپ کے یہاں کی باتیں یا اعلان نہیں لکھیں۔ اور ہرگز نہ لکھتے لیکن ہم سے زبردستی لکھوایا جاتا ہے۔ تو لکھتے ہیں۔ آپ خود دیکھ لیں۔ کہ جھگوڑا اور خائن پہلے کس نے لکھا ہے۔ (اور وہ بھی محض غلط) لہذا آپ ہمکو معاف فرمائیں گے۔

"المشتہر الشاہر سید منظور حسین رضوی امروہوی۔ مطبوعہ نول المطابع لکھنؤ

اشتہار منجانب اہل سنت

شمشیر بوتراب بر اعدائے کتاب رب الارباب

یا سلیمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ

ترجمہ۔ اے سلیمان تمہارا دین ایسا ہے۔ کہ جو اسکو چھپائے گا۔ اللہ اس کو عزت

دیگا۔ اور جو اسکو ظاہر کریگا اللہ اس کو ذلیل کریگا۔

جناب سید صاحب۔ سبحان اللہ۔ یہ آپ لوگ جس قدر ہیں۔ وہ تقیہ میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور حضرات ائمہ علیہم السلام نے باعتقاد مذہب شیعہ تمام عمریں تقیہ و توریہ میں گذاردیں۔ جناب کو حضرت امام رضا علیہ السلام سے مبارک خاندان میں سے ہیں۔ کیا آپ اپنے بزرگوں کے طریقے کو ترک کرسکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ معلوم ہوا کہ جس قدر آپ کی تحریر ہے سب میں تقیہ مع توریہ ادا کیا گیا ہے۔ اور اس میں دو پہلو ایک سچ اور دوسرا جھوٹ ضرور ہے۔ بارہ برس کیا بارہ ہزار برس میں بھی ہم جھوٹ اور سچ کا تمیز کرسکتے ہاں اگر علم ماکان یکون ہوتا تو شاید سمجھ لیتے۔ آپ کی مذہب مہذبانہ طریقہ ماشاء اللہ جو ایک سید کی ہونا چاہیئے وہ ہے۔

اہل سنت کا ایمان قرآن پر ہے

ہم نے کلوخ انداز رانگ میں بتادیا ہے۔ کہ اہل سنت کا ایمان وعقیدہ آیات قرآن پر ہے۔ اور حضرات شیعہ کا ایمان وعقیدہ قول انسان پر۔ ہم آیات کو لکھ دیتے ہیں جس پر اہل سنت کا ایمان ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ترجمہ۔ بیشک ہم نے اتارا قرآن۔ اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔ وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔ ترجمہ۔ اور تحقیق وہ کتاب عزیز ہے نہیں آتا ہے جھوٹ اس کے آگے سے نہ پیچھے سے۔ اتارا ہے صاحب حکمت۔ اور صاحب تعریف کی طرف سے۔ مرقومہ بالا آیات سے معلوم ہوگیا۔ کہ پروردگار عالم قرآن کی محافظت کا خود وعدہ کرتا ہے۔ اور یہ بھی فرماتا ہے۔ کہ اس میں جھوٹ نہیں سکتا۔ لہذا جب خدا خود محافظ ہو تو کسی بشر کی کیا مجال ہے۔ کہ اس میں تغیر

سے کچھ کم کرے۔ یا اس میں کچھ ملا دے۔ اسی وجہ سے اہلسنت کا عقیدہ و
ایمان ہے کہ قرآن میں کمی بیشی نہیں ہے۔ اور جو مذہب قرآن میں کمی و بیشی کا
عقیدہ رکھتا ہے۔ اس کو اہل سنت خارج از اسلام جانتے ہیں۔ اور یہی
مذہب اہل سنت کا آپ کے علامہ دہر جناب مولوی سید حامد حسین
صاحب نے کتاب استقصا میں تحریر فرمایا ہے۔ (کہ از یں مصحف عثمانی
اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد میکنند و معتقد نقصان آنرا خارج
از اسلام میدانند) اہل سنت ان روایات کو جو کلام خدا کے خلاف
ہوں ہرگز ایمان نہیں رکھتے۔

حضرات شیعہ کا ایمان اُن روایات جو خلاف قرآن ہیں

حضرات شیعہ کا ایمان آیات قرآن پر نہیں ہے۔ اسلئے اول تو موجودہ
قرآن کو قرآن نہیں سمجھتے مصحف عثمانی جانتے ہیں۔ ملاحظہ قول سید حامد حسین
صاحب (از یں مصحف عثمانی) دوسرے ان کے بزرگوں نے از راہ تقیہ
تو رہ پیچ یا جھوٹ جو روایتیں لکھی ہیں ان پر ایمان ہے۔ اور آیات قرآن
سے انکار۔

ایہا الناس ناظرین! خدا فرماتا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا
لہ لحافظون ترجمہ۔ بیشک ہم نے اتارا ہے قرآن۔ اور ہم بیشک
ہیں اس کے نگہبان۔ خدا کے اس قول کے مقابلہ میں حضرات شیعہ
انسانی اقوال پیش کرتے ہیں۔ اور انہیں روایات پر ان حضرات کا دین
و ایمان ہے۔ اہل حق قول خدا کے مقابلہ میں خیالات انسانی کی کچھ وقعت
نہیں سمجھتے۔

امروہہ کے مناظرہ میں جناب صدر الافاضل مولوی سید سبط حسن صاحب
نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ جس پر رسول کا ایمان تھا جس پر شہدائے
بدر و احد کا ایمان تھا جس پر اور صحابہ کا ایمان تھا۔ جو خلیفہ ثالث کے
جمع کرنے سے پہلے مر چکے تھے۔ اسی قرآن پر ہمارا ایمان ہے) قریب ڈیڑھ
ماہ کے سلسلہ اشتہاروں کا جاری ہے۔ اور حضرات شیعہ کی خدمت میں عرض کیا
کیا جاتا ہے۔ کہ جس قرآن پر جناب مولانا صدر الافاضل صاحب نے
ایمان بتایا ہے۔ اس قرآن کو اسلامی دنیا کے سامنے پیش فرما دیں۔ کہ
دونوں قرآنوں کا مقابلہ ہو کر کمی بیشی اور جناب صدر الافاضل مولوی
سید سبط حسن صاحب اور ان کے تمام معاونین کی پیش کردہ روایات
کی تصدیق تمام دنیا کے ہر مذہب و ملت والوں کو ہو جاتی۔ اور مذہب
شیعہ کی حقانیت مثل آفتاب روشن کے چمکتی لیکن **افسوس**
ع۔ صد شب ہجر گذشت و سحرے پیدا نیست۔ قیامت تک دوسرا
قرآن حضرات شیعہ نہیں دکھا سکتے۔ اگر جناب صدر الافاضل سید سبط حسن صاحب
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس ارشاد پر عمل کرتے (جو
ہم نے شروع اشتہار ہذا میں لکھ دیا ہے۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ
السلام نے فرمایا ہے۔ اے سلیمان تمہارا ایمان ایسا ہے کہ جو اس کو
چھپائے گا۔ اللہ اس کو عزت دیگا۔ اور جو ظاہر کریگا۔ اللہ اسکو ذلیل کریگا)
اور اپنے اس قرآن کو زبان مبارک سے نہ بیان فرماتے۔ اور دل ہی
میں رہنے دیتے تو عزت ہوتی۔ اور ظاہر کرنے سے یہ ذلت ہے کہ وہ
قرآن جس پر آپ کا ایمان ہے طلب کیا جاتا ہے۔ اور آپ کی طرف
سے خاموشی کے سوا اس مطالبہ کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ساری دنیا کو

معلوم ہو گیا۔ کہ حضرات شیعہ کا خالی دعوے ہے۔ اور اس قرآن کا پتہ نہیں جس پر ایمان بتایا جاتا ہے۔ بموقع ہو کہ جلد اس قرآن کو جلوے سے جس پر رسول کا ایمان تھا جس پر شہداء بدر و احد کا ایمان تھا جس پر اور صحابہ کا ایمان تھا جو خلیفہ ثالث کے جمع کرنے سے پہلے مر چکے تھے۔ اسی قرآن پر آپ کا ایمان ہے۔ مومنین کے دلوں کو روشن فرمائیے۔ ورنہ نتیجہ صاف ہے۔ کہ قرآن سے خالی ہاتھ ہے۔

لالہ جنگل سین صاحب کو ہم نے تبرائی لکھا۔ جناب سید منظور حسین صاحب رضوی امروہوی آپ اس قدر رنجیدہ خاطر کیوں ہیں۔ اگر لالہ صاحب موصوف پیشہ تبرازی نہ کرتے اور ہم نہ لکھتے۔ اسوقت لالہ صاحب موصوف اور ان کے ہوا خواہ برا مانتے۔ اور اب ذات میں کیا بٹہ لگ گیا۔ اور جو کچھ آپ نے لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جو تبرا قصائی وردی دھوبی جولاہہ کفر اور شرک سے تائب ہو کر خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاوے اس سید ہاشمی سے بہتر ہے جو کفر اور شرک کی بیماری میں مبتلا ہو۔ مصرعہ: بندگی باید پیغمبر زادگی در کار نیست۔ شعر: پسر نوح با بداں بنشست خاندان نبوتش گم شد

قرآن موجودہ کے متعلق اہل سنت اور حضرات شیعہ سے قیامت کے دن خدا کا سوال و فریقین کے جواب۔

سنیوں سے سوال اور جواب

سنیوں سے خدا قیامت کے دن سوال کرے گا۔ کہ امروہہ کے مناظرہ میں صدر الافاضل مولوی سید محمد حسن صاحب نے عام مجمع میں بتایا تھا

تم کو کہ اس قرآن میں کمی وبیشی موجود ہے۔ اور سید منظور حسین صاحب رضوی امروہوی نے بذریعہ اشتہارات تم سنیوں کو تمہاری کتابوں سے برابر دکھائیں۔ اور سمجھایا لیکن کسی طرح نہ مانے۔ اور عقیدہ اور ایمان تمہارا یہی رہا کہ قرآن میں کمی وبیشی کا ایمان رکھنے والا اسلام سے خارج ہے۔ بتاؤ سنیو تمہارے پاس کیا جواب ہے۔ اس وقت سنیوں کی طرف سے یہ جواب ہوگا۔ کہ اے مالک حقیقی ہم نے قرآن میں لکھا دیکھا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ترجمہ بیشک ہم نے اتارا قرآن اور بیشک ہم ہی اس کے نگہبان۔ جب تو خود وعدہ نگہبانی کرتا ہے۔ تو کسی کی مجال نہیں تھی۔ کہ کچھ تغیر وتبدل یا کمی وبیشی کرتا۔ اے احکم الحاکمین ہم نے تجھکو تیرے کلام کو سچ جانا۔ اور ان روایات پر عقیدہ نہیں رکھا۔ اب تو مالک ہے۔ جو چاہے سزا دے یا جزا۔ سنیوں کو تو یہی امید ہے۔ کہ مالک روز جزا ارشاد فرمائے گا۔ کہ تم نے ہمکو اور ہمارے کلام کو سچ جانا جاؤ آرام کرو۔

شیعوں سے سوال وجواب

شیعوں سے خدا قیامت کے دن سوال کرے گا۔ کہ اہل سنت تم سے کہتے تھے۔ کہ قرآن میں کمی یا بیشی کا عقیدہ رکھنے والا خارج از اسلام ہے اور ہم نے قرآن میں کہا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ترجمہ بیشک ہم نے اتارا ہے قرآن اور بیشک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں لیکن کسی طرح نہ مانے۔ اور یہی ایمان اور عقیدہ رکھا۔ کہ یہ مصحف عثمانی ہے اس میں کمی وبیشی ہے۔ بتاؤ شیعو تمہارے پاس کیا جواب ہے۔ اسوقت شیعوں کی طرف سے یہ جواب ہوگا۔ کہ ہم نے اصولی کافی میں دیکھا تھا کہ

میں تفسیر صافی میں دیکھا کہ قرآن میں کمی ہو گئی۔ ہم نے احتجاج میں تفسیر عیاشی
اور تفسیر صافی میں دیکھا کہ قرآن میں زیادتی ہو گئی۔ ہم نے تفسیر قمی میں دیکھا اصول
کافی میں دیکھا۔ کہ قرآن کے الفاظ بدل گئے۔ اس لئے ہمارا ایمان اور عقیدہ
رہا کہ قرآن میں کمی و بیشی ہے۔ اور بدل گیا ہے۔ اس جواب پر خدا فرمائے
گا اے شیعو میرا کلام سچا تھا یا جھوٹا۔ ہم نے تو قرآن میں کہا تھا۔ انا نحن نزلنا الذکر
وانا لہ لحافظون۔ پھر کون تھا جو میرے کلام سے نکالتا یا ملاتا یا بدلتا۔ تم نے میرے
اور میرے کلام کو جھوٹا جانا جاؤ اور اس کا بدلہ پاؤ۔

اس دنیا سے گذر نے کے بعد کچھ کام نہ آئے گا سوائے ایمان کے۔
موقع ہے کہ روانگی سے پہلے سامان سفر درست کیا جائے۔ کہ آخرت میں
افسوس نہ ہو۔ اگر خدا کو سچا اور بے نقص جانتے اور مانتے ہو تو اس کے پاک
کلام کو بھی سچ اور ہر طرح کے عیبوں سے پاک جانو۔

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن ست و بس   در بند آں مباش کہ نشنید یا شنید

المشتہر۔ خاکپائے اہل سنت محمد نذیر لکھنوی مہتمم انجمن اشاعۃ الاسلام لکھنؤ۔

مطبوعہ مالک مطبع محمد شیخ بہادر لکھنؤ محلہ نواب گنج

اشتہار منجانب اہل تشیع

اہلسنت کا حشر

آج تمہارے سامنے پھر وہی رٹا ہوا موقعہ پیش ہے۔ جو بار بار تحقیقی جوابوں
سے کبھی کسی طرح پامال ہو چکا ہے جس کی سرخی شیعہ اور قرآن ہے۔ ہم کو خوش ہوا
کہ یہ اشتہار اس اشتہار کے بعد نکلا جس میں سنیوں کی دشمنی قرآن

سے ،، ثابت کر دی گئی - اور یوں ثابت کی گئی - کہ الجواب ثابت ہوئی
اب اس عداوت کے بعد یہ سرخی نکلی - اور اس نے بتا دیا کہ شمشیر بوتراب
انھیں لوگوں کے لئے ہے جو اعدائے کتاب خدا ہیں یعنی قرآن کے
جلانیوالے - قرآن پر تیر لگانیوالے - قرآن بکری کو
کھلانے والے - قرآن کو پیشاب سے لکھنے والے
وغیرہ وغیرہ - اس سرخی سے یوں بھی تم خوش ہو گئے - اور یوں بھی کہ یاری
شجاعوں سے باتیں کرنے کا نتیجہ کچھ تو نکلا - کہ تلوار کے نام سے زبان آشنا
ہو گئی لیکن سوال یہ ہے - کہ ابوتراب کی شمشیر ان کے بیٹوں سے چھن کر
نکل کر غیروں کے ہاتھ میں پہنچی کیونکر؟ فدک چونکہ مال تھا - اس کا چھین جانا
آسان تھا مگر تلوار پر قبضہ مشکل ہے - وہ بھی ذوالفقار سی تلوار اس کا چھیننا بھی محال
اس کا چلانا بھی دشوار جب اسے بڑے بڑے صحابہ کرام نہ لے سکے
تو اب اس کی تمنا میں کیوں انگشت نما ہو رہے ہیں؟ ہاں وہ شمشیر ابوتراب
اسی تحقیق فرزند کی کریں - اب بگڑا ہے جب تم اپنی سرکشی اور ناعاقبت اندیشی
کی وجہ سے میدان مناظرہ میں بلا لے گئے ہو - وہ بتا دے گی - کہ اعدائے
کتاب رب الارباب کون ہیں -

وہ اشتہار جس کا ہم جواب لکھ رہے ہیں - اس کو ہمارے سوالات
سے تو کوئی تعلق نہیں محض ضد اسنے ... پیش ہنگام ہے - لیکن چونکہ اشتہار
سے دنیا کچھ نہ کچھ علمی فائدے اٹھا لیتی ہے - اس لئے ہم ان خرافات
کا جواب بھی لکھنے کو تیار ہو جاتے ہیں - مگر ہم جواب سے پہلے تم کو یاد دلاتے ہیں
کہ ہماری گذشتہ تحریریں مسلم ہو گئیں یعنی وہ شمشیر کتاب باتیں جو شیعوں
کی عداوت قرآن کی دلیلیں تھیں - وہ سب مان لی گئیں - وہ شیعوں

کی روایتیں جو قرآن میں کمی یا بیشی ثابت کرتی ہیں وہ تسلیم کر لیگئی ہیں حضرات
خلفائے [illegible] نے [illegible] قرآن [illegible] کی [illegible]
یہ بھی غالباً تسلیم ہے۔ کہ حضرت عثمان سے پہلے جو مومنین گذر گئے ہیں خواہ
وہ شہدائے بدر ہوں یا شہدائے احد) وہ شیعی اثنا عشری کے نزدیک العیاذ
باللہ مومن بالقرآن نہ تھے کیونکہ وہ اس قرآن کو دیکھا نہیں سکتے جس پر
ان کا ایمان ہو۔ انہیں لوگوں میں شیعی اثنا عشری کے نزدیک جناب رسالتمآب
بھی داخل ہیں۔ مہربانی کر کے صاف الفاظ میں لکھ دیجئے کہ ان لوگوں کا ایمان
کس قرآن پر تھا۔ اور ایمان تھا بھی یا نہ تھا؟ بالکل تصریح
سے بتائیے گا تاکہ دنیا جان لے کہ آپ بڑے ایماندار
ہیں۔

ایک شیعی عشری کی طرف سے بات کی گئی ہے۔ کہ جو چیز دیکھنے میں نہ آئے نہ وہ ہے
اور نہ اس پر ایمان ہو سکتا ہے۔ (اسی بنا پر تو ہم سے پوچھ رہے ہیں۔ کہ جس
قرآن پر شہدائے بدر کا ایمان تھا وہ دکھاؤ) اس شیعوں کے قبلہ و کعبہ
کے مسئلہ پر (۱) سنیوں کا خدا پر ایمان نہیں ہو سکتا (۲) جنت پر ایمان نہیں ہو سکتا
(۳) دوزخ پر ایمان نہیں ہو سکتا۔ (۴) صراط و میزان پر ایمان نہیں ہو سکتا
(۵) ملائکہ پر ایمان نہیں ہو سکتا۔ (۶) رسول پر ایمان نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ
سب آج دکھائی نہیں دیتے۔ اگر مولوی صاحب فرمائیں کہ میرا ایمان
ان چیزوں پر ہے تو شیعو تم ان سے کہنا کہ ہمیں ان چیزوں کو دکھاؤ
اگر وہ نہ دکھا سکیں تو یہ بھی پوچھ لینا اور پھر ہم آپ کے خلفاء پر کیونکر ایمان
لا سکتے ہیں؟ وہ بھی تو غائب ہو رہے ہیں۔ یہ آپ نے شہداء کے قرآن
دیکھنے کی کیوں خواہش کی؟ اہل سنت ایمان میں ایک دیکھنے کی شرط

انکار ظاہر بظاہر **منکر قرآن** ہو گئے۔ کیونکہ سورۂ بقرہ شروع یہ ہے۔ الم
ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب (یعنی
قرآن قابل شک نہیں۔ اور یہ ان لوگوں کے لئے ہدایت ہے جو پرہیزگار
ہیں۔ اور غائب چیزوں پر ایمان لاتے ہیں) **پھر فرمائیے**۔ کہ اگر ایمان کے
لئے دیکھنا شرط ہے۔ تو غیب پر ایمان کیونکر ہو سکتا ہے؟ آخر کو سورۂ بقرہ کے
چھوڑنے سے اس مصیبت میں پھنسے نا۔ اب کہو قرآن پر تمہارا ایمان ہے یا
ہمارا؟ جس کو آیت اپنے دامن میں جگہ دی وہی مومن بالقرآن ہے۔
شیعوں کو دیدار کا شوق (یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بہت پہلے سے
رتیب سے مس لیا تھا کہ بنی اسرائیل نے جناب موسیٰ سے خدا کے دیکھنے
کی خواہش کی تھی) اس فرقہ میں خدا کے دیدار کی حسرت تھی۔ یہاں تک کہ
دیکھ ہی لیا۔ آخرت میں تو ان کا دعوےٰ ہے کہ کبھی دیکھیں گے لیکن وعدہ
فردا اشتاقان وصال کے لئے ایک جانگزا زمانہ تھا۔ انھوں نے دنیا ہی میں
دیکھ لیا۔ کچھ لوگ کم ہمت تھے۔ انھوں نے صرف خواب ہی میں دیکھا۔ جیسے
امام احمد بن حنبل چنانچہ دمیری کی حیوۃ الحیوان صفحہ ۱۹۱ پر مرقوم ہے۔ انہ
رائی رب العزت فی المنام تسعاً و تسعین مرۃ الخ یعنی امام احمد بن حنبل نے
خدا کو خواب میں ۹۹ مرتبہ دیکھا۔ دل میں سوچے کہ اگر اب دیکھا تو کچھ پوچھو نگا
پھر دیکھا تو پوچھا کہ کیوں اے پروردگار! روز قیامت تیرے بندے کیونکر
نجات پا سکتے ہیں؟ خدا نے فرمایا جو شخص صبح و شام یہ دعا پڑھے۔ وہ دعا اسی
صفحہ پر مرقوم ہے) یعنی مضمون نگار اس کی تصدیق ضرور کریں گے ہم امید
کرتے ہیں کہ وہ امام احمد بن حنبل سے بذریعہ مکاشفہ واشراق ضرور پوچھیں
گے۔ کہ کیوں امام صاحب آپنے خدا سے کیوں نہ پوچھا۔ کہ کیا بات تھے

لئے یہی دعا کافی ہوجائے گی۔ نماز روزہ اور تمام عبادتیں بیکار ہیں۔ جیسا کہ
شیعہ تقیہ کے باب میں روایت کرتے ہیں۔ کہ تقیہ میں دین کے نو حصے
ہیں۔ اگر یہی ہوگا۔ تو پھر شیعوں کو ہم کیا الزام دینگے ہمیں امید ہے کہ جو
جواب امام احمد بن حنبل دیں۔ اس سے ہم بھی مطلع کئے جائیں۔ اور جو لوگ
اہلسنت بنے بہت سے تھے۔ انھوں نے خدا کو بیداری میں بھی دیکھا اور
خدا کا حلیہ بھی بتایا۔ ان میں سے صاحب تحفہ جنکو شیخ الاسلام بھی کہتے
ہیں یعنی ابن تیمیہ وہ بھی ہیں چنانچہ صدرالدین نے اپنی کتاب منتہی
المقال میں صاحب اتحاف العرفان کی عبارت نقل کی ہے۔ وقد تجاسر
ابن تیمیۃ الحنبلی عامله الله تعالیٰ بعدله وادعی ان السفر لزیارۃ قبر النبی
حرام وان الصلوٰۃ لا تقصر فیه لعصیان المسافر به واطال فی ذلک بما تمجه الا
سماع وتنفر منه الطباع وقد عاد شوم کلامه علیه حتی تجاوز الجناب الاقدس
المستحق لکل کمال انفس وخرق سرادق الکبریاء والجلال وحاول اثبات
ما ینافی العظمة والکمال بادعاء الجهة والتجسیم ونسبته من لم یعتقدهما الی
الضلالة والتاثیم۔ یعنی ابن تیمیہ حنبلی نے سخت جسارت کی ہے۔ خدا اس
کے باب میں اپنی عدالت سے کام لے۔ اور اس نے اس بات کا دعوی
کیا ہے کہ رسول کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کرنا حرام ہے۔ اور نماز بھی
ایسے سفر میں قصر نہ کیجائے گی۔ کیونکہ ایسا سفر سفر معصیت ہوگا۔ اور اس میں
اس نے نہایت طول دیا ہے۔ جس کے سننے کے لئے کان تیار نہیں ہیں۔ اور
طبیعت اس سے متنفر ہوتی ہے۔ اس بیہودہ کلام کا وبال اس پر جا پڑا یہاں تک
کہ اس نے پردۂ کبریا وعزت چاک کرنا چاہا۔ اور خدائے کامل بالذات
کے لئے جہت وجسم تجویز کیا۔ اور جو خدا کو جسم نہ مانے اسے گنہگار ٹھہرایا۔

ابن تیمیہ صاحب منہاج جو بڑے بزرگ ہیں جنکا نام مولوی عبدالشکور صاحب بڑی عظمت سے لیتے ہیں) غالباً ابن تیمیہ کو یہ نہ معلوم تھا کہ رسول کے پہلو میں خلیفہ اول و دوم بھی مدفون ہیں۔ ورنہ رسول اللہ کی زیارت قبر کو حرام نہ کہتے

ان داؤد الجواربی انہ قال اعفونی عن الفرج واللحیۃ وسلونی عما وراء ذلک وقال ان معبودہ جسم ولحم ودم ولہ جوارح واعضاء من ید ورجل وراس ولسان وعینین واذنین۔ (ملل ونحل شہرستانی صفحہ ۱۴)

یعنی داؤد جواربی نے کہا کہ خدا کے متعلق داڑھی اور شرمگاہ کے سوال نہ کرو اس کے علاوہ جو پوچھو بتاؤں گا۔ اس (خدا) کے جسم بھی ہے۔ خون بھی ہے۔ اعضاء و جوارح بھی ہیں۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ سر۔ دو آنکھیں دو کان بھی ہیں۔ نہ معلوم ناک کا ذکر کیوں چھوڑ دیا۔ تعالی اللہ عما یشرکون) وحکی انہ قال ہو اجوف من اعلاہ الی صدرہ مصمت ما سوی ذلک وان لہ وفرۃ سوداء ولہ شعر قطط۔ کہا جاتا ہے کہ وہ (داؤد) یہ بھی کہتا تھا کہ خدا (العیاذ باللہ) اوپر سے سینہ تک خالی ہے۔ اور باقی ٹھوس ہے۔ اس (خدا) کے بال کالے اور گھونگھر والے ہیں۔ اب تک مذہب کے بعض افراد میں ہیت پرستی کی بو آ رہی ہے)

ہر فقرہ کا جواب بالیمان [illegible] امام جعفر صادق کی حدیث ہے۔ اس کی بھی وہ اتنے ہی قائل ہیں جو قرآن پر عامل نہیں اور نہ اس پر ایمان لاتے ہیں کیونکہ پہلے اشتہاروں میں بتا دیا گیا کہ بخاری نے کئی آیتوں سے تقیہ پر استدلال کیا ہے جن پر سنیوں کا ایمان نہیں لکھنے والو! کیا تمہیں سورہ مومن بھی یاد نہیں تم کیسے ہو ہم بڑے حافظ

رکھتے موجود شہر عم) اور لطیفہ شیعہ فرماتے ہیں کہ "ہم آیات کو لکھتے ہیں
جس پر اہل سنت کا ایمان ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون وانہ لکتاب
عزیز لا یاتیہ الباطل الخ ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ اہل سنت اقرار کرتے ہیں کہ
صرف دو آیتوں پر ان کا ایمان ہے۔ باقی قرآن پر نہیں۔ دوسری آیت
وانہ لکتاب عزیز الخ کا لکھنا نافہمی کی دلیل ہے کیونکہ یہ قرآن کے متعلق ہے
اور جو چیز قرآن میں بڑھائی جائے گی وہ قرآن نہ ہوگی۔ رہ گئی پہلی آیت انا نحن
نزلنا الذکر الخ اس سے مراد یہ نہیں۔ کہ وہ ضائع نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا
تو جلتا کیوں، پھٹتا کیوں۔ بکری کیوں کھا جاتی؟ اس سے یہ بھی
مراد نہیں بلکہ اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ اگر ایسا ہوتا تو تحریف کیوں ہوتی
گذشتہ تحریفوں کو جانے دیجئے سنی شہر کے حال میں تحریف کی وہ یہ کہ قرآن
میں لکھا ہے عزیز ہے اور شہر نے کتاب عزیز لکھا ہے۔ پھر کیا اہلسنت
بتائیں گے۔ کہ خدا نے کیوں حفاظت اپنے قرآن کی نہ کی۔ اور حرف بدل
کیوں کرنے دیا۔ حضرات اہلسنت خوب غور کریں۔ کہ تحریف اسی کا نام
ہے جیسے کہ شہر سنی نے کی۔ اور جیسا کہ اس سے قبل ہوا۔ امام رازی
تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۸۵۴ پر تصریح کرتے ہیں۔ کہ جو قائل تحریف ہیں۔ وہ
اس آیت کو کب تحریف سے خالی مانیں گے" پھر جب آپ کو آپ ہی کے
علماء جواب دیتے ہیں تو ہمارے جواب کی کیا ضرورت ہے۔ اور اگر مزید
جواب کی ضرورت ہو تو اپنے حشریں دیکھو علامہ صاحب استقصاء
ہو ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ ان کا منشا یہ ہے۔ کہ حضرت عمر و عائشہ کو جابر

اعتقاد اہلِ سنت خارج از اسلام قرار دیں۔ کیونکہ یہ دونوں تحریف
کے قابل ہیں۔ لہٰذا جو جی نے چاہا وہ آپ کے نزدیک مقبول ہو گیا فرماتے
ہیں کہ یہ حضرات شیعہ کا ایمان قرآن پر نہیں" قرآن پر ایمان لانے والو
قرآن میں ہے ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا یعنی اگر کوئی فاسق تمہیں خبر
دے تو اسے خوب جانچ پڑتال لو۔ اب قرآن کی صرف دو آیتوں پر ایمان رکھنے
والا تمہیں یہ خبر دے رہا ہے کہ یہ شیعوں کا ایمان قرآن پر نہیں" اور شیعہ
کہتے ہیں کہ ہمارا ایمان قرآن پر ہے۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہر آیت پر ہے۔ تم
خود فیصلہ کر لو۔ **فرماتے ہیں** "یہ اہلِ سنت خلافِ قرآن روایتوں پر ایمان
نہیں رکھتے" سچ کہو! تو پھر موقع جہاد پر یہ آیت ہے۔ ومن یولھم یومئذ دبرہ
الا الخ یعنی جو اس دن پیٹھ پھیرے گا، اس پر خدا کا **غضب** ہے" اب
ہرگز ان روایتوں پر ایمان نہ لانا جو تمہارے یہاں کے بھاگنے والوں
کی مدح میں ہیں۔ کیونکہ قرآنی آیت ناراض ہے۔ اگر ایسا کرو تو ہم جانیں
کہ تم مومن بالقرآن ہو!!!

موقف حشر اور شیعوں سے گفتگو

وقفوھم ۔ ان کو روک لو انھم مسئولون ان سے سوال کرنا ہے
دعجب نہیں کہ آواز آئے کہ کیوں شیعو! تم میرے سامنے جھوٹ بولتے ہو
کہ شیعہ خاطر سے لیے بیٹھی رو رہا حال کی بیٹی امروہہ میں ذکر کئے تھے، حالانکہ تم
قرآن میں پڑھ چکے تھے۔ ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم کبھی تین آدمی
بھی مشورہ کے لئے نہیں بیٹھے۔ مگر یہ کہ خدا ان کا چوتھا ہوا (سکوت اور

سر ساری) ولو تری اذ المجرمون ناکسوا رؤسہم عند ربہم۔ دیکھنے کا وقت
ہوگا جب گنہگار خدا کے سامنے سر جھکائے ہوں گے۔ غیبی آواز۔ اچھا
یہ بتاؤ کہ قرآن میں کمی بیشی ہو تو قرآن کا کیا قصور ہے؟ یہ تو ان کی خطا ہے۔
جنہوں نے کمی زیادتی کی ہو۔ سکوت۔ غیبی آواز۔ تم یہ کیونکر سمجھے کہ کمی
زیادتی نہیں ہے؟ اہلسنت اس لئے کہ تو نے کہا ہے۔ انا نحن نزلنا
الذکر وانا لہ لحافظون۔ ہم نے نازل کیا قرآن اور ہم اس کے نگہبان ہیں
غیبی آواز۔ عمر کو بلاؤ۔ آئے۔ کیوں عمر! تم نے ابوبکر سے جمع قرآن
کے متعلق کیا کہا تھا۔ فقال ان القتل استحر یوم الیمامۃ وانی اخشی ان یستحر
القتل بالقراء بالمواطن فیذہب کثیر من القرآن۔ کہا کہ روز یمامہ قاریان
قرآن کثرت سے قتل ہوئے۔ اگر یوں ہی تمام مقاموں پر ہوگا تو بہت
سا قرآن جاتا رہے گا۔ (صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۵۹۵) غیبی آواز۔ کیا
تم کو انا لہ لحافظون پر بھروسا نہیں تھا؟ کیوں نہیں۔ آواز۔ پھر ضائع ہونے کا
خوف کیسا جو تم سے تو ہمارے پیرو اچھے۔ عمر۔ یہ لوگ آیت کے معنی
نہیں سمجھے۔ اگر ایسا ہوتا تو آیہ رجم قرآن میں کیوں نہ ہوتی جس کا میں
راوی ہوں۔ آواز۔ کیوں اہلسنت تم اس کا جواب کیا دیتے ہو۔
اہلسنت۔ جو قرآن میں کمی بیشی کا قائل ہے وہ کافر ہے۔ عمر۔ یعنی
کیا ہم کافر ہیں؟ آپس میں تخاصم۔ ان ذلک الخ۔ آواز۔ اچھا
اہلسنت! اب تم بتاؤ کہ میرے کلام پر ایمان لاؤ گے؟ میں نے کہا تھا
ما کان لہم الخیرۃ۔ آدمیوں کو امیر بنانے کا اختیار نہیں ہے۔ پھر تم نے

ت کے خلاف کیوں کیا۔ (سکوت) میرے خلیل کو تم نے جھوٹا کیوں کہا (سکوت)
میرے رسول نے کیا تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ قرآن اور اہلبیت سے تمسک
کرنا۔ پھر تم نے قرآن کو جلایا کیوں؟ رسول کے گھر پر آگ لکڑیاں کیوں
لائے؟ **اہلسنت ہم آوازہ ہو کر**۔ ہم نے نہیں جلایا۔ عمر و عثمان نے جلایا۔
آواز۔ تم نے ابوبکر کے فدک والے معاملہ کو مان لیا۔ حالانکہ میری
کتاب میں ہے۔ یوصیکم اللہ فی اولادکم۔ پھر جب میں نے خود وارث
بنایا۔ تو تم نے ابوبکر کی **روایت** پر کیوں یقین کیا؟ تم تو کہتے تھے
کہ قرآن کے مخالف روایت پر ہمارا ایمان نہیں۔ تو کیا تم مجھے بھی دھوکا
دیتے ہو۔ (سکوت) اچھا یہ تو بتاؤ پیشاب سے میری کتاب کو لکھنا
کیوں جائز رکھا؟ انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا۔ پروردگار
ہم نے اپنے بڑے والوں کی اطاعت کی انھوں نے ہم کو گمراہ کر دیا۔ آواز
قیل الدخلا۔ پھر تمھاری سزا یہ ہے۔ تم دونوں داخل ہو۔ جلے
ہوؤں کی تمنا۔ پروردگار ہم رویت کے قائل ہیں ہمیں اپنا
چہرہ تو دکھا دے۔ **آواز**۔ اخسئوا [illegible]!! ڈوب مرو۔

حوضِ کوثر پر ایک پُر ہول منظر

آفتابِ محشر کی کڑی دھوپ۔ شدتِ حساب و وقوفت کی کاہش۔ عرق
کا وفور تشنگی کی آگ کو بھڑکا رہے ہوں گے۔ وہاں کچھ لوگوں کو
(جن کے نام لینے کی ضرورت نہیں) حوضِ کوثر کی جھلک اور اس
کے گرد قدرت کے بنائے ہوئے ساغروں کی چمک نظر آئے گی۔

اسی کے ساتھ ہی ساقی وہ پینے والے جن کی یاد میں صبح ازل سے
دہن کوثر میں پانی بھر رہا تھا۔ گروہ گروہ اسطرح نظر آئیں گے۔ کہ انکے
چہروں کی چھوٹ آئینہ آب پر صیقل کا کام دیتی ہوگی۔ اس سے کنارے
کوثر کا مالک (رسول) اور اس کا ساقی (علی) اس اعتماد و منصب کا کام
انجام دیتے ہونگے تشنگی میں منظر اپنی جانب جذب کریگا۔ اور عدو نبوی
کا صحن سمجھکر کچھ لوگ اسکی جانب بڑھینگے۔ مگر توبہ اس منتخب لوگوں کا گذر
کہاں۔ وہ حوض کوثر کی طرف بڑھنا چاہینگے مگر خدائی فرمان انکو ہٹا رہا ہوگا
عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیردن علی ناس من اصحابی الحوض
حتی اذا عرفتھم اختلجوا دونی فاقول اصحابی فیقول لا تدری ما احدثوا بعدک
عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ یرد علی یوم القیمۃ رھط من اصحابی
فیجلون عن الحوض فاقول یارب اصحابی فیقول انک لا علم لک بما احدثوا
بعدک (صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۹) انس ابی ہریرہ کہتے ہیں۔ کہ رسول
نے فرمایا کہ حوض کوثر پر کچھ لوگ وارد ہوں گے۔ اور حکم خدا سے وہ
ہنکالے جائینگے۔ اسوقت میں کہوں گا کہ اے خدا یہ تو میرے اصحاب ہیں
جواب ملیگا کہ اے رسول تم نہیں جانتے کہ انھوں نے تمہارے بعد کیا
کیا بدعتیں کی ہیں۔

[illegible] فاطمہ

صدا یوم ینفخ
[illegible]

الصادقین صدقہم
[illegible]

کہ شیعوں کا ایمان قرآن پر نہیں؟ شیعہ ان کنت قلتہ فقد علمتہ (میرے پالنے والے اگر میں کہتا تو ضرور جانتا) غیبی آواز۔ اہلسنت کہتے تھے کہ قرآن میں کمی بیشی کا اعتقاد رکھنے والا کافر ہے۔ حالانکہ تم انھیں کی کتابوں سے ان کے علماء کی رد و تحریف پیش کرتے تھے پھر بھی اہلسنت اپنے معتقدین تحریف کو اسلام سے خارج نہیں کرتے تھے تم اس باب میں کیا کہتے ہو؟ شیعہ۔ ہم وہی کہتے ہیں جو تو نے کہا ہے "یقولون بافواہہم ما لیس فی قلوبہم" وہ لوگ زبان سے کچھ کہتے ہیں اور دل میں کچھ ہے۔ وہ اپنے حساب خدا کو دھوکا دیتے ہیں۔ حالانکہ خود اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ غیبی آواز۔ تم نے خلفاء ثلثہ سے کیوں علیحدگی اختیار کی؟ شیعہ اسلئے کہ تو نے ملائکہ کو باوجود اس کے کہ وہ معصوم ہیں۔ اجازت نہ دی کہ وہ اپنی طرف سے خلیفۃ الارض مقرر کر لیں بلکہ تو نے فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفہ (یعنی ہم زمین پر اپنا جانشین بنانے والے ہیں) اور تو نے یہ بھی فرمایا ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا (یعنی کبھی خدا کا راستہ نہیں بدلتا۔ ان باتوں سے ہم نے سمجھا کہ جب تو ہی خلیفہ بنانا ہے اور تیری راہ بدلتی بھی نہیں تو پھر تیرے سوا کوئی نہ خلیفہ بنا سکتا ہے۔ لہذا ہم سمجھے کہ جس نے اپنے اختیار سے خلیفہ بنایا۔ اس نے تیرے حق پر قبضہ کرنا چاہا۔ اور وہ باطل پر ہے۔ غیبی آواز قرآن یہ تم نے اپنی سمجھ سے عمل کیا یا کسی سے پوچھا بھی؟ شیعہ۔ تیرے نبی نے کہا تھا کہ میں

تم میں قرآن و عترت دو چیزیں چھوڑتا ہوں اسلئے ہم نے قرآن کو انہیں سے سمجھا جس کو تو نے قرآن کے ساتھ کر دیا تھا یہ غیبی آواز۔

تم نے تقیہ کا جواز کیونکر سمجھا۔ شیعہ۔ تیرے قول سے۔ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان یعنی ایمان کے بعد کفر جائز نہیں لیکن اگر کوئی شخص مجبور کیا جائے۔ اور اس کے دل میں ایمان اطمینانی ہو۔ اور اس لئے کہ تو نے رسول کو غار میں چھپکر تقیہ ظاہر کرنے کا حکم دیا۔ اور اس لئے کہ تو نے ایمان چھپانے پر مومن آل فرعون کی مدح کی غیبی آواز سلام علیکم۔ فادخلوہا خالدین۔ تم پر ہمارا سلام۔ تم بالکل پاک و پاکیزہ ہو۔ اچھا تو اب ہمیشہ کے لئے جنت میں جا کر آرام کرو۔ المشتہر سید غلام حسین نقوی امروہوی

مطبوعہ مطبع نور لکھنؤ

اشتہار منجانب اہل التشیع

صاعقۂ طور

اشتہار [illegible] سامنے سورج کے دھوئیں کے سایہ سے کا خدا ہمیں کچھ بھی نہیں جو [illegible] اس کے ذکر تحقیق کی آندھیوں سے یوں اڑ گئے ہیں جیسے کہ آپ [illegible] غار سے حق [illegible] قرآن مجید کے ہاتھوں سے سوا [illegible] کے ہاتھ جب [illegible] طرح محفوظ ہے جس طرح رسول [illegible]

تھا۔ اور آیہ انا لہ لحافظون بھی اشارہ کر رہا ہے۔ اگر تم نہ سمجھو تو آیت بتلاتا
ہے۔ جب وقت ظہور آئے گا تو تمہیں قرآن اور ذوالفقار ساتھ
ہی ساتھ نظر آ جائیں گے۔ (ذوقوا فتنتکم ہذا الذی کنتم بہ تستعجلون) (۵۱)
فرماتے ہیں۔ جو لوگ موجودہ قرآن کو ناقص اور مصحف عثمانی سمجھتے ہیں
ان کو برا جانو اور ان کی پیروی نہ کرو۔ قرآن کی صفت موجودہ
لاناپیہ بتاتا ہے کہ راقم اشتہار کو اب تک مونث اور مذکر میں امتیاز نہیں
حضرت قرآن مذکر ہے۔ ذرا دیکھ لیا کیجئے۔ ہم مخاطب کی نصیحت پر
عمل کر کے قرآن کے ناقص بتانے والے کو نام بنام برا کہتے ہیں
اور ان کی پیروی نہیں کرتے۔ اور کچھ نام بھی لکھے دیتے ہیں۔ تاکہ
عالی فہم مخاطب کو ہم سے گلہ نہ رہے۔ ابن عمر خلیفہ زادے قرآن
کو ناقص بتاتے تھے۔ اور لوگوں کو اس کے کامل جاننے سے منع بھی
کرتے تھے۔ فرماتے تھے (لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کلہ ما یدریہ
ما کلہ قد ذہب منہ قرآن کثیر ولکن لیقل قد اخذت ما ظہر منہ) یعنی تم میں
سے کوئی یہ نہ کہے۔ کہ میں نے پورا قرآن پا لیا۔ اسے کیا معلوم کہ
پورا قرآن کیا ہے۔ (ارے) بہت سا قرآن جاتا رہا ہے۔ ہاں یہ کہنا
چاہیئے کہ جتنا ظاہر ہوا اتنا مجھے ملا۔ (درمنثور ۲۲) ابی بن کعب نے
پوچھا کہ سورۂ احزاب کتنا ہے؟ زر بن حبیش نے کہا کہ تہتر یا چہتر
آیتوں کا سورہ ہے۔ کہا یہ سورہ تو سورۂ بقر کے برابر تھا۔ اور ہم اس
سورہ میں آیہ رجم کی بھی تلاوت کرتے تھے جب زر بن حبیش نے

کہا کہ آیہ رجم کیا تھا؟ کہا کہ (اذا زنیا الشیخ والشیخۃ فارجموہما البتۃ
نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم) دیکھو کتنی آیتیں نکل گئیں (اتقان)

(۳) عائشہ صدیقہ زادی فرماتی ہیں کہ رسول کے زمانہ میں سورہ
احزاب کی دو سو آیتیں پڑھی جاتی تھیں لیکن عثمان نے قرآن کے
وقت اتنی ہی آیتیں پائیں جتنی اب قرآن اب ثابت ہیں۔ اور انھیں
آیتوں میں آیۂ رجم بھی تھا۔ (محاضرات راغب۔ اتقان۔ درمنثور) ہمارے
مخاطب بات ٹالنے کے لئے فرماتے ہیں کہ تیر شہاب میں اس روایت
کا ترجمہ صحیح نہیں ہے نقل کا اصل نہیں ہے۔ ترجمہ کی صحت ثابت
ہونے پر پانچسو انعام بھی دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ تیر شہاب میں
یہ روایت قرآن میں کمی ثابت کرنے کے لئے پیش کی گئی ہے۔ اگر
اس روایت سے کمی قرآن نہ ثابت ہوئی ہو تو ہم ایک ہزار روپیہ
انعام دینے کو تیار ہیں۔ محض ترجمہ صحیح کو غلط کہنا۔ پھر آپ غلطی کا پتہ
بھی نہیں بتاتے۔ پیروؤں کو بہکانے سے کیا فائدہ۔ یہ بتا دیجئے۔
تیر شہاب سے چوٹ لگی یا نہیں۔ کمی ثابت ہوئی یا نہیں (مترجم)

(۴) ابوموسیٰ اشعری کو ایک سورہ جو طول میں سورۂ برأت
کے مانند تھا۔ بھول گیا۔ صرف ایک آیت یاد رہ گئی ۔۔۔ ہے
لو کان لابن آدم وادیان من المال لابتغی وادیا ثالثا ولا یملا جوف
ابن آدم الا التراب) اور ایک سورہ اور بھول گئے۔ جو مسبحات میں سے
کسی ایک کے مشابہ تھا۔ اس میں صرف یہ آیت یاد رہی یا ایہا

الذین آمنوا لم تقولون مالا تفعلون فتکتب شہادۃ فی اعناقکم (
مستدرک حاکم۔ اتقان (۵) **امام مالک** فرماتے تھے کہ سورۂ
برات میں بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب اس سورہ کا ابتدائی
حصہ ساقط ہوا تو اس کے ساتھ بسم اللہ بھی جاتا رہا۔ کیونکہ ثابت
ہوگیا ہے کہ سورۂ برات سورۂ بقرہ کے برابر تھا (اتقان) (۵)
حذیفہ فرماتے تھے کہ اب تو تم سورۂ برات کی چوتھائی بھی نہیں پڑھتے
(اتقان) (۶) **عمر** فرماتے تھے کہ مجھے خوف تھا کہ لوگوں کو زمانہ
دراز کے گذرنے سے کہیں یہ کہنے کی نوبت نہ آئے۔ کہ ہم آیہ رجم
کو قرآن میں نہیں پاتے۔ اور وہ ایک فریضۂ خدا کے ترک کرنے
سے گمراہ ہو جائیں۔ جانتے رہو کہ رجم حق ہے۔ جو زانی محصن کے لئے
معین ہے۔ جب زنا گواہی یا حمل یا اقرار سے ثابت ہو جائے رسول
نے بھی رجم کیا۔ اور ہم نے بھی رجم کیا **دوسری روایت** میں
فرماتے ہیں کہ **پھر وہ بھی منبر پر آ بیٹھے ورسول الا شہاد** دیدان ہیں
میں سے جنکو خدا نے نازل کیا تھا۔ آیۂ رجم بھی ہے اس آیہ کو ہم نے
پڑھا بھی اور سمجھا بھی اور یاد بھی کر لیا الخ (صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۱
و ۱۱۱) ان لوگوں میں سے جو بلحاظ اختصار نہایت کم تعداد میں ذکر
کئے ہیں جیسں کو کہئے آپ کی خاطر سے ہم بھی تبرا کہدیں۔ اگرچہ انہیں
کا ایک او دن کی طرح نہیں ہے۔ اب فرمائیے **چوکی کا قائل**
ہو وہ کافر ہے پھر فرماتے ہیں "جو حرف غلط تھے۔ ان کو

ردی میں ڈالدیا۔ جن امور کے جواب سے تم عاجز ہو ان کو غلط لکھدیا یعنی شیعوں نے جن باتوں سے تمہاری قرآن کی دشمنی ثابت کی تھی۔ وہ غلط تھیں۔ اگر تم اس کے ایک حوالے ایک نقل کو غلط ثابت کردو۔ تو

ایک ہزار روپیہ انعام دینے کو ہم تیار ہیں جس قرآن پر ہمارا ایمان ہے اسے ہم بار بار پیش کر چکے۔ اور یہ جواب ہمارا لغو ہے۔ کیونکہ تمہیں پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ تم سے مطالبہ ہے کہ جس رسول پر تمہارا ایمان ہے اسے پیش کرو۔ اور اس کی تفصیل اپنے حشر میں دیکھو ہمارے **سوالوں کی لڑیاں** (۱) تم رسول کے لئے جھوٹ بولنا تجویز کرتے ہو یا نہیں؟ (۲) رسول غار میں چھپے تھے یا نہیں؟ (۳) تمہارے خلفائے اسلام سے پہلے بت پرست تھے یا نہیں؟ (۴) تمہارے خلفاء میدان جہاد سے بھاگے تھے یا نہیں (۵) حدیبیہ میں حضرت عمر کو رسول کی نبوت میں شک ہوا تھا یا نہیں؟ (۶) تمہارے یہاں کی معتبر کتابوں میں قرآن کی تحریف و تغیر و کمی بیشی جو تبدیلی کی روایتیں ہیں یا نہیں؟ (۷) تمہارے یہاں تقیہ جائز ہے یا نہیں؟ (۸) تم قیامت میں خدا کا منہ دیکھو گے یا نہیں؟ (۹) عثمان نے قرآن جلایا یا نہیں؟ (۱۰) پیشاب سے قرآن کا لکھنا تمہارے قاضی خاں میں ہے یا نہیں؟ ہمارے **سوالات** کا جواب نمبر وار آئندہ اشتہار میں مع حوالہ کتب و تصریح مورخین و کتب عقائد اہلسنت دیکھنا چاہیں ہم سمجھیں گے کہ بحث فضول کے نتائج کیسے دشمن ہو گئے۔ ولا

یحیق المکر السئ الا باہلہ ایک کھلا اور سپید جھوٹ فرماتے

ہیں کہ شیعوں کا ایمان ہے۔ کہ موجودہ قرآن مصحف عثمانی ہے۔

ناقص اور ناتمام دیکھو اپنی کتاب استقصاد از مصحف عثمانی ناقص

و ناتمام گذاشتہ،، کیا لکھنے والا یحرفون الکلم عن مواضعہ کا مصداق

نہیں ہے؟ کیا یہ نقل کا لاصل ہے جو کیا ہیں۔ اور کو وہ ثابت کرنا چاہتے

ہیں۔ اور جو معنی اس عبارت کے لیتے ہیں۔ وہ وہی ہے جو کہ تم کہہ

رہے ہو۔ اگر اس معنی کی صحت اس عبارت سے ثابت کر دو تو پانچ سو

روپیہ نقد لیلو۔ خود عادت تحریف و کید و مکر میں مبتلا ہو کر ہمیں ایسے

اتہامات کا نشانہ بنانا یہ کمال عاجزی کی دلیل ہے۔ ہم نے اس

عبارت کے معنی اشتہار شست بعد از جنگ میں بتادئے ہیں۔ صحیح

بخاری کی جو روایتیں کمی قرآن کے متعلق ہم نے لکھی ہیں۔ کہہ دو کہ جھوٹ!

ہیں! اور منثور میں جو روایتیں کمی کی ہیں کہہ دو جھوٹ! اتقان سیوطی

میں کمی و بیشی کی جو روایتیں ہیں کہہ دو جھوٹ! محاضرات راغب میں جو

روایتیں ہیں کہہ دو جھوٹ! مسند امام احمد حنبل میں جو روایتیں ہیں کہہ دو

جھوٹ! تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی میں جو روایتیں ہیں کہہ دو

جھوٹ! مستدرک حاکم میں کمی کی جو روایتیں ہیں۔ کہہ دو جھوٹ!

تم کیا کرو تمہارے مذہب کی بنا ہی جھوٹ پر ہے۔ آج تک تم نے

عثمان کے متعلق مشہور کر رکھا تھا۔ کہ قرآن انہیں کا جمع کیا ہوا ہے۔ ہم

نے تمہاری تاریخوں سے ثابت کر دیا۔ کہ ہرگز عثمان جامع نہیں ہیں

بلکہ انھوں نے صرف قرآنوں کو پھونکنے کے لئے جمع کیا تھا جو حضرت
ابوبکر کے عہد میں ہوا تھا (دیکھو تاریخ ابو الفداء) اب ہم اس کو بھی
تمہاری ہی کتابوں سے ثابت کئے دیتے ہیں۔ کہ یہ بھی غلط ہے
کہ حضرت ابوبکر قرآن کے جامع تھے۔ کیونکہ صحیح بخاری میں ہے (ترک
النبی الا ما بین الدفتین) نبی نے اپنے بعد وہی چھوڑا ہے جو قرآن
کی دونوں دفتیوں کے درمیان ہیں۔ پھر جب قرآن یونہی متروکہ
نبی میں سے ہے۔ تو کسی کو جمع کرنیکی فضیلت ہی حاصل نہیں ہو سکتی چاہیئے۔ وہ
لوگ اچھے ہوں یا برے۔ اس قرآن موجود میں کوئی قدح نہیں ہو سکتی
اور اسی بات پر شیعوں کا ایمان ہے۔ ان باتوں کو دیکھکر معلوم ہو سکتا
ہے کہ جب اہل سنت کی [illegible] باتیں خود انھیں کے بیانات سے
جھوٹ ثابت ہوئیں۔ تو غیر مشہورہ تو گویا ذکر ہے۔ قرآن سے ہمارا
ہاتھ کسی وقت بھی خالی نہیں ہو سکتا کیونکہ توام قرآن کا دامن ہمارے
ہاتھ میں ہے اور اہلبیت نبی مصحف ناطق ہیں جنہوں نے اسکے
احکام ہمارے لئے بیان کر دئے ہیں۔ ہاں آپکا ہاتھ خالی ہے کیونکہ
رسول کا سخن وقت نزع رسول یہ کہہ کے قطع کر دیا گیا۔ کہ حسبنا کتاب
اللہ۔ یعنی آپ کے لکھنے اور فرمانے کی کوئی ضرورت نہیں ہمیں
کتاب خدا کافی ہے۔ بھلا فرمائیے تو کہ فقط قرآن ان کو کیونکر کافی
ہو سکتا تھا۔ درآنحالیکہ لکھنے والے کو لغت عرب میں بھی فضیلت
نہیں تھی [illegible] سکتے۔ استنباط احکام تو درکنار

پیشتر جب سے یہ قرآن بھی گیا۔ جس طرح عزت ہاتھ سے نکل گئی۔ ویسی حل
ہوئی کہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ ویسی مثل ہے۔ مرتبہ مولوی روم کا ایک شعر
یاد آگیا جو فرقہ اہلسنت کے اقرار قرآن کا پتہ دیتا ہے ؎ من
ز قرآن مغز را برداشتم یعنی قرآن کا مغز تو ہم نے لیلیا۔ اور قرآن کی
ہڈیاں ہم نے کتوں کے آگے پھینکدی ہیں۔ (کہ وہ دنیا پاکریں)۔ مولوی
روم کے نزدیک قرآن میں صرف مغز ہی نہیں ہے بلکہ ہڈیاں بھی
ہیں۔ وہی کتوں کے چبانے کے قابل ہیں۔ یہ سنیوں کا ایمان
بالقرآن جو زمانہ کی لوح پر برسوں سے قایم ہے۔ اپنے شعروں پر
اہلسنت کو خوب حال آ گئے ہیں۔ جو قابل دید تماشا ہوتا ہے۔ اور
پھر ہمارے سامنے دعوے ایمان بالقرآن۔ اے سبحان اللہ ؎
صلاح حال کجا و من خراب کجا ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
تمھنے جب استفتا کا مقابلہ قرآن سے کیا۔ اور بتایا کہ جس طرح استفتا
تمہاری کتاب ہے۔ اس کے معنی تم سمجھتے ہو۔ ویسی ہی قرآن ہماری
ایمان کی کتاب ہے۔ اس مقابلہ سے تو یہی سمجھ میں آتا ہے۔ کہ
استفتا کو تم نے ہماری کتاب تسلیم کیا۔ اور قرآن کو اپنا۔ تو ہمارا جواب
صحیح ہے۔ اب اگر قرآن کو [illegible] کتاب نہیں تسلیم کرتے تو ہم اعتراض
کو واپس لیتے ہیں۔ اب بہ [illegible] قرآن ہماری کتاب ہے۔ جب تمنے
لکھا تھا کہ یہ قرآن خلافت نہیں ہے بلکہ اس پر زبردستی قبضہ کرلیا ہے
اسپر ارشاد ہوتا ہے کہ وہ اگر صرف سنیوں کا طرفدار ہوتا تو قبول

تمہارے خلافت پر زبردستی قبضہ ہوتا۔ اس کلمہ سے اہل سنت
کا ایک دوسرا اصول معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ اگر زبردست کے
ارادے کے موافق کام ہو جائے تو خدا اس کا طرفدار ہوگا۔ پس بنا بر
مذہب اہلسنت معاذ اللہ العیاذ باللہ یزید کا طرفدار ثابت ہوگا۔ یحییٰ
پیغمبر کے مقابلہ میں خدا بادشاہ جابر کا طرفدار ثابت ہوگا۔ اسرائیلیوں
کے مقابلہ فرعون کا طرفدار ہوگا۔ پھر آپ کی خلافت کے **چھین**
جانے پر جو فریاد و شور ہے۔ وہ محض فضول ہوگا۔ کیونکہ خدا **فریق**
مخالف کا طرفدار ہوگا۔ بات ذرا سمجھ کر لکھا کرو۔ ورنہ پاداش
پر نادم ہونا پڑیگا۔ **امیر المومنین** کی شجاعت اور بہادری رسول اللہ
سے زیادہ نہ تھی۔ جب رسول نے برسوں شعب ابو طالب میں بسر کی ہجرت
فرمائی۔ غار میں چھپے تو یہ کون عاقل کہہ سکتا ہے۔ کہ معاذ اللہ رسول
شجاع نہ تھے۔ بلکہ بات یہ تھی کہ حکم جہاد نہ تھا۔ اب یہ مسئلہ کہ کیوں نہ تھا۔
اس کو خدا سے پوچھو۔ لیکن امیر المومنین باوصف شجاعت مطیع حکم رسول
تھے۔ جس وقت سے لئے حکم جہاد تھا جنگ فرمائی۔ جب حکم نہ تھا نہ لڑے
اب سوال کہ کیوں نہ لڑے۔ اور کیوں حکم جہاد نہ تھا۔ یہ رسول کے
واقعات کی طرح خدا ہی سے پوچھنے کے قابل ہے۔ اسکو فرار نہیں کہتے
جیسا کہ ہجرت کو فرار نہیں کہا جاتا۔ آپکے **خلفاء** نے جو دشمنوں کے
کے مقابلہ میں ثبات قدم دکھایا نہیں علی کا میدان تو اور چیز تھا۔
وہاں تو لوگ برہنہ ہو کر اپنی جان بچاتے تھے۔ دوسری بات

ہے۔ کہ کسی مظلوم کو صبر کرنے سے یہ کیونکر لازم آیا کہ ظالم حق پر ہے؟ اگر تم امیر المومنین کے سکوت سے خلفاء کی حقیقت پر استدلال کرتے ہو۔ تو ثابت کرو کہ امیر المومنین میں معاذ اللہ ضعف صبر نہ تھی۔ اور یہ امر دنیا کی قوت سے خارج ہے (وجزاہم بما صبروا جنۃ وحریرا) تم ہم سے اس بات پر لڑتے ہو۔ کہ سیدہ کو مظلومہ نہ کہو۔ فدک کے چھین لینے کا ذکر نہ کرو ورنہ ہم (معاذ اللہ) امیر المومنین کو فرار کی تہمت دیں گے۔ تم یاد رکھو کہ امیر المومنین کی شجاعت متواتر ہے۔ انکے فرار کی نسبت بے عقلی اور جہالت ہے جس طرح خدا کی قوت مسلم ہے لیکن یقیناً کفار نے کعبہ کو غصب کر کے اس پر بت رکھ کر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر کیا تم خدا کو ضعیف کہہ سکتے ہو؟ اگر اس غصب سے خدا کی قوت میں فرق نہ آیا۔ تو یاد رکھو علی کی شجاعت میں اس غصب سے بٹہ نہیں لگا جس طرح بت پرستوں کا غصب انھیں کے دامن کا دھبہ تھا۔ اسی طرح ان غصب کرنیوالوں کے لئے یہ غصب کلنگ کا ٹیکہ ہے حضرت ائمہ مصالح پر جنگ کرتے ہیں اگر امیر المومنین لڑے ہوتے تو آج آپ یہی کہتے کہ مال و سلطنت کے لئے لڑے لیکن صبر اسی طرح اپنے محل پر ممدوح ہے جس طرح محل جہاد پر جہاد (مشتہر کفر کی گھبراہٹ) ہم نے وضو کی بحث میں تقیہ کے متعلق لکھا تھا۔ کہ آپ کے امام بخاری نے تین آیتوں سے تقیہ پر استدلال کیا ہے صفحہ کا حوالہ بھی تھا الخ۔ آپ اس کے جواب میں

فرماتے ہیں کہ وہ اس بعد جنگ میں کہاں امام بخاری کا نام کہاں صفحہ وسطر کا حوالہ ہے۔ دروغ گویم بر روئے تو اخ یہ ہم نے کب لکھا تھا کہ مشت بعد از جنگ،، میں یہ مضمون ہے۔ یہ مضمون اس اشتہار میں ہے جسے ڈر کے مارے آپ دیکھتے ہوں گے نہ اس کا نام لیتے ہونگے کیونکہ وہ ہمارا مصنف شکن اشتہار **شیعوں کی دشمنی قرآن سے** ہے اس کو ملاحظہ کرو (اگرچہ لاجوابی کا صدمہ تو ہوگا مگر) دیکھ لیجئے اس میں امام بخاری کا نام بھی ہے صفحہ کا حوالہ بھی ہے۔ اب بتاؤ کہ دروغ اور نافہمی کس کے حصہ میں ہے۔ شرم تو آئے گی۔ کاش حضرت عثمانؓ سے حصول حیا میں استمداد چاہو۔ یہ ہے وہ مقام جہاں دروغ گو را حافظہ نباشد کہا جاسکتا ہے۔ تمہارا یہ سوال بھی بے وسواسہ ہے کہ۔ امیر المومنینؓ نے کیوں نہ قرآن کو کامل فرمایا۔ خدا کا ارشاد ہے۔ ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھاتا۔ پھر کیا ضرور ہے کہ کسی کے گناہ کی اصلاح دوسرے کے ذمہ لازم ہو۔

حق بر زبان جاری ۔ فرماتے ہیں لکھنو اور بارہا اور امروہہ کے سیدوں کے متعلق ان سب کے گھروں میں اور ہاتھوں میں یہی مصحف عثمانی دکھائی دیتا ہے۔ اور اس کو نمازوں میں پڑھتے ہیں۔ پھر جب تم ہمارا یہ حال جانتے ہو تو کہو شیعوں کا ایمان قرآن پر نہیں ہے؟ دیکھو اس کلمہ کو تمہاری

مولوی صاحب نہ دیکھ لیں۔ ورنہ وہ اڈری غیوبیاں لیجئے

انتو عمر نے اپنے ایمان بالقرآن کا ثبوت آپ

ہی کے منہ سے دیدیا۔ اتنو علماء فرنگی محل سے

لکھوا دیجئے۔ کہ مولوی عبد الشکور صاحب کی شکست

تمام اہلسنت کی شکست ہے۔ رہگیا مسئلہ بدا تو ہم

اس کو آج یہ کہکر چھوڑ دیتے ہیں کہ (یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و

عندہ ام الکتاب) خدا جس چیز کو چاہتا ہے مٹھاتا ہے جسکو چاہتا ہے

ثابت کرتا ہے الخ۔ اس پر غور کر لینا۔ پھر جب تم مسئلہ بدا پر اپنے اعتراض

کو مفصل بیان کروگے تو ہم جواب اسی آیت سے دینے لگینگے۔ اور تم یہ

سمجھ لینا کہ ہم تو دو آیتوں پر ایمان لائے ہیں جس کا ذکر شمشیر لو تراب

میں ہے!! ۲۲ میں پھر کئی الزام دئے ہیں۔ ایک یہ کہ ہم گھبرا گئے

ہیں۔ ناظرین اشتہاروں کو دیکھکر اس کا فیصلہ کریں کہ کون گھبرایا ہے۔

دوسرا الزام یہ ہے۔ کہ ہم نے زبان درازی سے کام لیا ہے۔ ہم کہتے

ہیں۔ کہ اگر ہم نے سنیوں کے سوا کسی شیعہ کے اقوال لکھے ہیں۔ تو تم

شوق سے کہدو۔ کہ جن لوگوں نے یہ ردیاتیں جھوٹ

لکھی ہیں ان پر خدا کی لعنت۔ ورنہ زبان دراز تو آپ کے

سلف تھے جنہوں نے اپنے پیروؤں کو بھی نچوڑا۔ تیسرا الزام ہے

کہ ہم نے حضرت عثمان کو قرآن جلا دینے والا بتلایا یہ ہذیان ہے حضرت

یہ وہ ہذیان ہے جس میں آپ کے تمام محدثین و مورخین اور امام بخاری بھی

دوسرے لوط کیونکہ انھوں نے کہا تھا۔ لو ان لی بکم قوۃ او آوی
الی رکن شدید (کاش مجھے تمہارے مقابلہ کی قوت ہوتی یا میں کسی
رکن شدید سے پناہ لے سکتا) اگر کوئی کہے کہ لوط میں قوت مقابلہ تھی۔
تو وہ کافر ہے۔ اور اگر قوت نہ تھی تو میں تو وصی ہوں مجھ پر کیا اعتراض
تیسرے یوسف انھوں نے کہا۔ رب السجن احب الی مما یدعوننی
الیہ (پروردگار یہ عورتیں مجھ سے چاہتی ہیں اس سے تو قید خانہ ہی بہتر
ہے) اگر یوسف کو کوئی شخص کہے کہ بغیر خوف گناہ انھوں نے قید خانہ میں
جانا طلب کیا تو کافر ہے۔ اور اگر خوف گناہ موجود تھا۔ تو یوسف کی طرح
میں بھی معذور ہوں چوتھے موسیٰ کیونکہ انھوں نے فرمایا ففررت منکم لما خفتکم
(میں نے تم سے فرار کیا جب میں تم سے ڈرا) دیکھو اس قسم کا فرار شان
نبوت کے خلاف نہیں۔ اور یہ ایسا صاحب عزم دل کھلوڑا کہا جا سکتا ہے
فرار ہی معیوب ہے جو وجوب جہاد کے بعد ہو جیسا کہ احد و خیبر میں
ہوا) اگر کوئی یہ کہے کہ موسیٰ کو کوئی خوف نہ تھا تو وہ کافر ہے۔ اور اگر خوف
تھا تو میرا بھی وہی حال سمجھو پانچویں ہارون کیونکہ انھوں نے اپنے بھائی
موسیٰ سے کہا۔ یا ابن ام ان القوم استضعفونی (اے میرے بھائی!
قوم نے مجھے ضعیف سمجھا۔ اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں۔ اگر کوئی کہے
کہ ہارون ضعیف نہ تھے۔ تو کافر ہے۔ اگر ایسا تھا تو میں بدرجہ اولیٰ لے جانے کے
ہوں مریدان رسول کے اس قول کو دیکھو۔ یا علی انت منی بمنزلۃ
ہارون من موسیٰ) اگر امیر المومنین میں یہ خوف نہ پایا جاتا تو منازل ہارون

کی بات ایک مغیرہ نے بچائی۔ امیر المومنین بھی اپنے بھائی سے کہتے کہ
سے کہہ رہے ہیں یا ابن ام ان القوم الخ۔ جیسے رسول اللہ ہجرت کر کے غار میں
چھپے اور مجھے اپنے فرش پر چھوڑا۔ اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ بغیر خوف غار
میں چھپے تو کافر ہے۔ اور اگر خوف تھا تو میں بھی معذور ہوں (آواز) ھذا
لی قد ابدیتہ اسے جتنا یہ میرے سر میں انھیں چھوڑ دے۔

قاسم جنت و نار سے سنیوں کی عرضداشت

ونذر الظالمین فیہا جثیا — حجتکم واحسنکم

(آواز) تم تھا، یہ کہ ہمارا آج کے دن کو بھول گئے تھے؟ جی نہیں تو (آواز)
تمہیں سب سے موخر کیوں کہا (جواب) اسلئے کہ ابوبکر پر اجماع ہو گیا تھا (آواز)
کیا اس اجماع میں بھی نبی تھا؟ جی نہیں آپ تو تھے (آواز) اچھا اہلبیت
نبی میں سے کوئی تھا؟ جی کوئی نہیں (آواز) پھر اجماع کو حق کیونکر کہا؟
جی ہمیں تو یقین جلوہ ہمارے علما جانتے ہیں (آواز) خیر کس پر راضی ہو
تمہارے کس عالم کو بلایا جائے (جواب) سنتے ہیں کہ امام بخاری سنیت
میں بڑے مشہور تھے کیونکہ انھوں نے اہلبیت نبی کے فضائل سب سے
کم لکھے ہیں (آواز) بخاری کو بلاؤ حاضر۔ (آواز) تم نے میرے مناقب
میں انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ نہیں لکھا ہے؟ بخاری۔ جی
لکھا کیوں نہیں؟ یہ دیکھئے میری صحیح جلد ۲ صفحہ ۵۶ میں مرقوم ہے
(آواز) ہارون وزیر موسیٰ تھے یا نہیں؟ جی اس میں انکار کسکو ہے قرآن
میں دعائے موسیٰ میں ہے۔ واجعل لی وزیرا من اہلی (آواز) پھر

جب میں منزلت ہارون پر ہوں تو تم نے مجھے موخر کیوں قرار دیا بجاری

اس میں باہر سے صحابہ بھی شریک تھے وہ اسے بہتر جانتے ہیں

(آواز) سب میں زیادہ معزز تمہارے نزدیک کون شخص تھا بجاری

حضرت ابوبکر جنکے ہاتھ پر حضرت ابوبکر نے بیعت کی (آواز) ابوبکر کو بلاؤ (آئے)

(آواز) کیوں ابوبکر حدیث منزلت ہارون میرے متعلق رسول نے فرمائی

تھی یا نہیں؟ پھر تم نے اسکے متعلق کیا سقیفہ میں کوئی بات کہی تھی یا نہیں؟

(ابوبکر) بات یہ تھی کہ اسوقت نہایت جلدی تھی (آواز) اسی وجہ سے

دفن و کفن رسول میں بھی شرکت نہ ہو سکی۔ اسکے علاوہ بھائی عمر نے آکر

مجھے آواز دی کہ جلد سے جلد چلو بیعت طلال بھی تھی۔ یہ سنکر اور گھبرا

گیا سقیفہ میں پہنچا۔ دیکھا کہ انصار چاہتے ہیں خلافت کو اپنی طرف کھینچ لیں

اور سعد بن عبادہ پر قرعہ انتخاب پڑ رہے تھے۔ اس کارروائی کو دیکھکر

بھائی عمر اپنے دل میں ایک زور یا اور مکر کی بات سوچ رہے تھے۔

وہ یہ کہ طبری اور دیگر مورخین نے لکھدیا ہے جو بہت مشہور بات

ہے ہم نے یہ تقریر پیش کی کہ ہم شجرہ نبی سے ہیں۔ اور پیغمبر سب

ہمارے ہی قبیلہ سے مبعوث ہوا ہے۔ لہذا خلافت ہمارا حق ہے

اور بھی بہت سی باتیں تھیں مگر جان استدلال یہی فقرہ تھا جیسا

کہ آپ نے بھی سنا ہوگا۔ اس فقرہ کو بھائی عمر نے بھی استعمال کیا یہی

بڑی بات آ گئی تھی۔ انھوں نے میرے ہاتھ پر جھٹ سے بیعت

کرلی۔ ان کو بیعت کرتے دیکھ اور لوگ بھی راضی ہو گئے۔ لیکن

بعد میں بھائی عمر کے بھی یہ بات خلاف ہوئی۔ کیونکہ وہ بھی کہا کرتے تھے (کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ وقی اللہ شرہا۔ الخ) یعنی ابوبکر کی بیعت ناگہانی بیعت تھی۔ اللہ نے اس کے شر سے بچا لیا۔ اب جو ایسا کرے اسے مار ڈالنا۔ مگر اس وقت تو ایسا ہی بن پڑا (واذ) حتجو بالشجرۃ واضاعوا الثمرۃ۔ تم نے درود کی قرابت داری سے استدلال کیا۔ اور شجر نبوت کے ثمر کو (یعنی مجھے) چھوڑ دیا۔ یوم یعض الظالم علے یدیہ یا ویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا وہذا لک الخ)

المشتہر سید منظور حسین رضوی امروہوی۔ (نول طابع لکھنؤ)

التماس مؤلف

میں نے پچھلے صفحات میں ظاہر کیا تھا۔ کہ فریقین کے شائع شدہ اشتہارات کی تلاش میں مجھے ایک حد تک دقت اور تکلیف اٹھانا پڑی اور جب امروہہ میں اشتہار دستیاب نہ ہوئے۔ تو لکھنؤ پہنچ کر مولانا عبد الشکور صاحب سے اشتہارات کے متعلق درخواست کرنا پڑی میں مولوی صاحب کا شکر گذار ہوں۔ کہ چند اشتہار مجھے انکے ذریعہ سے دستیاب ہوئے۔ بقیہ اشتہارات سید منظور حسین صاحب اور نیز دوسرے احباب سے موصول ہوئے۔ لیکن جو اشتہار کہ آخر میں درج ہوا ہے اسکے بعد کسی اور اشتہار کے شائع ہونے کی مجھے اطلاع نہیں ملی اس

کے حاصل کرنے کی کوشش کیجاتی۔ اب اگر روئداد شایع ہونے کے بعد بھی اشتہارات کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا تو میں انھیں ضمیمہ کے طور پر چھاپکر شایع کردوں گا۔ مجھے خاص طور پر روئداد کے متعلق عرض کرنا ہے۔ اس میں صاف صاف وہی الفاظ اور خاص فقرے درج کئے گئے ہیں جو مناظرین حضرات نے جلسوں میں بیان فرمائے تھے۔

یہ روئداد جلسوں کے وقت سے اخبار اتحاد میں درج ہونا شروع ہوگئی تھی۔ اور اتحاد کے یہ پرچے جن کے اندر روئداد موجود تھی جلسوں میں برابر تقسیم ہوتے رہے۔ اور جب تک برابر اتحاد میں درج ہورہی ہے۔ **اخبارِ اتحاد** امروہہ میں علاوہ اپنے مستقل خریداروں کے بازاروں میں فروخت ہورہا ہے۔ اس کی ایجنسیاں بھی موجود ہیں۔ اور اکثر لوگ ان ایجنسیوں سے بھی پرچے خریدتے ہیں۔ ہمنے اتحاد میں چند مرتبہ روئداد کے متعلق فریقین کے مناظرین سے عرض کیا ہے۔ کہ جو کارروائی آپ حضرات اتحاد میں ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ اگر اسمیں کچھ غلطی ہو۔ تو مجھے اس سے مطلع فرمادیجیے تاکہ اصلاح کردیجائے لیکن حقیقتاً چونکہ تمام واقعات اور تمام تقریریں وہی ہیں جو جلسوں میں کی گئی تھیں۔ انکی تردید کی ضرورت ہی نہ تھی اور اسی وجہ سے مناظرین نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ میرا خیال ہے روئداد شایع ہونے کے بعد اشتہار بازی کا سلسلہ ختم ہوجائے گا۔ مجھے آخر میں یہ بھی عرض کرنا ہے کہ روئداد کے چھاپنے میں جلدی کی گئی ہے۔ اور اس جلدی میں چھپائی اور کاپیوں کی صحت کا انتظام کافی طور پر نہ ہوسکا۔ لہذا ناظرین صاف فرمائیں